

مقالات اہل الضلال من اصحاب دیوبند وفضائل اعمال

یعنی

دیوبندی اور تبلیغی جماعت کا تباہ کن صوفیت کا عقیدہ

مؤلف:

مولانا عطاء اللہ ڈیروی

معلومات و رابطہ:

<http://www.ahya.org>

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مُجْلِسُ التَّحْقِيقَاتِ الْإِسْلَامِيَّةِ** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

پھر مامون رشید کی خلافت میں فتنہ خلق قرآن کھڑا ہو گیا اس فتنے میں مامون رشید نے بفسہ حصہ لیا اس کو خوب پروان چڑھایا اس کی مخالفت کرنے والوں میں سے بعض کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا اور بعض کو جیلوں میں ڈال دیا گیا، اس فتنے میں امام احمد بن حنبل^{رض} مامون کے سامنے سیسے پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے، سالہا سال تک قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا، اللہ تعالیٰ نے امام احمد گواں میں کامیابی عطا فرمائی، انہوں نے اس فتنے کو آگے بڑھنے سے روک دیا، اس امت میں فتنہ خلق قرآن سے بڑھ کر ایک اور فتنہ نمودار ہو گیا، یہ فتنہ عقیدہ وحدۃ الوجود اور حلول کا عقیدہ تھا۔ ایک شخص حسین بن منصور الحلاج اس امت میں پیدا ہوا جو اس عقیدے کا حامل تھا۔ وہ اپنے آپ کو ”الحق“، یعنی خدا کہنے لگا اور اسی عقیدے کی بنیاد پر اس کو سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کے قتل سے فتنہ ختم نہیں ہوا لیکن اس کے ماننے والے خوف سے اپنا حلیہ بدلنے پر مجبور ہو گئے انہوں نے نئی نئی اصطلاحیں جاری کیں، نئے نئے الفاظ وضع کے جن کے اندر انہوں نے حلاج کے مذہب کو چھپا لیا۔ انہی اصطلاحوں میں سے وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، حلول اور ظہور کی اصطلاحیں ہیں۔ جب تک حکومت اسلامیہ میں اسلامی حدود پر عمل ہوتا رہا کسی ایسے زندگی و ملک کو زندہ نہیں چھوڑا گیا جس نے قرآن و سنت کی مقرر کردہ حدود کو توڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ اسی ضمن میں جعد بن درہم اور جنم بن صفوان کو سزاۓ موت

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمة الكتاب

محمد و نصلي على رسوله الكريم اماً بعد

جناب رسالت مآب ﷺ کی وفات کے بعد امت مسلمہ کے اندر رفتہ رفتہ بدعقیدگی کی خرابیاں پیدا ہو نا شروع ہو گئیں اور آج تک اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے اس امت میں جب افتراق و انتشار پیدا ہوا تو اس وقت صحابگی کافی تعداد زندہ تھی۔ یہ افتراق جناب عثمانؓ کی شہادت سے شروع ہوا سب سے پہلا فرقہ جو اس امت سے علیحدہ ہوا وہ خوارج کا تھا۔ یہ فرقہ جنگ صفين کے اختتام پر ظاہر ہوا۔ پھر جناب علیؓ کے دور خلافت میں شیعہ فرقہ وجود میں آیا اس فرقہ کا بانی عبد اللہ بن سبا تھا جو باطن میں یہودی تھا ظاہراً مسلمان ہو گیا تھا اور جناب علیؓ کی ذات میں حلول کا قائل تھا، اسی طرح حسن بصریؓ کے شاگردوں میں سے کچھ لوگ ان سے علیحدہ ہو گئے ان کو حسن بصری کے ساتھ رہنے والوں نے معززلہ کا نام دیا، پھر مرجیہ، جہمیہ، قدریہ وجود میں آگئے اور اس امت کے افتراق و انتشار کا سلسہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ ان مذکورہ بڑے بڑے فرقوں میں سے بعض فرقے بہت سارے فرقوں میں منقسم ہو گئے جیسا کہ خوارج اور شیعہ، ان دونوں فرقوں کے بیش بیش فرقے بن گئے

الا لله يعني میرے بھے کے اندر خدا ہی ہے اور انہیں ملحدین کی روشن پر چلتے ہوئے متاخرین صوفیاء نے لفظ مظہر ایجاد کر لیا۔ لفظ مظہر دیوبندیوں و بریلویوں کے مشترک پیغمبر و مرشد حاجی امداد اللہ کے کلام میں بہت ملے گا اور ان کے خلیفہ و جانشین شیخ اشرف علی تھانوی کی کتب اس سے بھری پڑی ہیں۔ لفظ مظہر کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز میں ظہور فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے روپ میں دنیا کے سامنے آتا رہتا ہے۔ اس گمراہ عقیدے کی وضاحت ہم نے اس کتاب میں کی ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق دنیا کی تمام مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی ایک ایک صفت ہے مگر انسان اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا جامع ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی ایک صفت انسان کے علاوہ باقی مخلوق میں ہوئی تو وہ جزوی خدا ہوئی اور انسان مکمل خدا ہوا کیونکہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات موجود ہیں۔ اور حالاج کا یہ قول جس کو حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ میری دھیشیتیں ہیں ایک ظاہر کی اور ایک باطن کی۔ میر اظاہر میرے باطن کو سجدہ کرتا ہے۔ انہوں نے یہ بات اس سوال کے جواب میں کہی تھی کہ تم اپنے آپ کو خدا کہتے ہو تو نماز کس کی پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے یہی مذکورہ جواب دیا تھا۔ ان کا یہ جواب اس عقیدے کی بنیاد پر ہے کہ انسان کی روح مخلوق نہیں یہ خالق کی تجلی ہے۔ اس لئے یہ انسان خالق و مخلوق کا جامع ہے اس کا ظاہری بدن مخلوق ہے اور اس کی روح خالق کی روح ہے۔

دی گئی کیونکہ انہوں نے خدا کی صفات کا انکار کیا مثلاً اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا، رات کے آخری حصے میں آسمان دنیا پر نزول فرمانا، اللہ تعالیٰ کا با صورت ہونا، اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا یعنی بذاته ہر جگہ نہ ہونا، اللہ کے کلام کا حروف والفاظ و آواز کے ساتھ ہونا وغیرہ۔ جعد بن درہم کو عید الاضحیٰ کے دن خالد القسریٰ نے قربانی کے جانور کی طرح ذبح کیا۔ خالد نے کہا لوگو! جاؤ اپنی اپنی قربانی کے جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کرو میں جعد بن درہم کو ذبح کرتا ہوں یہی میری قربانی ہے۔ اسی طرح اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام نہیں کیا کیونکہ اس کے خیال و عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے حروف ہیں نہ الفاظ اور اس کے کلام کی آواز بھی نہیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے جو آواز سنی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی آواز نہیں تھی، وہ مصنوعی اور مخلوق کی آواز تھی، اس جرم میں اس امیر نے جعد کو قتل کی سزا دی کیونکہ یہ عقیدہ کفر و الحاد کا ہے۔

جب تک اسلامی حکمران اسلامی حدود کے نفاذ پر عمل کرتے رہے اس وقت تک ملحدین و مرتدین کے ساتھ یہی سلوک رہا، کسی کو اسلامی سزا سے نجی بانے کا موقع نہیں ملا۔ مگر جب اسلامی حکمرانوں نے اسلامی حدود کے نفاذ کو معطل کر دیا تو ملحدین نے پھر اپنا کام اعلانیہ طور پر شروع کر دیا انہوں نے اعلانیہ طور پر اپنے آپ کو خدا نہیں کہا لیکن ایسی اصطلاحیں جاری کیں جن کے توسط سے انہوں نے ربو بیت کا اظہار کیا جیسا کہ ابو زید بسطامی کا قول : لیس فی جبی

اللہ کا غیر ہے اور نہ ابليس اس کا غیر ہے۔ اس کی وضاحت اس کتاب میں اس واقعہ میں آپ کو ملے گی جو اشرف علی تھانوی صاحب کے کلام سے ہم نے درج کی ہے، یعنی وہ واقعہ جس میں بیان ہوا ہے کہ ایک آدمی مست ہاتھی پر سوار ہو کر آرہا تھا اور یہ اعلان کرتا جا رہا تھا کہ میرا ہاتھی میرے قابو میں نہیں ہے اس سے بچو۔ ایک صوفی نے یہ سن کر کہا : خدا کو خدا سے کیا ڈر، وہ بھی خدا ہے میں بھی بلکہ اس کے اسماء و صفات ہیں جیسا کہ اس کتاب میں حاجی امداد اللہ کے کلام میں قرآنی آیت ”الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنی“ (ط :) کی تفسیر و تشریح میں بیان ہوا ہے۔ حاجی امداد اللہ نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کا مظہر تھے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کی شکل و صورت میں ظاہر ہوا۔

اور حاجی صاحب نے یہ انکشاف بھی فرمایا کہ بیت اللہ کو بھی اسی لئے طواف کیا جاتا ہے کہ وہ اللہ کا مظہر ہے یعنی اللہ کی ایک شکل و صورت ہے، وہ غیر اللہ ہوتا تو کبھی مسجدوالیہ نہ ہوتا اور دیوبندیہ و بریلویہ کے پیر و مرشد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابليس بھی اللہ کا مظہر ہے یعنی مظہر مضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں ایک ہادی و دوسری مضل۔ یعنی ہدایت دینے والا اور گمراہ کرنے والا جیسا کہ قرآن میں ہے یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا (البقرة :) اس لئے ابليس اللہ کی صفت مضل کا مظہر ہے اور آدم اس کی صفت ہادی کا مظہر ہے۔ اس لئے نہ آدم

تینوں خدا تھے۔ نعوذ بالله من الصلال۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت سے سوال ہوا کہ جناب حلول و ظہور میں کیا فرق ہے؟ فرمایا جیسے انسان آئینہ دیکھتا ہے، آئینہ میں نظر آنے والی اس کی صورت اس کے ظہور کی مثال ہے، حلول کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ پانی میں شکر ملا دی جائے اور یہ شکر پانی میں گھل کر پانی ہو جائے شکر کا وجود باقی نہ رہے۔ اس مثال میں ہے مولوی اشرف علی صاحب نے حلاج کا دفاع کیا ہے کہ وہ حلول کا قائل نہیں تھا، ظہور کا قائل تھا مگر حلاج کا اپنا قول جو خود اشرف علی صاحب نے ہی نقل کیا ہے

ہمارے زمانے کے صوفیاء جن کے عقائد و نظریات کی وضاحت کے لئے ہم نے یہ کتاب تالیف کی ہے اس ابن عربی کو اپنا امام و پیشوامانتے ہیں، اس کو شیخ محمد زکریا کاندھلوی اپنی کتاب تبلیغ نصاب و فضائل اعمال میں شیخ اکبر قدس سرہ لکھتے ہیں، جس سے صاف طور پر ثابت ہے کہ یہ صوفیاء تبلیغی جماعت کے قائدین و پیشواؤ اور دیوبندی علماء و اکابرین، اسی ابن عربی کے دین و مذہب پر ہیں۔ ابن عربی کے مذہب کی نشر و اشاعت حاجی امداد اللہ نے خوب کی ہے اور انہوں نے اپنے رسالے ”وحدة الوجود“ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ دیوبندی اکابرین و شیوخ اس کے مذہب پر ہیں، اور وحدۃ الوجود کے عقیدہ پر ثابت قدم ہیں مگر چونکہ اس عقیدے کو چھپانا فرض ہے اس لئے وہ ظاہر اس کا انکار کرتے ہیں دیکھتے حاجی امداد اللہ کے رسائل پر مشتمل کتاب (کلیات امداد یص ۲۱۹) عقیدہ حلول و وحدۃ الوجود پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جن صوفیاء نے خدائی دعویٰ کئے وہ اس دعویٰ میں حق پر تھے اور فرعون بھی حق پر تھا۔ اس بات کی قوی شہادت یہ ہے کہ مولوی اشرف علی نے لکھا ہے کہ بندہ اپنے وجود سے پہلے خدا تھا۔ اس کا حوالہ کتاب میں ہے اور اس بات کا ثبوت کہ دیوبندی علماء و شیوخ اسی عقیدے پر ہیں اس کتاب کے اندر آپ کو ملے گا۔ اشرف علی صاحب کے خلیفہ خواجہ جمزوہب نے حضرت کی سوانح حیات میں اشرف السوانح کتاب لکھی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے وعظ کہنا موقوف کر کھا تھا،

کہ میر اطہر میرے باطن کو سجدہ کرتا ہے۔ اشرف علی صاحب کے قول کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ رب تعالیٰ کو اپنے اندر موجود مانتا تھا اسی لئے وہ کہتا ہے میر اطہر میرے باطن کو سجدہ کرتا ہے، تو اس کا باطن خدا ہوا۔ حاجی امداد اللہ اور ان کے مریدوں کے عقیدے کی اس بات سے وضاحت ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے رسالے ”وحدة الوجود“ میں لکھا ہے انہوں نے لکھا ہے وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے جیسے کسی بڑے درخت کا نجح ہوتا ہے اس نجح کے اندر مکمل طور پر وہ درخت موجود ہوتا ہے مگر نظر نہیں آتا جب اس کو بویا جاتا ہے تو اس سے تمام ٹہنیاں ایسے ہی ظاہر ہو جاتی ہے جب درخت آگتا ہے تو درخت ہی نظر آتا ہے اس کا اصل نجح فنا ہو کر گم ہو جاتا ہے اسی طرح اس کائنات کی اصل اللہ کی ذات ہے جب اللہ نے کائنات بنائی تو وہ اس کائنات میں منعی ہو گیا اب یہی مخلوق باقی ہے اس کا اصل ظاہر میں موجود نہیں یعنی اللہ کی ذات اس مخلوق سے باہر موجود نہیں۔ یہ ہے عقیدہ وحدۃ الوجود۔ درخت اور اس کے نجح کی مثال سے اس کائنات کا حقیقی وجود اور نعموز بالذریب تعالیٰ کا اس میں فنا ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔ یہ دہریوں کا عقیدہ ہے جو اس کائنات میں رب کا وجود نہیں مانتے اور یہی عقیدہ فرعون کا تھا۔ شیخ ابن عربی صوفی نے فرعون کو مومن لکھا ہے (فصوص الحکم اردو ص ۲۰۰) اس کی دلیل اس نے یہ دی ہے کہ جب اس کائنات میں ہر شخص خدا ہے تو فرعون بادشاہ ہونے کی وجہ سے بڑا خدا ہوا۔

وحدة الوجود کی نہیں، وحدة الوجود کی صحیح مثال وہ ہے جو حاجی صاحب نے درخت اور اس کے تنج سے دی ہے، کیونکہ درخت بن جانے کے بعد تنج خود بخود کا عدم ہو جاتا ہے کسی شکل میں باقی نہیں رہتا۔

بعض لوگوں نے صوفیاء کی زندیقیت والحاد پر مبنی اقوال کو جن میں انہوں نے اپنے آپ کو یا اللہ کے سوا کسی اور کو خدا کہا ہے، وحدۃ الشہود پر محمول کیا ہے یعنی ظاہر میں ان کو وہ چیز خدا نظر آئی اگرچہ حقیقت میں وہ چیز خدا نہیں مخلوق تھی ان کو ظاہر کا دھوکہ ہوا ہے جیسا کہ آگ بن جانے والا لہوا، ظاہر میں آگ ہی نظر آتا ہے اگرچہ در حقیقت اندر سے وہ لواہی ہوتا ہے اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں۔

وحدة الوجود پر مبنی صوفیاء کے اقوال کو وحدۃ الشہود پر محمول کرنا ڈوبتے کوئنکے کا سہارا لینے سے زیادہ کچھ نہیں ہے کیونکہ وحدۃ الوجود صوفیاء کے اقوال و ملفوظات میں واضح اور صاف ہے اس میں کوئی تاویل مفید نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس کتاب میں درج اقوال سے معلوم ہوگا۔

حاجی امداد اللہ نے لکھا ہے خدا کو واحد کہنا تو حید نہیں واحد دیکھنا تو حید ہے (کلیات امداد یہ ص ۲۲۰) یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھنا تو حید نہیں بلکہ تو حید یہ ہے کہ اس کے سوا اس کائنات میں کوئی چیز موجود ہی نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات میں موجود ہر چیز اللہ کا عکس ہے۔ اسی کا سایہ اسی کا پرتو ہے ہرگز اس کا غیر نہیں اور حاجی صاحب مذکور نے لکھا ہے ”معلوم شد کہ در عابد و معبد

ایک جلسہ میں کچھ لوگوں نے وعظ کے لئے مجبور کرنا چاہا تو مولوی شاہ سلیمان پھلواری نے کہا کہ اگر اس حالت میں اس شخص نے وعظ کہلوایا تو بیٹھتے ہی ان کے منہ سے جو پہلا لفظ نکلے گا وہ ہوگا۔ انا الحق۔ میں خدا ہوں (ص ۲۷)۔

سوال یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کے منہ سے اس کلمے کے نکلنے کی وجہ کیا ہے؟ اگر یہ کلمہ ان کے نزدیک دہریت و زندیقیت والحاد ہوتا تو اس کے نکلنے کا ہرگز امکان نہ ہوتا۔ اس لئے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انسان کا حق یعنی خدا ہونا اشرف علی صاحب تھا نوی اور ان کی تعلیم کے عام کرنے کے لئے بنائی گئی جماعت تبلیغ کے نزدیک حق و صواب ہے چونکہ اس کا عوام الناس سے چھپانا فرض ہے اس لئے عام حالات میں مولوی اشرف علی صاحب کے منہ سے اس کا لکھنا ممکن نہ تھا لیکن اس وقت جب ان کو وعظ کے لئے کہا جا رہا تھا حالت وجد ان پر طاری تھی اس وقت ان کے منہ سے حق و سچ کلمہ کے نکلنے کا امکان تھا اس لئے اس حقیقت پر پرده رکھنے کے لئے ان سے وعظ کہلوانا موقوف کر دیا گیا حاجی امداد اللہ صاحب نے رسالہ وحدۃ الوجود۔ کلیات امداد یہ ص ۳۲۱۔ میں یہ بھی لکھا ہے کہ وحدۃ الوجود کی مثال اس آہنی سلاح کی ہے جس کو آگ میں ڈال کر گرم کیا ہو اور ظاہر وہ آگ بن گئی ہو اور اسی اشناع میں وہ نفرہ لگائے کہ میں آگ ہوں حالانکہ وہ فی الحقيقة سلاح ہی ہے لیکن اس کا اپنے آپ کو آگ کہنا بھی کوئی غلط نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقت میں یہ مثال وحدۃ الشہود کی ہے

قبوں میں وہ تمام کام کرتے ہیں جو دنیا میں کرتے تھے، بریلوی بزرگان کی کتابوں میں اس بات کی تصریح پائی جاتی ہے کہ انبیاء قبوں میں بیویوں سے شب باشی کرتے ہیں۔ اس بات کی صراحت بریلویوں کے امام و مجدد احمد رضا خان کے مفہومات ص ۲۷۶ میں موجود ہے۔ دیوبندیوں کی کتابوں میں اگرچہ اس کی تصریح موجود نہیں۔ مگر ان کا یہ قول کہ انبیاء اپنی قبوں میں وہ تمام کام کرتے ہیں جو دنیا میں کرتے تھے تو اس میں شب باشی بھی آگئی۔

اور تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی جو حنفی المسلک و صوفی المشرب ہیں لکھا ہے، شہداء اپنے دوستوں کی مدد کرتے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور حاجی امداد اللہ صاحب نے لکھا ہے : نماز پڑھنے والا جب ایسا ک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے۔ (کلیات امدادیہ ص ۵۹)

اور حضرت حاجی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے :

ذات احمد ہے وہ بحر بیکاراں ☆ جس کا ایک قطرہ ہے یہ کون و مکاں۔

(کلیات امدادیہ ص ۱۵)

یعنی محمد ﷺ ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے نبوعذ باللہ من ذالک۔ باقی تفصیلات کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

امید ہے کہ ہماری اس کتاب سے دیوبندی و تبلیغی جماعت کا دین و مذهب و عقیدہ قارئین کرام کے سامنے واضح ہو جائے گا: صمیم قلب ہم اللہ قادر مطلق

فرق کر دن شرک است،“ (کلیات ص ۲۲۰)

اور حاجی صاحب نے لکھا ہے مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود، متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب، کامل کو لا موجود اور ہمه اوست کا تصویر کرنا چاہیے۔ (کلیات ص ۱۵) یعنی لا الہ الا اللہ کا جب کوئی شخص ورد کرے تو لا الہ کا معنی لا معبود سمجھے، اور جب کوئی اوسط درجہ کا صوفی و عارف ذکر کرے تو لا الہ کا معنی لا مقصود یا لا مطلوب کرے، اور جب کوئی کامل عارف اس کلمہ کا ذکر کرے تو لا الہ کا معنی لا موجود کرے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانے کے صوفیاء بریلوی ہوں یا دیوبندی یا تبلیغی جماعت والے ان کے لا الہ الا اللہ کہنے کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ وہ اس کلمہ کا معنی وہ نہیں کرتے جو آج تک انہے سلف کرتے آئے ہیں۔ یعنی لا معبود الا اللہ۔ بلکہ وہ اس کا معنی اپنے عقیدے کے مطابق لا موجود الا اللہ کرتے ہیں، یعنی اللہ کے سوا اس کائنات میں کوئی چیز حقیقی و اصلی طور پر موجود ہی نہیں ہے۔ ہماری اس کتاب میں اسی حقیقت سے پرداہ اٹھایا گیا ہے کہ ہمارے زمانے کے صوفیاء بھی حلان، فرعون اور ابن عربی جیسا عقیدہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ ہماری کتاب میں آپ کو یہ بھی ملے گا کہ دیوبندی و تبلیغی جماعت بریلویوں کی طرح قبوں سے مدد مانگنے کو جائز سمجھتے ہیں ان کے عقیدے میں انبیاء و اولیاء اپنی قبوں میں اسی طرح زندہ ہیں جیسا کہ دنیا میں تھے۔ وہ اپنی قبوں سے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور یہ انبیاء و اولیاء اپنی

مقالات اہل الضلال

من اصحاب تبلیغی نصاب و فضائل
اعمال یعنی تبلیغی و دیوبندی جماعت کا
تباه کن صوفیت کا عقیدہ :

نذهب خنثی دو جماعتوں میں منقسم ہے ایک دیوبندی، دوسرے بریلوی، دیوبندی
جماعت میں سے نصف صدی پہلے ایک جماعت تبلیغ کے نام سے بنی ہے۔ اس
جماعت کے بانی صوفی الیاس صاحب ہیں جن کی ولادت ۱۳۰۳ھ، مطابق
۲۸۸۴ء اور وفات ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں ہوئی تبلیغ کا حکم ان کو خواب
میں ملا۔ (ملفوظات الیاس، ملفوظ ۵۰)

مولانا الیاس صاحب اور دیوبندی جماعت کے اکابرین و شیوخ صوفی تھے۔
سید ابوالحسن علی میاں ندوی فرماتے ہیں : ”مولانا الیاس صاحب کا خاندان
صدیقی شیوخ کا معتبر گھرانہ تھا“، (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۲۱)
اس کتاب میں علی میاں لکھتے ہیں : ”مولوی الیاس صاحب نے دس سال مولوی
رشید احمد گنگوہی کے پاس برس کئے ۳۵ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مشہور
صوفی بزرگ تھے ان سے ہی مولوی الیاس صاحب نے صوفیت کے سلسلوں پر
بیعت کی۔ کتاب مذکور کے ص ۵۲ پر علی میاں لکھتے ہیں مولانا الیاس صاحب ذکر

سے دعا گو ہیں کہ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے راہ ہدایت بن جائے جو صدیوں
سے پھیلائی گئی صوفیت کے اندھروں میں گم ہیں اور ابلیس لعین اور اسکے
حوالیوں کی چالوں سے قرآن و سنت سے اعراض کو ہی دین سمجھے بیٹھے ہیں۔

اللهم اهدنا الصراط المستقیم۔ آمين۔

الحمد لله اولاً و آخرًا

عطاء اللہ دریوی

نوٹ: اس کتاب میں فاضل مؤلف کی تحریر کو منقول حوالہ جات سے ممیز رکھنے
کیلئے گرے یعنی سرمنی رنگ کیا گیا ہے تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

مولانا نے کہا ہوتا ہے اور حدیث سے ثابت ہے حدیث شریف میں قصہ ہے ایک صحابی نے قبر پر بھولے سے خیمہ لگایا دیکھا کہ مردہ بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا ہے انہوں نے سن، اور قرآن سننے سے ثواب ہوتا ہے تو یہ فیض اہل قبور سے ہوا (الافتضات الیومیہ ج ۸ ص ۲۲۹)۔ مولوی اشرف علی صاحب نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ ضعیف ہے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے (تفہیم ابن کثیر اردو ص ۳ پارہ ۲۹) اور الافتضات الیومیہ ج ۳ ص ۱۱۱ میں ہے مولوی اشرف علی صاحب سے ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت قبروں پر جا کر فیض لیتے ہیں وہاں کس کا اذن ہو گا فرمایا وہاں اذن کی ضرورت نہیں اور الافتضات الیومیہ ج ۹ ص ۲۳ میں یہ بھی ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں اس لئے میں جو اس عمل میں مشغول ہو تو اس مشغولی کی وجہ سے مجھ کو اس قدر ظلمت محسوس ہوئی کہ اس ظلمت کی مجھ کو برداشت نہ ہو سکی اور میں پریشان ہو گیا آخر میں نے چاہا کہ اس ظلمت کو کس طرح دور کروں تو سوچا..... کچھ عرصہ اہل نور کی صحبت میں پہنچنا چاہیے تو اس وقت زندوں میں سے کوئی ایسا نہ ملا کہ اس کے پاس بیٹھتا پھر تین کوں کے فاصلے پر ایک بزرگ کامزار ہے وہاں گیا تب وہ ظلمت دفع ہوئی۔

تین سوال لیاءِ حرم شریف میں ہر وقت رہتے ہیں

الافتضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۵۸ میں ہے حاجی صاحب نے فرمایا حرم شریف

کرتے تو ایک بوجھ محسوس کرتے حضرت (گنگوہی) سے کہا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا مولانا محمد قاسم صاحب نے یہی شکایت حاجی امداد اللہ صاحب سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا اللہ آپ سے کوئی کام لے گا (کتاب مذکور ص ۵۵) آنے والے اور اراق میں ہم نے جماعت تبلیغ اور دیوبندی علماء و اکابرین کے بارے میں انہی کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں جماعتوں صوفی

ہیں۔

بانی جماعت کا قبروں پر مراقبہ

علی میاں فرماتے ہیں مولوی الیاس، عبد القدوں گنگوہی کے روپ کے پیچھے ایک بوریہ پر بالکل خاموش وزانوں بیٹھتے (ص ۵۸) اور آپ سید بدایونی کے مزار کے قریب پھر وہ خلوت میں بیٹھتے (ص ۱۷) حالانکہ مولوی الیاس صاحب کا عمل استمداد بالقبور ہے اور قبر والوں سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ صوفیانہ ہے مولوی الیاس صاحب کا تعلق جماعت دیوبندی سے ہے اور دیوبندی جماعت صوفیت کی راہ پر گامزن ہے۔

اہل قبور سے فیض کا حصول

اس لئے ان کے ہاں قبر والوں سے فیض ملتا ہے دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی صاحب سے سوال ہوا! کیا اہل قبور سے فیض حاصل ہوتا ہے؟

مجھے یاد آیا..... اس کے بعد علی میاں نے لکھا ہے (دوسرے مشائخ اور بزرگوں سے تعلق) اس عرصہ میں دوسرے مشائخ اور مولانا گنگوہی کے دوسرے خلفاء سے عقیدت مندی اور صحبت و استفادہ کا تعلق برابر قائم رہا شاہ عبدالرحیم رائے پوری، مولانا محمود الحسن تھانوی صاحب، (دیوبندی) اور مولانا اشرف علی تھانوی سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے یہ حضرات میرے جسم و جان میں بے ہوئے تھے۔ (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۵۸، ۵۹)

بانی جماعت صوفی تھے

بانی جماعت تبلیغ مولوی الیاس صوفیت کے طریق کارپکار بند تھے یہ طریقہ گنگوہی کے صاحبزادے حکیم مسعود احمد صاحب کے ہاتھوں پروان چڑھا علی میاں ندوی فرماتے ہیں آپ ابتداء سے نحیف ولا غر تھے اسی گنگوہ کے قیام میں آپ کی صحت خراب ہو گئی در در سر کا ایک خاص قسم کا دورہ پڑا جسکی وجہ سے مہینوں سر کا جھکانا تکیہ پر سجدہ کرنا بھی ناممکن تھا مولانا گنگوہی کے صاحبزادے حکیم مسعود احمد صاحب معانج تھے ان کا خصوصی طرز یہ تھا کہ بعض امراض میں پانی بہت دنوں کے لئے چھڑا دیتے تھے بہت کم لوگ اس پر ہیز کو پرداشت کر سکتے مگر مولانا نے اپنے مخصوص اصول کی پابندی اور اطاعت کے مطابق معانج کی پوری اطاعت کی اور پانی سے پورا پر ہیز کیا۔

میں ہر وقت قین سوسائٹھ اولیاء حاضر رہتے ہیں مجھ کو ایکبار باطنی اشکال پیش آیا جس سے میں پریشان ہو گیا دل میں کہا کہ تم قین سوسائٹھ کس مرض کی دوا ہو یہ خیال آنا تھا کہ ایک شخص آیا اس نے مجھ پر نظر کی وہ اشکال دور ہو گیا۔ ان واقعات سے معلوم ہوا جماعت دیوبندیہ قبروں سے فیض حاصل کرنے پر یقین رکھتی ہے اور بیت اللہ میں قین سوسائٹھ اولیاء کا ہر وقت موجود ہونا بھی دیوبندی جماعت کے اکابرین کے ایمان میں داخل ہے قریش مکہ نے بھی قین سوسائٹھ بت بیت اللہ میں گاڑ رکھے تھد کیھنے دیوبندی عقیدے اور مشرکین مکہ کے عقیدے کے ماہین کتنی مشاہدہت پائی جاتی ہے قریش مکہ نے جوبت بنا رکھے تھے وہ بھی ان کے عقیدے کے مطابق اولیاء ہی کے مجسم تھے۔

تبلیغی جماعت دیوبندی جماعت ہے

تبلیغی جماعت ہمیشہ انکار کرتی ہے کہ دیوبندی جماعت سے اس کا کوئی تعلق ہے یہ بات سوائے دھوکے بازی کے اور کچھ نہیں اس کے ثبوت کے لئے پڑھیے علی میاں ندوی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ آخری علاالت میں یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایسا بیمار تھا اور اتنا کمزور تھا کہ بالاخانے سے نیچے نہیں اتر سکتا تھا اتنے میں خبر سنی کہ حضرت سہارنپوری (خلیل احمد مؤلف بذل المکھود) دہلی تشریف لائے ہیں بس بے اختیار اسی وقت پیدل دہلی روانہ ہو گیا یہ بھی یاد نہ رہا میں اسقدر بیمار اور کمزور تھا کہ بالاخانے سے اترنا دشوار تھا دہلی کے راستے میں

خدیجہ فیتزود لمثلاً حتیٰ جاءه ه الحق (البداية والنهاية). یعنی جتنی راتمیں غارحاء میں رہتے اس قدر کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جاتے اور رسول ﷺ نے روزوں میں وصال سے بھی اسی لئے منع فرمایا : عن أبي هريرة قال نهى رسول الله ﷺ عن الوصال فقال رجل من المسلمين فانك تواصل يا رسول الله فقال وأيكم مثلى الى أبیت يطعمنى ربی ويسقینی . (متفق عليه سبل السلام ص ۲۵۱) . ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول ﷺ نے روزوں میں وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے کہا۔ اللہ کے رسول آپ بھی وصال فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کون ایسا ہے جو میری مثل ہو مجھے میرا اللہرات کو کھلاتا و پلاتا ہے اس حدیث میں صاف وضاحت ہے کہ روحانی غذا انبیاء کو لیتی ہے انبیاء بغیر کھائے پینے زیادہ عرصے جی سکتے ہیں اس چیز میں انبیاء کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

مولوی الیاس کی والدہ کا دعویٰ مجھے اللہ کھلاتا پلاتا ہے
لیکن مولوی الیاس صاحب کی والدہ کا دعویٰ تھا کہ وہ تسیحات سے غذا حاصل کر لیتی ہیں اس لئے وہ بغیر کھائے پینے صحت مند تدرست رہتیں (مولوی الیاس کی دینی دعوت ص ۵۰)

بانی جماعت نے سات برس کامل پانی نہیں پیا مولوی الیاس صاحب نے سات برس کامل پانی نہیں پیا اس کے بعد بھی پانچ برس تک برائے نام پانی پیا (کتاب مذکورہ ۵۵، ۵۶) اس واقعہ سے یہ حقیقت کھل گئی کہ صوفیت کی راہ پر مولوی الیاس صاحب کو اسی صوفی حکیم نے ڈالا اس حکیم صاحب کا یہ طریقہ علاج بالکل جو گیوں اور رہبانیت کی راہ پر چلنے والوں کے مشابہ تھا یہ حکیم صاحب ایک سید ہے سادھے فطرت انسانی پر ہونے والے کے دماغ کو اس قدر بگاڑ دیتے تھے کہ وہ زندگی بھرا پتی فطرت کی طرف لوٹنا معدوم کر دیتا پانی، کھانا، فطرت انسانی کے لئے لازمی چیزیں ہیں جو انسان غیر فطری طریقہ اختیار کریگا اس کا دل و دماغ قطعاً فطرت پر نہیں رہیگا معلوم یہ ہوتا ہے اس حکیم صاحب نے سید ہے صاف عقیدہ مسلمانوں کو جو گیوں، کاہنوں رہبانوں کی راہ پر ڈالنے کا مطلب کھول رکھا تھا ان کے طریقہ علاج نے مولوی الیاس صاحب کو وہاں پہنچا دیا جہاں سے واپس ہونا تقریباً ممکن ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غار حراء میں نبوت سے پہلے عبادت کی ان ایام کے دوران آپؐ کھانا پانی اپنی ساتھ رکھتے اور بوقت ضرورت استعمال فرماتے تاکہ فطرت انسانی میں کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو امام بخاریؓ اپنی صحیح میں حدیث لائے ہیں اس میں یہ الفاظ پڑھئے۔ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حَرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعْبُدُ لِيَا لِي ذُوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزَعَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ وَيَتَزَوَّدُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْ

دیکھ کر سوتے دیکھنے ابو الحسن علی میاں ندوی کی کتاب (مولوی الیاس کی دینی
دعوت ص ۵۶)

معین الدین چشتی کو ایک صوفی نے کچھ کھلا کر صوفی بنایا

خواجہ معین الدین چشتی کو بھی ایک جوگی نے کچھ کھلا کر اپنی راہ پر ڈال لیا تھا ایک روز خواجہ صاحب درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ایک مجذوب درویش ابراہیم قدوزی کو ادھر آتے دیکھا ووڑ کر استقبال کیا باغ میں لا کر بڑے ادب سے درختوں کے سامنے میں بٹھایا انگوروں کا چکھا خدمت میں پیش کیا درویش نے اپنی بغل سے کھلی کا ٹکڑا انکال کر خواجہ کے منہ میں ڈال دیا اس ٹکڑے کے چباتے ہی خواجہ کے دل میں ولود عشق و ذوق الہی کا ایک نور پیدا ہو گیا اپنے املاک و اسباب دنیوی سے منہ پھیر لیا گھر بار، مال و اسباب فروخت کر کے سب کچھ درویشوں میں تقسیم کر دیا اور خود طلب حق کے لئے مسافرت اختیار کی (خلیل الصادقین اردو ترجمہ دلیل العارفین ص ۳۷-۳۸)

اس درویش نے معین الدین صاحب کے منہ میں جو چیز ڈالی وہ جادو کا اثر کر گئی اس نے اس سید ہے سادھے مسلمان کا دماغ پھیر دیا آنا فاناً وہ مال و اسباب چھوڑ کر راہب ہو گیا یہی راستہ جماعت تبلیغ نے اختیار کیا ہے ان کے نزدیک مال و اسباب بت ہے اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔

رسول ﷺ مولوی الیاس کے والد کے جنازہ کے انتظار میں مولوی الیاس صاحب کے والد کی جب وفات ہوئی تو ایک صاحب ادراک بزرگ نے دیکھا، وہ کہتے ہیں مجھے جلدی لے چلو رسول ﷺ میرا انتظار کر رہے ہیں (مولوی الیاس کی دینی دعوت ص ۲۸) یہاں پہلا سوال تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی امت سے روزانہ کتنے مولوی الیاس صاحب کے والد جیسے بزرگ بلکہ ان سے بھی زیادہ فوت ہوتے ہو نگے کیا رسول ﷺ سب کے جنازے کے انتظار میں اپنی قبر سے تشریف لاتے ہو نگے اگر ایسا ہے تو پھر قبر شریف خالی رہتی ہو گی اور حجاج کرام روضہ مطہرہ پر جو سلام پڑھ کر آتے ہیں وہ قبر کی مٹی کی نظر ہو جاتا ہو گا کیونکہ آپ وہاں ہیں ہی نہیں بلکہ اپنی امت کے بزرگوں کے استقبال کے لئے ہمیشہ باہر ہی رہتے ہے دوسری بات یہ ہے کہ آپ تو ایک ہیں کس کس بزرگ کا استقبال فرماتے ہو نگے اور یہ بھی یہ کہ صاحب ادراک کون ہے جنہوں نے میت کی بات سن لی ان تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے (اذالم تستحی فاصنع ما شئت) جب تھے جھوٹ بولنے میں حیانہ آئے تو جو بھی تیرے جی میں آئے تو کر۔

مولوی الیاس صاحب نے مولوی رشید احمد گنگوہی سے بیعت کی مولوی صاحب کو رشید احمد صاحب سے ایسا قلبی تعلق پیدا ہوا کہ بغیر ان کے دیکھے آپ کو تسلیم نہیں آتی تھی بعض اوقات وہ ان کو دیکھنے کے لئے رات کو اٹھتے اور ان کا چہرہ

جماعت تبلیغ کی غیبی آدمی سے تائید

(ایک عارف کی توثیق) اس عنوان میں علی میاں نے حکایت لکھی ہے صاحب زادہ مولوی یوسف بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم لوگ اپنی قیام گاہ پر جو باب العمرہ کے برابر والے مکان میں تھی بیٹھے تھے حضرت مولوی الیاس پچھہ فرم رہے تھے اور ہم سن رہے تھے کہ ایک شخص دروازے کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہا جو کام تم کر رہے ہو اس میں مشغول رہو یہ کام اتنا بڑا ہے کہ اس کا اجر و انعام تم کو بتا دیا جائے تو برداشت نہ کر سکو گے شاید مرگ ہو جائے یہ کہہ کرو شخص وہاں سے چلا گیا کچھ معلوم نہ ہوا کہ وہ کون بزرگ تھے (مولانا الیاس کی دینی دعوت ص ۱۰۹، ۱۱۰)

تبلیغی جماعت کی بنیاد اور اس کی روح خواب و کشف و مکاشفات غیبی کی توثیق و تائید پر ہے حالانکہ یہ تمام چیزیں حق کا کوئی معیار نہیں حق کا معیار قرآن و حدیث ہے اگر کسی مذہب و تحریک کی قرآن و سنت سے تائید ملتی ہے تو وہ برق ہے اگر نہیں تو پھر کسی کا خواب کسی کا کشف کوئی غیبی تائید کچھ بھی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے خلاف قریش نے دارالند وہ میں جو اجتماع کیا تھا اس میں ایک شیخ نجدی بھی تھا جس نے رسول ﷺ کے قتل کرنے کی تائید کی تھی وہ شیخ نجدی کی صورت میں اس اجتماع میں شریک ہوا غزوہ بدرا میں بھی اس نے خوب کردار ادا کیا اور قریش کو بے وقوف بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی

”سورہ انفال آیت ۲۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ترجمہ : ”اور جس وقت خوشنما کر دیا شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے اعمال کو اور بولا کوئی بھی غالب نہ ہو گا آج کے دن لوگوں میں سے میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب آمنے سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ اٹا پھر اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے“۔
سیرت و تفسیر کی کتابوں میں ہے شیطان اس روز سراقدہ بن مالک کی شکل میں ظاہر ہوا جو بنی کنانہ کے سردار تھے اور علی میاں کتاب مذکورہ ص ۱۱۱ میں آگے لکھتے ہیں۔

ہندوستان کی نسبت حجاز میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت

عرب کے سفر میں اس قدر اندازہ ہو گیا کہ ہندوستان کے مقابلہ میں عرب میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے اس جملے سے کہ عرب میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے تبلیغی جماعت کے ہدف و غرض و غایت کا اندازہ کر لینا چاہیے عرب جن کی زبان قرآن و حدیث ہے عرب کا بچہ جب زبان کھولتا ہے تو عربی بولتا ہے وہاں تبلیغ کی اتنی کیوں ضرورت ہے جو ہندوستان میں نہیں جو شرک و بدعت و کفر سے بھرا ہوا ہے ہر قسم کے کفر و زندیقت کو وہاں پہنچنے کی کھلی آزادی ہے اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جماعت تبلیغ کا مقصد جاہل عوام کو صوفی بنا نا ہے اور یہ

ایمان رکھتی ہے جماعت کے اصولوں میں سے خروج بڑا اصول ہے کوئی عالم کوئی
مسلمان اپنے علاقے میں رہ کر دین کا کام نہیں کر سکتا اس کو اس بات کی اجازت
نہیں کہ وہ اپنے گاؤں اپنے محلے میں رہ کر دین کی تبلیغ کرے بلکہ اس پر خروج
فرض ہے جماعت کے بانی نے اس خروج کی فرضیت قرآن کریم کی اس آیت
سے نکالی ہے ﴿كَنْتُمْ خَيْرًا مَّا خَرَجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَنَهَاوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (النساء : ۱۱۰) یعنی تم ایک افضل امت ہو جو لوگوں
کے لئے نکالی گئی تم نیکی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اخراجت کا معنی
انہوں نے گھر سے نکالی گئی کیا ہے چونکہ یہ تفسیر عقل و نقل کے خلاف تھی اسلئے
جماعت کے بانی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ تفسیر مجھے خواب میں القا ہوئی (ملفوظات
شاد محمد الیاس ملفوظ ۵۰) یہ خروج بدعت فی الاسلام ہے دین اسلام کی تبلیغ کے
لئے گھر سے نکل کر دوسرے علاقے میں جانا ضروری نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد
پاک ہے ﴿وَإِنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء : ۲۱۳) اے محمد
صلی اللہ علیہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔

﴿يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوَّا نفْسَكُمْ وَاهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحريم : ۶) اے
ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کا حکم
فرمایا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ اپنے نبوت ملنے کے بعد مکرمہ میں ۱۳ سال تک مقیم

کام واقعی عرب میں اتنا آسان نہیں جتنا کہ ہندوستان میں ہے مثلاً تبلیغی
جماعت کا یہ مشہور قول کہ خروج کے دنوں میں کسی مسجد میں ایک نماز باجماعت
پڑھنا تین کروڑ نماز کا ثواب رکھتا ہے (فضائل اعمال کتجانہ فیضی لاہور
۲۹/۳۳۷ میں ہے ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو
ہفتیں درج ہے) کسی عرب کے سامنے جب یہ بات کہی جائے گی تو ضرور پوچھے
گا کہ بیت اللہ کی ایک نماز کے ثواب سے جو ایک لاکھ ہے خروج کی نماز کا
ثواب اس قدر کیوں بڑھ گیا ہے وہ فوراً کہدے گا (ان هذا الا کذب
میین) نہیں یہ مگر ظاہر جھوٹ، اور اگر کسی عرب سے کہا جائے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ اپنے قبر سے نکلا تو نوے ہزار آدمیوں نے اس کی زیارت کی یہ سن کرو وہ
فوراً یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا (ما یقول هذا الا افاک اثیم) یہ بات کہنے
والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ اپنے بہت بڑی تھمت لگانے والا گنہ گار ہے یہی وجہ ہے
جماعت تبلیغ پر حکومتی سطح پر بلا دعرب میں سے مملکت عرب یہ سعودیہ میں پابندی لگی
ہے ”القول البغ“ کے مؤلف نے اپنی اس کتاب میں بانگ دل انہلان فرمایا
ہے کہ تبلیغی جماعت گمراہ اور بدعتی جماعت ہے یہ جماعت اس طریقے پر نہیں
جس پر آپ صلی اللہ علیہ اور آپ کے صحابہؓ تھے یہ جماعت صوفیاء کے طریقہ و منیج پر چلتی
ہے جو بدعت ہے سعودی عرب کے مفتی اعلیٰ شیخ عبدالعزیز بن بازؓ نے بھی اس
جماعت کو بدعتی جماعت قرار دیا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ تبلیغی جماعت خروج پر

لئے دیا تاکہ دشمن قرآن کریم کی بے حرمتی نہ کر سکیں (فتح الباری کتاب الجihad باب ۱۲۹ حدیث ۲۹۹۰) یہ حدیث صحیح مسلم کتاب الامارة (باب ۲۳ حدیث ۱۸۶۹) میں بھی ہے اس کے آخر میں ہے ”مخافة ان يناله العدو“ یعنی تاکہ دشمن قرآن کریم کی بے حرمتی نہ کریں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؓ و امام بخاریؒ وغیرہ نے کہا ہے اگر جہاد میں جانے والوں کا شکر قلیل ہو جس پر دشمنوں کے غالب ہونے کا امکان ہو تو قرآن کریم کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور اگر مسلمانوں کا شکر بڑا ہو تو قرآن اپنے ساتھ لیجانے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ یاد رہے یہ اجازت اسلامی شکر کے لئے ہے جو جہاد کے لئے دشمن ممالک میں جائے امام نوویؒ فرماتے ہیں اس معاملہ میں صحیح قول یہی ہے اور امام مالکؓ نے مطلقاً قرآن لے جانا جائز کہا ہے امام ابوحنیفہؓ ابن المنذرؓ نے مطلقاً جواز کا قول نقل کیا ہے مگر وہ ضعیف ہے ان کا صحیح قول وہی ہے جو پہلے گزارا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر ملکوں میں قرآن کریم عام لوگوں کو لے جانے کی اجازت نہیں ہے جو ان ملکوں کا سفر دنیاوی اغراض و مقاصد کی وجہ سے کرتے ہیں لیکن کیا کافروں کے ملکوں میں تبلیغی مشن پر مسلم جماعتوں کا جانا جائز ہو گا یا نہیں اس بات کا جواب بطور نص کے مذامشکل ہستی سے مٹا دینے کا حکم ﴿وَقَاتُلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونُ فِتْنَةٍ وَّ يَكُونُ الدِّينُ

رہے آپ مدینہ اس وقت گئے جب انصار نے آپ کے ہاتھ پر مدینہ کے حکمران کی حیثیت سے بیعت کر لی یعنی آپ کو مدینہ کا حکمران تسلیم کر لیا اور آپ نے دوسرے ملکوں میں معلمین و مبلغین اس وقت بھیجے جب وہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی یعنی جب وہ ممالک اسلام میں داخل ہو گئے اور مملکت اسلامیہ کے صوبے بن گئے تب آپ نے مبلغین و معلمین کو وہاں بھیجا۔

آپؐ نے کبھی کفار کے ملک میں تبلیغ کے لئے مبلغ نہیں بھیجی آپؐ نے اپنی پوری زندگی میں کسی غیر اسلامی ملک میں صحابہؓ کو نہیں بھیجا اور صحابہؓ کی پوری خلافت اسلامیہ میں بھی ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ انہوں نے کفار کے کسی ملک میں کسی کو مبلغ بنا کر بھیجا ہو بلکہ نبی کریم ﷺ نے کفار کے ملک کی طرف قرآن لیجانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

کفار کے ملک کی طرف قرآن لے جانے کی ممانعت

امام بخاریؒ فرماتے ہیں باب کراہیۃ السفر بالمصاحف الی ارض العدو، یعنی کافر ملک جس کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی ہو اس کی طرف قرآن لیجانے کی ممانعت ہے ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَىٰ أَنْ يَسَافِرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعُدُوِّ“ یعنی نبی کریم ﷺ نے دشمن کافر ملک کی طرف قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے آپؐ نے یہ حکم اس

ذریعے یہ بات شائع کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے اتنے کفار کو مسلمان کر دیا! ادھر کفار کیا کر رہے ہیں مسلمان اس سے غافل ہیں مسلمانوں نے ہر کافر کے لئے دروازے کھول رکھے ہیں۔

علاوہ ازیں ہم نے جہاد بالسیف ترک کر دیا ہے اور مسلمان کفار کے طاغوتی غیر اخلاقی نظام و قانون کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور بڑے فخر سے کفار کے ملکوں میں سیر و سیاحت کو تبلیغ دین کا نام دیکر اپنے اصل فریضے سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں اور کفار مسلمانوں کے ملکوں میں کیا کر رہے ہیں قوم کو اس سے تبلیغ دین و خروج کی گولیاں کھلا کر نیند میں سلاۓ رکھنے کی جدوجہد میں مشغول ہیں تاکہ کفار پوری آزادی سے مسلمان ملکوں میں اپنے مشن کی تکمیل کر سکیں ہماری مسلم قوم کا حال اس کشتمیں سوار لوگوں سے مختلف نہیں جس کو دشمنوں نے چاروں طرف سے آگ لگا رکھی ہوا اور اس میں سوار لوگ اپنے نصاب کی کتاب کھول کر پورے دین کو اپنے اندر داخل کرنے کے لئے غور و فکر کر رہے ہوں ان کو کوئی فکر نہیں کہ وہ کشتی جسمیں وہ سوار ہیں آگ کی لپیٹ میں ہے ان کی پوری جدوجہد اس بات پر مرکوز ہے کہ پورا دین ہمارے اندر کیسے آجائے اس کے لئے سخت محنت کی ضرورت ہے وہ محنت کیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے مسلمان ملک و قوم کو کفار کی لگائی ہوئی آگ میں جھلتا دیکھ کر اس کو چھوڑیں اور کفار کے ملکوں میں دین کی تبلیغ کا کام کریں اپنے بال بچوں والدین مسلمان

للہ ﷺ (البقرة : ۱۹۳) یعنی کفار سے اس وقت تک اڑائی جاری رکھ جب تک دنیا سے فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے۔

قرآن کے اس حکم سے یہ سوال ختم ہو گیا کہ کفار کے ملکوں میں جا کر دین کی تبلیغ کی جائے کیونکہ یہ بات کفار کے ملکوں میں ان کی حکومتوں کو تسلیم کئے بغیر ممکن نہیں اور مسلمانوں کو کافروں کی حکومت تسلیم کرنا جائز نہیں کیونکہ مسلمانوں کو ان کی حکومتوں کو ختم کرنے کا حکم ہے ان کو برقرار رہنے دینے کا نہیں اگر مسلمان کفار کی حکومت تسلیم کر لیں ان سے جنگ نہ کرنے کا معابدہ کر لیں تو جہاد اسلامی ختم ہو کر رہ جائے گا اور جب سے مسلمانوں نے کفار کی حکومتوں کو تسلیم کرنا شروع کیا ہے اور مسلمان کفار کے ممالک میں آباد ہونا شروع ہوئے ہیں اسی وقت سے مسلمانوں پر زوال آنا شروع ہو گیا ہے کیونکہ مسلمان کفار کے ملکوں میں آباد ہونے لگے ادھر کفار نے مسلمانوں کے ملکوں میں ڈیرہ ڈالنا شروع کر دیا ادھر مسلمانوں نے کفار کے ملکوں میں اسلام کی اشاعت کا یہڑہ اٹھایا ادھر کفار نے مسلمانوں کے ملکوں میں اپنے مذہب کی نشوواشاعت کے مرکز قائم کر دیئے ادھر مسلمانوں نے کفار کو مسلمان کرنا شروع کیا ادھر کفار نے مسلمانوں کو کافر بنانے کی مہم تیز کر دی دونوں گروہ و جماعتیں اپنے اپنے مشن پر تندہ ہی سے کام کر رہی ہیں جماعت تبلیغ و دیگر جماعتوں کو فخر ہے کہ وہ کفار کے ممالک میں اسلام کا نور پھیلایا رہے ہیں اور آئے دن اخبارات ولٹری پر کے

خواہ یہ حکمران کافر ہوں یا قبر پرست۔ یہی وجہ ہے دنیا کی ہر حکومت کے دروازے بشمول اسرائیل اس جماعت کے لئے کھلے ہیں بلکہ اکثر و بیشتر فاسق و فاجر و مسلم حکمران فوراً اس جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں اور اپنی پوری حکومت کی قوت اس جماعت کی ترقی میں لگادیتے ہیں اور حق کی آواز کو بندوق کی گولی اور تلوار کی نوک سے دبادیتے ہیں۔

ایک ہندو قوم پرست کا تبلیغی جماعت پر اظہار طہانتیت

مولوی مختار احمد صاحب ندوی سابق امیر جماعت الہادیث ہند کا بیان صحیفہ الہادیث کراچی میں چھپا ہے جس میں مولانا نے فرمایا ابھی ممبئی میں کچھ دن پہلے جماعت تبلیغ کا اجتماع ہوا تو بالٹھا کرے (ہندو قوم پرست ایڈر) نے اپنے دعائیہ کلمات میں کہا کہ بھگوان کرے آپ ہی جیسے لوگ اس ملک میں اٹھیں اس لئے کہ آپ کے پاس ایسا کوئی پروگرام نہیں جس سے ہم کو کوئی نقصان پہنچے ہم آپ کے امن کے سامنے میں آبادر ہیں گے۔ یہ ہے جماعت تبلیغ جس کے پروگرام سے ہندو سلطنت کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتی اسی وجہ سے اس جماعت کو اسرائیل جیسے ملک کا ویزہ آسانی مل جاتا ہے۔

اسلامی تحریک کے قاتل کو جنت کا سرطیفیکٹ

مصر میں جمال عبدالناصر کی حکومت کے خلاف علماء مصر نے تحریک چلائی اس

مرد عورتوں کو شرک و کفر و الحاد و قتل و غارت و ڈیکٹی اغوا برائے تاوان میں جلتا ہوا چھوڑ کر چلے لگائیں اور ان چلوں کے ذریعہ پورے دین کو نگل کر اپنے اندر داخل کریں تاکہ دین کا کوئی حصہ باہر اس دنیا میں نہ رہ جائے۔

انگریزوں کے ساتھ حضرت

ہندوستان میں انگریزی فوج کے ساتھ جو لوگ لڑ رہے تھے ان میں مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی بھی تھے اچانک ایک دن مولانا کو دیکھا گیا کہ خود بھاگے جا رہے ہیں اور کہتے جا رہے ہیں کہ لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پار ہا ہوں (حاشیہ سوانح قاسمی ۲ ص ۱۰۳) یہ جماعت تبلیغ کے اکابرین کا حال ہے ان کو ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں حصے لینے کی ضرورت تھی ان کا ایمان و یقین یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید بصورت خضر انگریزوں کے ساتھ ہے یہ واقعہ ان لوگوں کے دعویٰ کو مزید پکا کر دیتا ہے جو کہتے ہیں جماعت تبلیغ اس لئے بنائی گئی تھی تاکہ کفار مسلمانوں کے ملک میں قابض رہیں مسلمانوں میں ان کے خلاف کوئی تحریک نہ اٹھنے پائے انگریزوں کے ہندوستان پر قبضہ کے دوران دونیٰ تعظیمیں وجود میں آئیں ایک قادیانی جماعت اور دوسری تبلیغی جماعت ہے۔ ان دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہے کہ جہاد بالسیف کی مسلمانوں کو اب ضرورت نہیں ہے لہذا اجتنا ممکن ہو مسلمانوں کو ان کے حکمرانوں کے خلاف آواز نکالنے سے روکا جائے

سے کہتی ہے کہ اس کے فلاں اجتماع میں اتنے مسلمان شریک تھے اور فلاں اجتماع میں اتنے لاکھ کا اجتماع تھا اس سے سیدھے سادھے مسلمان دھوکہ کھاجاتے ہیں اور اس جماعت میں شرکت کے لئے فوراً ایثار ہو جاتے ہیں حالانکہ کسی جماعت کے حق پر ہونے کے لئے یہ نیشانی نہیں ہے کہ تعداد میں وہ جماعت سب سے زیادہ ہو اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے۔

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (یوسف : ۱۰۶)
ان ایمان والوں کی اکثریت مشرک ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَإِن تَطْعَمُ
أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ بِضُلُوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (الانعام : ۱۱۶) اگر
آپ زمین والوں کی اکثریت کی اتباع کریں گے تو آپ کو اللہ کے راستے سے
گمراہ کر دیں گے اور نوح عليه السلام نے ساڑھے نو سال قوم کو تبلیغ کی مگر چند
سو لوگ مسلمان ہوئے۔ ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمُ الْفَسَادُ
سَنَةً أَلْخَمْسِينَ عَامًا﴾ (العنکبوت : ۱۲) ﴿وَمَا آمَنَ مَعَهُ
الْأَقْلَلُ﴾ (ھود : ۳۰) لیکن جماعت تبلیغ نے نصف صدی میں کئی لاکھ لوگ
مسلمان کرنے آخراً کی وجہ کیا ہے انبياء جو اپنی پوری کوشش سے اس قدر
کامیاب نہیں ہوئے جس قدر چند سالوں میں جماعت تبلیغ نے کام کر دکھایا اس
سے ظاہر ہے کہ اس جماعت کی تبلیغ خالص نہیں ہے اس میں شرک و بدعت کی
ملاوٹ ہے جیسا کہ دو دھر میں جس قدر پانی ڈالا جائے گا اس قدر اس کی مقدار

ظالم و خونخوار درندے نے ان میں سے بہت سے علماء کو سزاۓ موت دے دی
ان میں سے ایک نامور عالم سید قطب بھی تھے جن کی (ظلال القرآن) کے نام
سے قرآن کی تفسیر ہے۔

دیوبند کے مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے ایک بیان میں کہا مصر
کے صدر جمال عبدالناصر کے جنت میں داخل ہونے کے لئے یہی ایک عمل کافی
ہے کہ اس نے سید قطب گمراہ کو سزاۓ موت دے دی (الطريق الى جماعت
ال المسلمين ۳۹۸)

اس دیوبندی تبلیغی کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ کسی مسلمان ملک میں اس کی
لاادینی حکومت کے خلاف آواز اٹھانا مسلمانوں کو اس کے نظام کفر کے بارے
میں مطلع کرنا مسلمانوں کو اس حکومت کے خلاف تیار کرنا بغاوت ہے اور جو عالم
اس بغاوت میں سزا پائے گا وہ جہنم میں جائے گا اور وہ ظالم ہے مسلم ملک میں
کفر کا قانون چلانے والا علماء مسلمین کو سزادی نے کے عمل کی وجہ سے سیدھا جنت
میں جائیگا جب جماعت تبلیغ کا یہ نظریہ ہو اور وہ مسلمانوں میں اس نظریے کو عام
کرنے اور بے دین حکمرانوں کے خلاف مسلمانوں کی زبان بند رکھنے پر زور
دینے کے عمل پر رات دن ایک کر کے محنت کر رہی ہوتی بے دین حکمران اس
جماعت کی کامیابی و تائید و نصرت پر اپنی قوت کیوں نہیں صرف کریں گے؟ اور
حق گو مسلمان علماء کی زبانوں پر تالے کیوں نہیں لگائیں گے؟ جماعت تبلیغ فخر

اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انساں تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے ایک حصے سے قلم پیدا کی اور دوسرے سے لوح اور تیسرا سے عرش (المواہب ص ۱۷-۲۷) یہ حدیث بے بنیاد اور جھوٹی ہے اس جھوٹی حدیث کی رو سے دنیا کی ہر چیز محمد ﷺ کے نور سے ہوئی اور محمد ﷺ دنیا کی ہر چیز کی بنیاد ہوئے اس قسم کا عقیدہ صرف کفر ہی نہیں بلکہ حلول و وحدۃ الوجود کی طرف سے لے جانے والی راہ ہے جس پر چل کر انسان کفر و شرک کی تمام حدوں کو پار کر کے بہت آگے نکل جاتا ہے۔

جماعت تبلیغ کی بنیاد اشرف علی تھانوی کی تعلیم عام کرنے کے لئے رکھی گئی

جماعت تبلیغ جھوٹ و فریب میں بہت ماہر ہے ایسے موقعہ پر وہ فوراً کہہ دیتی ہے ہمارا اشرف علی صاحب وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے ان کی بات ہماری بات نہ سمجھی جائے لیکن حقیقت اس کے بر عکس ہے اس کے ثبوت میں یہ پڑھئے۔ ایک بار فرمایا ”حضرت تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے لس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہواں طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی“ (ملفوظات مولوی الیاس صاحب ملفوظ ۵۶)

بڑھتی چلی جاتی ہے اسی طرح جس قدر جماعت تبلیغ اپنے عمل و قول گفتار میں جھوٹ و بدعت کی اور شرک کی ملاوٹ کرتی چلی جائے گی اس قدر اس کی تعداد بھی بڑھتی چلی جائے گی اس جماعت کی کثرت کا موجب لادینی حکومات وقت کی تائید و حمایت بھی ہے حکومتوں کی ممنون جماعتیں کم سے کم وقت میں اپنی خاطر خواہ تعداد بڑھاتی ہیں چونکہ جماعت تبلیغ عقیدے پر بات نہیں کرتی اس لئے ہر بدعتی و مشرک ان کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے اس کو اپنی بدعت و کفر و شرک کے پھیلانے کے لئے بہترین پلیٹ فارم مل جاتا ہے۔

محمد ﷺ کے نور میں سے اور باقی مخلوق محمد ﷺ کے نور میں سے

جماعت تبلیغ کے حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کے ترجمے میں فرماتے ہیں پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں عبد الرزاق نے اپنی سند سے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے میں نے عرض کیا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جیسا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا

علم بیٹا سوکھی جو کی کی روٹی کھارہا ہے استاد نے یہ سن کر مرغی کے گوشت سے کہا
قم باذن اللہ تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاوہ مرغی اسی وقت زندہ ہو گئی استاد
نے اس عورت سے کہا بی بی آپ کا بیٹا جب اس درجہ پر پہنچ جائے کہ پکی ہوئی
مرغی کو زندہ کر دکھائے تو پھر وہ مرغی کھانے کا خقدار ہے اس نے کہا ہم بھی
طالب علمی کے زمانے میں سوکھی روٹیاں کھایا کرتے تھے فیض الباری ج ۲ ص ۲۴
حاشیہ۔

قبروں و مزاروں کے ساتھ مسجد بنانا

شیخ انور شاہ جن کو امام اعصر کا لقب دیا گیا ہے فیض الباری میں لکھتے ہیں ج ۲ ص ۲۲
طپی نے کہا کسی بزرگ کی قبر کے پاس برکت حاصل کرنے کے لئے مسجد
بنائی جائے اس طرح کہ بزرگ کی قبر مسجد سے باہر ہو تو جائز ہے۔ یہی وجہ ہے
ہر مزار کے پاس مسجد بنی ہوئی ملتی ہے یہ دیوبندی جماعت کے بہت بڑے مفتی
کافتوی ہے اس سے قبروں کی پوچا کی راہ ہموار ہوتی ہے جو یہود و نصاری کا
طریقہ ہے طپی کے حوالے سے انور شاہ نے لکھا ہے کہ بزرگ کی قبر کے پاس
مسجد بنانے سے غرض اس بزرگ سے فتح و فیض حاصل کرنا ہو تو بھی جائز ہے۔

قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

انور شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں جامع الصیفیر میں ہے اگر چہ قبر کی طرف منہ

جماعت تبلیغ کی کرامت سے کھایا ہوا بکرا دوبارہ زندہ
نانا ہے ایک دعوت میں بکرا ذبح ہوا بکرے کی ہڈیاں جمع کر لی گئیں ان ہڈیوں
سے دوبارہ بکرا بن گیا۔ واہ! جماعت کی کرامت صوفیاء کے نزدیک بزرگوں کی
کرامات میں سے مردوں کو زندہ کرنا بھی ہے دیوبندی صوفی شیخ انور شاہ کشمیری
بخاری کی شرح فیض الباری ج ۲ ص ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ میں اس بات میں متعدد
تھا کہ ولی کی کرامات میں مردوں کا زندہ کرنا بھی ہے یا نہیں پھر میں نے یہ
حکایت پڑھی کہ دلمندوگوں میں سے ایک شخص نے ملا جامی کے لئے کھانا بنایا
اس میں مردہ مرغی پکائی، ملا جی آئے تو انہوں نے مرغی کے گوشت سے کہا! قم
باذن اللہ : ان کا یہ کہنا تھا کہ مرغی زندہ ہو گئی اور عبد القادر جیلانی صاحب وعظ
کر رہے تھے ایک چیل آئی وہ چیختے لگی عبد القادر جیلانی صاحب نے اس کو
بد دعا دی وہ وہاں گر کر مرگئی آپ جب وعظ سے فارغ ہوئے تو اس کو کہا قم
باذن اللہ وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور ایک آدمی بجنور گیا وہاں ایک پرندے کی گردان
مروڑ کر اسے مار دیا تھوڑی دیر بعد اس کو زندہ کر دیا۔ انور شاہ کے شاگرد صاحب
فیض الباری کے حاشیے میں لکھتے ہیں ایک طالب علم کسی استاد کے پاس پڑھتا
تھا ایک دن اس کی ماں مدرسے میں آئی دیکھا کہ استاد مرغی کھارہا ہے اور اس
کے پچے کے ہاتھ میں جو کی روٹی ہے وہ بغیر سالم کے کھارہا ہے وہ عورت یہ
دلکھ کر حیران رہ گئی اس نے استاد سے کہا تم خود تو مرغی اڑا رہے ہو اور میر اطالب

میں تمام عبادات بجالا نامحقق ہے۔
اُخ جبکہ اس دیوبندی تبلیغی شیخ و مفتی کے قول سے ثابت ہوتا ہے قبروں لے
اپنی قبروں کو جمیع عبادات سے معمور رکھے ہوتے ہیں وہ اپنی قبروں سے نکل کر
رج و عمرہ بھی کرتے ہیں لیکن شیخ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ لوگ باوضو نماز پڑھتے ہیں یا
بےوضو اگر باوضو پڑھتے ہیں تو پانی کہاں سے لاتے ہیں اگر کہا جائے کہ اس
شیخ کی بات علماء اہلسنت کے قول کے مطابق ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک
قبر کا عذاب بھی ہے اور ثواب بھی اس سے قبر والوں کی زندگی ثابت ہوتی ہے
کیونکہ بدون زندگی عذاب و ثواب محال ہے میں کہتا ہوں علماء اہلسنت کے
نزدیک دنیا سے مرجانے والے برزخ میں زندہ ہیں دنیا کی اس قبر میں نہیں اور
صوفیاء والل بدعوت برزخی زندگی کے نہیں اس قبر کی زندگی کے قائل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی روح بدن سے جدا نہیں ہوئی

بلکہ بعض اہل بدعوت انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کے بدن سے مفارقت
کے قائل نہیں چنانچہ مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے آب حیات نامی کتاب
میں لکھا ہے نبی کریم ﷺ پر موت بمعنی انفاک روح عن الجسد واقع نہیں ہوئی
(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں ص ۲۰) یہی وجہ ہے کہ جماعت، قبر
والوں سے مانگنے کی ترغیب دیتی ہے اس بارے میں یہ حکایت سنئے۔

مصر کے ایک صاحب خیر ایک ضرورت کے لئے ایک سخنی کی قبر پر درخواست

کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اپنے اور قبر کے درمیان کپڑا لٹکا دے تو پھر
اس قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے (فیض الباری ج ۲ ص ۵۲۲)۔

قبروں میں تمام عبادات، نماز، اذان، تلاوت قرآن جاری
رہتی ہے

انور شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں میرے نزدیک تحقیق شدہ بات ہے کہ قبروں
میں قرآن کی تلاوت، نماز اذان کے ساتھ دیگر عبادات جاری رہتی ہیں ص ۳۶
شاہ صاحب فرماتے ہیں قبروں میں ارواح نماز پڑھتی ہیں حج کرتی ہیں ان کی
قبریں تمام عبادات سے معمور اور آباد ہیں ہر وہ عمل جوانسان زندگی میں کرتا تھا
وہ عمل قبر میں بھی کرتا رہے گا فیض الباری ج ۲ ص ۲۶ انور شاہ صاحب نے لکھا
ہے بخاری کی حدیث اجعلوا فی بیوتکم من صلاتهکم ولا تخذوها
قبورا۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھوں کو قبریں نہ بناؤ اس حدیث کی مختلف
شرحیں کی گئی ہیں ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی
جیسا کہ قبر والے قبر میں نماز نہیں پڑھتے وہ اپنی قبروں میں مکلف نہیں ہیں تم ان
کی طرح نہ ہو جاؤ بلکہ اپنے گھروں کو عبادات سے معمور رکھو وہ فرماتے ہیں یہ
تفسیر اگر چہ میرے نزدیک صحیح ہے مگر اس میں اشکال یہ ہے کہ اس تفسیر میں
مردوں کا قبروں میں نماز نہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک ان کا قبروں

نے تھا علماء مکہ کے کہنے پر رات کے پچھلے پھر اس نے چاہ زمزم میں آوازیں دیں
قین دن تک جواب نہ ملا پھر ان کے مشورے سے وادی برهوت کے کنوں میں
آواز دی فوراً جواب ملتیر امال محفوظ ہے اور مکان کے فلاں حصہ میں دفن ہے
(فضائل صدقات حصہ اول تیسرا فصل)۔

ایک کفن چور کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے قبر کھودی تو اس کے اندر ایک شخص تخت
پر بیٹھے قرآن پاک سامنے رکھتے تلاوت میں مصروف نظر آئے نیچے نہر چل رہی
تھی یہ بیہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا تین دن بعد ہوش میں آیا
اور یہ قصہ سنایا بعض لوگوں نے اس قبر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اس سے پوچھا
کہ قبر بتا دے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب
میں قبر والے بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں
میں پھنس جائے گا کہ یاد کریگا۔ (فضائل صدقات حصہ دوم مطبوعہ کتبخانہ فیضی
لاہور)

یعقوب سنوی کہتے ہیں میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا میں کل ظہر کے
وقت مر جاؤ نگاچنا نچہ وہ واقعی مر گیا میں نے اسے غسل دیا اور دفن کیا جب میں
نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا مرنے کے بعد
بھی زندگی ہے کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے
(فضائل صدقات حصہ دوم ص ۲۶۰)

گزار ہوئے رات کو وہ بزرگ انہیں خواب میں ملے اور کہا تم میرے گھروالوں
کے پاس جاؤ اور ان سے کہو مکان کے فلاں حصے میں جو چولھا جل رہا ہے اس
کے نیچے ایک مرتبان ہے اس میں پانچ سوا شرفیاں ہیں وہ فقیر کو دے دیں یہ
بات حرف بحروف صحیح ثابت ہوئی (فضائل صدقات حصہ دوم حکایت ۲۳)

قبر سے بزرگ کی اپنے مہمانوں کی ضیافت

یہ بھی سنئے عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سعی کریم کی قبر پر گئی صاحب قبر نے
ان کی مہماںی کے لئے انہیں میں سے ایک آدمی کے ساتھ خواب میں اپنے اعلیٰ
نسل کے اونٹ کے بدے ایک اونٹ کا سودا کیا اور صاحب قبر نے اٹھکر اس
اونٹ کو ذبح کر دیا اونٹ والا بیدار ہوا تو واقعی خون جاری تھا اگلی منزل پر صاحب
قبر کے بیٹے کو اونٹ کے ساتھ منتظر پایا کیونکہ اس نے خواب میں کہدیا تھا اگر تو
میری اولاد ہے تو میرا بختنی اونٹ فلاں شخص کو دے دے (فضائل صدقات
حصہ دوم حکایت ۱۵)۔

قبر سے جواب 'تیر امال محفوظ ہے'

یہ بھی پڑھئے:
مکہ مکرمہ میں ایک آدمی نے ایک خراسانی شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں
امانت رکھیں اور سفر پر چلا گیا اپس آیا تو اس کا انتقال ہو چکا تھا امانت کا کچھ پتہ

والے کا کشف عطا فرمائے تو دیکھنے میں سہولت رہے (فضائل حج، حکایت ۷۷
فصل ۸)۔

ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں میں حج سے فارغ ہوا میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے مجرہ کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی (فضائل حج زائرین کے واقعات واقعہ ۵) سید نور الدین ابی جی شریف کے والد نے (رسول ﷺ) کو سلام عرض کیا تو سارے مجع نے قبر شریف سے سنا علیکم السلام يا ولدی (فضائل حج واقعہ ۱۳) ابو بکرؓ کی وصیت کے مطابق علیؑ نے انہیں مجرہ میں دفن کرنے کی اجازت مانگی ایک دم مجرہ کے کواڑ کھل گئے اور آواز آئی دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو اس طرح کا واقع حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے علامہ سیوطیؓ نے خصائص کبریٰ میں اس روایت کو منکر بتایا ہے لیکن اسکی تاریخی حیثیت باقی ہے۔

جماعت تبلیغ کے جاہل مبلغین اپنی عاقبت کی فکر کریں میں کہتا ہوں منکر، جھوٹی روایت کو کہتے ہیں جب یہ روایت جھوٹی ہوئی تو تاریخی حیثیت سے کیسے ثابت ہوئی نبی کریم ﷺ سے متواتر حدیث ثابت ہے جس نے جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے جماعت تبلیغ کے جاہل مبلغین کو چاہیے کہ اپنی عاقبت کی فکر کریں اور روزانہ حساب لگائیں کہ انہوں نے ایک دن میں رسول ﷺ پر کتنے جھوٹ بولے ہیں۔ ابو بکرؓ کے

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو عسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ مجھے معلوم ہے تو مرانہیں ہے یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا (ص ۲۶۰)۔ میں کہتا ہوں دنیا کے گھر سے آخرت کے گھر کی طرف انتقال ہی موت کھلاتی ہے تو پھر اس شخص کا یہ کہنا کہ تو مرانہیں یہ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف انتقال ہے نہایت بے ہودہ بات اور جاہل عوام کو دھوکہ دینا ہے کہ اللہ کے انبیاء و اولیاء مرے ہی نہیں ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿ انک میت و انہم میتون ﴾ (ازمر : ۳۰) بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں۔ (ترجمہ: محمود الحسن صاحب دیوبندی)۔ آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے (ترجمہ: ازاد شرف علی صاحب تھانوی)

﴿ والذین يدعون من دون الله لا يخلقون شيئاً وهم يخلقون . أموات غير احياء وما يشعرون ايام يبعثون ﴾ (انحل : ۲۰) اور جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں، مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے

میت کا کشف

مولوی ذکریار صاحب مؤلف فضائل اعمال و تبلیغی نصاب فرماتے ہیں جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف جائے تاکہ میت کو حق تعالیٰ آنے

تاکہ میرے ہونٹ اس کو چو میں اس پر قبر شریف سے دست مبارک نکلا انہوں نے اس کو چو ما کہا جاتا ہے اس وقت تقریباً نوے ۹۰ ہزار کا مجمع مسجد بنوی میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور ﷺ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں شیخ عبد القادر جیلانی کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (فضائل حج زائرین کے واقعات ۱۳)۔ یہ بھی صوفیوں اور دجالوں کے خرافات میں سے ایک خرافہ ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے جگہ میں آرام فرمائیں آپکی اور صاحبین کی قبروں کے چاروں طرف سیسے پلائی ہوئی دیوار حائل ہے جس کا کسی طرف کوئی دروازہ نہیں رکھا گیا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیزؓ نے ولیدؓ کے حکم سے جگہ شریفہ کی دیوار کو منہدم کر کے منقش پتھروں سے تیار کیا اسکی پشت پر دوسرا احاطہ بنوادیا ان دونوں عمارتوں میں سے کسی میں کوئی دروازہ نہیں چھوڑا۔ (جذب القلوب تاریخ مدینہ ص ۱۲۵) یہی بات محمد عبد المعبود نے اپنی کتاب تاریخ مدینہ ص ۵۳۰-۵۳۵ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور میں لکھی ہے۔) نبی کریم ﷺ کا ہاتھ نکلا بھی ہو تو جگہ میں ہی نکلا ہو گا مسجد میں موجود لوگوں نے بند جگہ کے اندر سے کیسے دیکھ لیا اور پھر مسجد بنوی میں اس وقت نوے ۹۰ ہزار آدمی کی کثیر تعداد کدھر سے آ کر جمع ہو گئی تھی اور اس وقت کی آبادی کا اتنا ہونا بھی حال نظر آتا ہے اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ محدثین والیں تاریخ نے اس واقعہ کو مکمل طور پر کیوں نظر انداز کر دیا۔ حافظ ابن کثیرؓ کی البدایہ

واقعہ کو لے لیجئے یہ کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے اس میں بتایا گیا ہے جگہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا سوال یہ ہے کہ کس جگہ کا دروازہ کھل گیا تھا جس جگہ میں ابو بکرؓ عمرؓ اور رسول اللہ ﷺ دفن ہیں اس میں بی بی عائشہؓ قیام پذیر تھیں تو کس جگہ کے کواڑ بند تھے اور کھل گئے تھے۔ چونکہ ہماری عوام جاہل ہے تاریخ اسلام کی ان کو کوئی خبر نہیں اس لئے جھوٹ بولنے والا اپنے وعظ میں، اپنی کتاب میں جتنا جھوٹ بولے اور کچھ عوام اس کو سچا مان لیتے ہیں۔ گذشتہ واقعہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کو اس جگہ میں دفن کرنے کے لئے لے جایا گیا جس میں رسول اللہ ﷺ پہلے سے دفن تھے اور وہ بند تھا اس کو رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کے لئے خود کھولا یہ رسول اللہ ﷺ پر اتنا بڑا جھوٹ ہے جو اس کے بولنے والے لکھنے والے کو جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے: مولوی زکریا صاحب کا یہ بیان کہ اس واقعہ کی بطور حدیث اگرچہ صحیح ثابت نہیں مگر تاریخی حیثیت اس کی ثابت ہے، غلط ہے بلکہ اس واقعہ کی تاریخی حیثیت باطل ہے کیونکہ جب عائشہؓ اس جگہ میں مقیم تھیں جہاں رسول اللہ ﷺ اور صاحبین دفن ہیں تو دروازہ کا خود بخود کھلنا کیا معنی رکھتا ہے۔ مگر مقلد و صوفی کو عقل کہاں جوان باتوں پر غور کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے قبر مبارک سے لوگوں سے مصافحہ کیا سید احمد رفاعی نے قبر اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا اپنا دست مبارک عطا کیجئے

والے کو پیسوں کی تھیلی عطا فرماتے تھے تو پھر واقعی آپ قبر میں اسی طرح زندہ ہوئے جس طرح دنیا میں تھے یعنی آپ اپنے دنیاوی جسم کے ساتھ زندہ ہوئے، اس لحاظ سے آپ اس جہاں میں زندہ ہوئے کیوں کہ قبر میں آپ کا زندہ ہونا جسم کے ساتھ بھی مطلب رکھتا ہے اگر واقعی ایسا ہی ہے تو پھر صحابہ کرام نے آپ کے ساتھ بہت زیادتی کی کہ آپ کو زندہ ہی فن کر دیا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ صحابہ کو اس زندگی کا علم نہ ہو سکا ہو کیونکہ اس زندگی کا علم کشف سے ہوتا ہے اور کسی صحابی کو کشف نہیں ہو سکا یہ صوفیاء کا خاصہ ہے اور صحابہ اس قسم کی صوفیت سے پاک تھے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں سے لوگوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں وہ پر لے درجے کا مشرک اور کافر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قبر سے عثمانؑ کو پانی کا ڈول پیش کیا

دیوبندی تبلیغی صوفی کا ایک اور جھوٹ سننے محصوری کے آخری دن عثمانؑ نے عبداللہ بن سلامؓ کو بتایا آج کھڑکی سے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا دشمنوں نے آپ کو پیاسا کر رکھا ہے میں نے عرض کی جی ہاں اس پر آپ نے ایک پانی کا ڈول لینکا یا جس میں سے میں نے پانی پیا جسکی ٹھنڈک اب تک محسوس ہو رہی ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کے مقابلے میں مدد چاہتے ہو یا میرے پاس آ کر روزہ افطار کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا حضور کے پاس آنا چاہتا ہوں چنانچہ اسی دن شہید کردے گئے (فضائل حج واقعہ

والنها یہ، ابن الاشر کی *الکامل فی التاریخ*، ابن الجوزی کی *لمنتظم*، سمحودی کی *تاریخ مدینہ* وغیرہ کیوں اس واقعہ سے خالی ہیں اس واقعہ کا چند صوفیوں کی کتابوں میں ملنا وسرے علماء کی کتابوں میں نہ ہونا اس کے جھوٹ ہونے کی صاف دلیل ہے۔

رسول ﷺ اپنی قبر سے لوگوں کو ادھرا دھر پہنچاتے ہیں

اس کے بعد حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد حرام میں رکھ دیا (فضائل حج واقعہ ۱۱)۔ میں کہتا ہوں نبی کریم ﷺ اپنی زندگی میں اونتوں پر سفر کر کے مدینہ سے مکہ جاتے تھے اس میں کئی دن گلگ جاتے تھے اسی طرح آپ کے دوسرے سفر ہیں اور اس صوفی نے رسول ﷺ پر جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کر لی یہ معجزہ آپ کو زندگی میں نہیں ملا۔ وفات کے بعد کیسے مل گیا۔

قبر سے رسول ﷺ کی بڑھیا کو صبر کی تلقین

ایک ہاشمیہ کو خدام بہت ستاتے تھے وہ فریاد لکھ روضہ پر حاضر ہوئی روضہ اقدس سے آواز آئی کیا آپ کے لئے میری زندگی میں نمونہ نہیں ہے جیسے میں نے صبر کیا تم بھی کرو (فضائل حج واقعہ ۱۶)۔ میں کہتا ہوں اگر نبی کریم ﷺ یوں ہی اپنی قبر سے باہر والوں سے باتیں فرماتے تھے، ان کی فریاد سننے تھے اور حل کرتے تھے قبر سے ہاتھ باہر نکال کر آنے والوں سے مصافحہ بھی فرماتے تھے اور بھوکے کو پکی ہوئی روٹی اپنی قبر سے عطا فرماتے تھے اور قرضہ کی فریاد کرنے

نے شیر از تک خرچ کیا (فضائل حج واقعہ ۲۲)۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھکر اللہ سے مانگنے کی بجائے یہ مشرک صوفی رسول اللہ ﷺ کی قبر پر جا کر مراقب ہوا جو شرک اکبر ہے اسی شرک و کفر و بدعت کی تبلیغ کے لئے صوفیوں کا یہ ٹولہ پوری دنیا کا گشٹ لگاتا پھر رہا ہے۔

غیبی درہ تم

جھوٹے بزرگوں کی کرامت کا یہ واقعہ پڑھئے۔ قافلہ میں ایک بزرگ نے ایک ضعیفہ کی مدد کرنا چاہی ضعیفہ نے ہاتھ اوپر کیا تو مٹھی میں درہم آگئے وہ بولی تو نے جیب سے لئے ہم نے غیب سے لئے (فضائل حج حکایات ۲۲)۔ نبی کریم ﷺ کا، ایک ماہ تک گھر میں چولھا نہیں جلتا تھا اور آپ نے دو وقت پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی، بلکہ یہاں بزرگوں کے ہاتھ دولت سے مالا مال ہیں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہی درہم سے ان کے ہاتھ بھر جاتے ہیں یہ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ ان جھوٹی کہانیوں پر جماعت تبلیغ کی ترقی کا دار و مدار ہے، لوگ جب اس قسم کی حکایت پڑھتے اور سنتے ہیں اور ان کو بتایا جاتا ہے کہ یہ درجہ خروج اور دین میں محنت سے حاصل ہوتا ہے یعنی بیوی بچوں کو چھوڑ واللہ کے راستے میں گھروں سے باہر نکل جاؤ مساجد میں چلے لگاؤ آسمان و زمین کے خزانوں کے مالک بن جاؤ یہ بات سنتے ہی لوگ اپنا کار و بار، گھر، مال مویشی چھوڑ کر جماعت کے ساتھ ہو جاتے ہیں تاکہ وہ بھی غیبی خزانے حاصل کرنے کے اہل ہو سکیں اور قبر

۱۸)۔ اس واقعہ کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان کو پانی پلا یا جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا روزہ نہیں تھا اور آگے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان سے کہا تم ہمارے ہاں افطار کرنا، جس کا مطلب یہ ہے کہ عثمان رُوزے سے تھے اس کہانی کے بنانے والے سے اسکا جھوٹ چھپایا نہ جاس کا اس کے جھوٹ ہونے کے دلیل یہ بھی ہے کہ عثمان کے گھر کا رسول اللہ ﷺ کے گھر سے ساتھ متصل ہونا ثابت نہیں ہے اور کہانی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے کھڑکی سے عثمان کو پانی کا ڈول پیش کیا ہاں یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبر اطہر سے نکل کر عثمان کو پانی کا ڈول پیش کیا ہوا کہ آپ ﷺ کا قبر میں زندہ ہونا تبلیغ و دیوبندیوں کے نزدیک ثابت ہے تو احمد رضا خان بریلوی نے غلط نہیں کہا کہ آپ قبر میں اپنی بیویوں سے شب باشی فرماتے ہیں (ملفوظات احمد رضا خان ص ۲۷۶)۔ اس لحاظ سے دیوبندی اور بریلوی عقیدت ابا بھائی بھائی ہیں۔

رسول ﷺ نے اپنی قبر سے مسلمان کو سفر خرچ کے درہم عطا فرمائے

یہ جھوٹ بھی ملاحظہ فرمائیے جو شرک اکبر کی طرف کھلی دعوت ہے۔ ابو زرعہ کو فاقہ تھا، قبر انور کے پاس مراقبہ میں بیٹھ گئے حضور ﷺ نے درہم دیئے جنہیں انہوں

سے شکایت نہ کرنا (فضائل حج زائرین کے واقعات واقعہ ۲۸) ابوالعباس بن نفس مقری جو ناپینا تھے کہتے ہیں میں تین دن بھوکار ہا تو قبر شریف پر یہ عرض کر کے کہ میں بھوکا ہوں سو گیا ایک لڑکی آئی اور پاؤں سے حرکت دے کر مجھے جگایا اور کہا چلو، میں ساتھ ہو لیا وہ اپنے گھر لے گئی گیہوں کی روٹی اور گھمی اور کھجوریں میرے سامنے رکھ کر کہنے لگی ابوالعباس کھاؤ مجھے میرے دادا نے اس کا حکم فرمایا ہے اور جب بھوک لگا کرے یہاں آ کر کھا جایا کرو۔ ابو سلیمان اس واقعہ کو نقل کر کے کہتے ہیں، اس قسم کے واقعات کثرت سے نقل کئے گئے ہیں اور ان میں دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کا حکم حضور ﷺ نے اپنی شریف اولاد ہی کو زیادہ دیا ہے۔ (فضائل حج واقعہ ۲۹)۔ اس واقعے کو گھر تے وقت صوفی کو شرم نہیں آئی کیا رسول ﷺ نے اپنی اولاد میں سے ایک عورت کو رات کی تاریکی میں اس صوفی کے پاس اکیلے بھیج دیا تھا کیا مدد یعنی میں کوئی مرد نہیں تھا جس کو آپ یہ حکم دیتے۔ آخر بے شرمی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے مگر صوفی کے پاس شرم کہاں اور لڑکی نے پاؤں سے چھوکر صوفی کو جگایا کیا وہ آواز دیکھنہیں اٹھا سکتی تھی؟۔

درود پڑھنے والے کا آپ ﷺ نے منہ چوم لیا
بکثرت درور پڑھنے سے نبی ﷺ نے خواب میں محمد بن سعید بن مطرف کا منہ چوم لیا، آنکھ کھلی تو سارا بالاخانہ مشک کی خوبی سے مہک رہا تھا مشک کی

پر مراقبہ اور قبر والے سے مد مانگنے کا یہ جھوٹا قصہ بھی سماعت فرمائیں۔

رسول ﷺ کی قبر سے روٹی وصول

شیخ ابوالخیر قطع بیان کرتے ہیں میں نے پانچ دن سے کچھ نہیں کھایا تھا روضہ اقدس پر سلام عرض کیا اور حضور ﷺ کا مہمان بن کر سو گیا حضور ﷺ مع شیخین و حضرت علیؓ تشریف لائے آپ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی میں نے آدمی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدمی میرے ہاتھ میں تھی (فضائل حج واقعہ ۸)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی شخص کے بعد الموت دنیا میں آنا محال ہے۔ اگر بفرض محال مان لیا جائے تو شیخین ہوتے ہیں کیا تھا دفن ہیں ان کا آنا تو ٹھیک ہے مگر علیؓ تو کوفہ میں دفن ہیں ان کا آنا بطریق اولی محال ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ولی کو طی الارض (زمین کا سمٹ جانا) کی کرامت حاصل ہے تو فقه حنفیہ میں بھی اس عقیدہ کو کفر قرار دیا گیا ہے (بکو الہ در مختار)۔

شرک اور بدعت کی طرف دعوت دینے والی ایک اور کہانی

شیخ عبدالسلام بن ابوالقاسم صقلی کہتے ہیں ایک مصری شخص نے حضور ﷺ سے کھانے وغیرہ کی درخواست کی حضور ﷺ نے خواب میں کسی سے مل کر پوری کرادی۔ میزبان شخص نے اس مسافر سے کہا خدا کی قسم آئندہ کبھی پردادے ابا

پھرتے ہیں اس عقیدے کا سبب امام ابن قیمؓ نے بیان فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ روح صوفیاً کے نزدیک عرض ہے اور عرض کی انہوں نے یہ تعریف کی ہے جو دوسری چیز کے ساتھ رہ سکتی ہو علیحدہ رہنا اس کے لئے ممکن نہ ہو اسلئے وہ جسم کے بغیر روح کی زندگی کے قائل نہیں ہیں۔

امام ابن قیمؓ فرماتے ہیں : فالروح عندكم من الاعراض قائم بجسم الحی کا لا لوان یعنی روح تمہارے نزدیک عرض ہے اسکا جسم کے بغیر رہنا ممکن نہیں ہے جیسے انسان کا رنگ کالا گورا ہونا اسکے جسم سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح انسان کی دوسری صفات اسکا سخنی و بخیل ہونا عالم و جاہل ہونا۔ ان تمام صفات کا تعلق وجود انسان کے جسم کے ساتھ خاص ہے جسم کے بغیر ان کا وجود ممکن نہیں ہے۔ ان بدعتیوں کے عقیدے میں روح بھی اسی طرح ہے وہ جسم کے بغیر نہیں رہ سکتی اس لئے انہوں نے کہا ہے کہ انبیاء و اولیاء اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ مرنے کے بعد قبروں میں زندہ ہیں جو اسی دنیا میں ہیں (تو پُحِّ المقادِد شرح قصیدہ نونیہ مؤلفہ امام ابن قیمؓ ج اص ۹، ج ۲ ص ۱۵۰) اور مولوی زکریا (فضائل حج فصل ۸ حدیث ۹) (اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جس میں ہے ”نہیں کوئی جو مجھ پر سلام پڑھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر واپس کرتا ہے میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں، ”ابوداؤ وغیرہ) اُنکی شرح میں لکھتے ہیں اکثر علماء نے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہیں ہے کہ اس

خوبیوں کے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ (فضائل درود فصل ۵ حکایت ۳۸) ایک فوت شدہ نوجوان نے خواب میں ابراہیم نامی بزرگ سے مصافحہ کیا جسکی خوبیوں تے دم تک قائم رہی (فضائل حج فصل ۱۵ حکایت ۱۵) حضرت شاہ ولی اللہ کے والد کو بنی ہاشمؐ نے خواب میں زردہ کھلایا آنکھ کھلی تو ہاتھوں سے زعفران کی خوبیوں کی تھی۔ (فضائل درود فصل ۵ حکایت ۳۸) شاہ ولی اللہ اپنے والد کے بارے میں فرماتے ہیں بیماری کے دوران حضور ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اپنی داڑھی کے دو بال انہیں دینے جس سے ان کی صحت بحال ہوئی ایک بال انہوں نے شاہ ولی اللہ کو دے دیا۔ (فضائل درود فصل ۵ حکایت ۳۸) یہ دونوں حکایات زکریا صاحب نے شاہ ولی اللہ کی کتاب ”درشین“ سے نقل کی ہیں ان دونوں واقعات سے ثابت ہوتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب بھی ایسی باتوں کے قائل تھے شاہ صاحب کی کتاب درشین جس میں انہوں نے اپنے والد کے رسول ﷺ سے ملنے کے واقعات بیان کئے ہیں اور انکی کتاب ”انفاس العارفین“ سے پتا چلتا ہے کہ وہ بھی ان صوفیاء کے سلسلے کے پیروکار تھے اور اس قسم کی بدعاویات و خرافات پر وہ یقین رکھتے تھے اللہ کرے انہوں نے ان کتابوں و مافیہا سے آخر عمر میں دست برداری و بیزاری ظاہر کر دی ہو صوفیاء کے جو واقعات گزر چکے ہیں یا آئندہ آئیں گے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ انکے عقیدے میں تمام انبیاء، اولیاء و شہداء زندہ ہیں اسی دنیا میں گھومتے

زندہ ہیں وہ وہاں تمام اعمال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ تمام باتیں اس بعد قیمتی کی وجہ سے ہیں کہ روح کے لئے جسم ضروری ہے وہ جسم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اور ائمہ اہل سنت کے نزدیک روح ایک مستقل مخلوق ہے وہ جسم انسانی کے بغیر بھی زندہ رہ سکتی ہے انسان کے مرنے کے بعد یہی روح عذاب میں مبتلا کی جاتی ہے اور اسی کو بہشت کی نعمتوں سے نواز اجااتا ہے اسی کو اللہ کے پاس لے جایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اسی روح کو ان الفاظ کے ساتھ خطاب کرتے ہیں ﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَةُ . ارْجِعِي إِلَى رَبِّكَ رَاضِيَةً مَرْضِيَةً . فَادْخُلِي فِي عِبَادِي . وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾ (النَّجْرَنَ ۲۷-۳۰) ”اے اطمینان والی روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی جا خوش ہو کر (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) تو میرے بندوں کی جماعت میں چلی جا میری جنت میں داخل ہو جا،“ اس آیت میں جس خطاب کا ذکر ہے وہ روح کو ہے انسان کے بدن کو مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے قیامت سے پہلے قبر میں پڑے ہوئے جسم کا روح کے ساتھ زندہ ہونا اور اس کے تمام اعضاء کا کام کرنا ممکن نہیں ہے، قبر میں موجود بدن میں روح نہ ہونے کی صراحت قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قَالَ لَوْيَا وَيَلَنَا مِنْ بَعْثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمَرْسَلُونَ﴾ (لیں : ۵۲) جب صور میں پھونک جائے گا تو سب لوگ اپنی قبروں سے اپنے پروار دگار کی ذات کی طرف تیز

وقت روح واپس آتی ہے بلکہ وہ توصال کے بعد واپس آچکی حالانکہ جو حدیث شیخ نے ذکر کی ہے اس میں کلام ہے۔
امام ابن قیم جلاء الافہام ص ۱۹ حديث ۱۹ کی بحث میں فرماتے ہیں میں نے اپنے شیخ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اسکی سند میں یزید بن عبد اللہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتا ہے اس نے ان سے نہیں سنا اور حافظ ابن حجر تخفیۃ الاشراف (ج ۰ ص ۲۲۱) کے حاشیہ النکت الظراف میں فرماتے ہیں اس حدیث کو امام طبرانی نے بحجم الاوسط میں روایت کیا ہے وہاں یزید بن عبد اللہ اور ابو ہریرہؓ کے مابین ابو صالح کا واسطہ ہے اس سے معلوم ہوا یہ حدیث متصل نہیں ہے اس لئے ضعیف ہے۔

ہر جمعہ کی رات کو دنیا کے تمام ولی بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں

مولوی زکریا صاحب نے فضائل حج فصل ۱۰ حکایت ۱۶ میں لکھا ہے کوئی کامل ولی ایسا نہیں جو ہر جمعہ کی شب کو اس شہر میں نہ آتا ہو یعنی مکہ مکرہ اور بیت الحرام میں۔ یہاں مولوی زکریا صاحب نے زندہ اور مردہ ولی کافر قرنہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقیدے میں ہر زندہ و مردہ ولی بیت اللہ میں نماز پڑھتا ہے اور بعض دیوبندی علماء کا قول پہلے نقل کر چکا ہوں کہ اولیاء اپنی قبروں میں

روح نہیں ہے اور مردوں کے نہ سننے کے بارے میں ہے ﴿فَإِنَّكَ لَا
تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصَّمَدَ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَوْ أَمْدَبْرِينَ﴾ (الروم : ۵۲) بیشک آپ مردوں کو نہیں سن سکتے اور بہرے کو بھی نہیں سن سکتے جب وہ
پیٹھ دے کر جائیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو نہ سننے میں بہروں
سے تشبیہ دی ہے خاص کر جب وہ پیٹھ دیکر جائیں یعنی جس طرح بہرہ
نہیں سننا سی طرح مردے بھی نہیں سن سکتے وسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس
بات کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے۔ ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ
وَلَا الظَّلْمَةُ وَلَا النُّورُ ﴾ وَلَا الظَّلٰ وَلَا الْحَرُورُ ﴾ وَمَا
يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْمَوْاتُ إِنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ مِنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ
بِمُسْمَعٍ مِّنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر : ۱۹-۲۲) نہیں برابر نا بینا اور دیکھنے والا
اور نہ اندر ہیرا اور اجالا اور نہ سایہ و دھوپ اور نہ زندہ و مردہ بیشک اللہ تعالیٰ سناتا
ہے جس کو چاہتا ہے اور آپ قبر میں پڑے ہوؤں کو نہیں سن سکتے۔ ان آیات میں
اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ مردہ وزندہ برابر نہیں ہو سکتے جیسا کہ نا بینا
اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں اور دھوپ و چھاؤں برابر نہیں ہیں اور جیسا کہ
اندر ہیرا اجالا برابر نہیں لیکن جماعت تبلیغ کے شیخ کیا فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ
نے سورۃ المؤمنون میں انسانی تخلیق کے ذکر فرمایا ﴿ثُمَّ أَنْكِمْ لِمِيتَوْنَ
ثُمَّ أَنْكِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَبَعَّثُونَ﴾ (آیت ۱۵-۱۶) پھر تم کو موت آجائے
وَلَا الظَّلٰ وَلَا الْحَرُورُ ﴾

تیز چلنے لگیں گے کہیں گے ہائے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا
یہی ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے دیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ یہ آیت بتاری
ہے کہ انسانوں کے جسم قبروں میں بغیر روح کے پڑے ہوئے ہیں ان کو قیامت
سے پہلے کوئی نہیں اٹھائے گا اور اس آیت سے قبر کے عذاب و ثواب کا نہ ہونا
ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عذاب و ثواب کا تعلق روح سے ہے اور قبر میں روح بدن
سے خارج ہوتی ہے ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے ﴿كِيفَ تَكْفُرُونَ
بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ يَمْتَكِّمُ ثُمَّ يَحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ
تَرْجِعُونَ﴾ (البقرہ : ۲۸) تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کر سکتے ہو حالانکہ (نطفہ کی
حالت) میں تم مردہ تھے پھر اس نے تم کو زندہ کیا پھر تم کو مارے گا پھر زندہ کریگا۔
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوموت اور دوزندگیوں کا ذکر کیا ہے پہلی موت ماں
کے پیٹ میں روح پڑنے سے پہلے کی ہے دوسری دنیا سے جانے کے وقت کی
اور پہلی زندگی ماں کے پیٹ میں روح پڑنے سے لیکر موت تک دوسری زندگی
قیامت والی جب جسموں میں روح پھونکا جائے گا (ونفح فی الصور)۔
جب صور میں پھونک ماری جائیگی تو آسمان اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں
گے اور جب دوسری بار صور میں پھونک ماری جائے گی تو سب لوگ قبروں سے
اٹکھڑے ہوں گے (ازمر : ۲۸)
ان آیات میں وضاحت موجود ہے کہ قبروں میں پڑے ہوئے مردہ جسموں میں

ثواب بعدك فاقول كما قال العبد الصالح و كنت عليهم ما دمت
فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء
شهيد فيقال ان هولا لم يز الوامر تدين على اعقابهم ”رواه البخاري
كتاب الفسیر حدیث ۲۶۲۵.

ابن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اس میں آپ نے فرمایا کہ
”قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ میری طرف لائے جائیں گے پھر
ان کو مجھ سے ہٹا کر باعث میں طرف لے جایا جائیگا اس وقت میں کہونگا یہ میرے
صحابہ ہیں مجھ سے کہا جائیگا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا
کیا خرافات و بدعاں نکالی تھیں پھر میں وہ کلمات کہونگا جو عیسیٰ علیہ السلام نے
کہے تھے یعنی میں ان پر اس وقت تک گواہ تھا جب تک میں ان کے اندر موجود تھا
پھر جب آپ نے مجھے وفات دی تو پھر آپ ہی ان پر نگران تھے اور آپ ہی ہر
چیز پر اطلاع رکھنے والے ہیں پھر مجھے کہا جائیگا یہ لوگ دین سے پھر کر مرتد
ہو گئے تھے۔ یہ حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی
وفات کے بعد آپ کو اس جہاں میں ہونے والے فتنوں کی کوئی خبر نہیں ہے، اور
صوفیاء کو انکے خوابوں میں جو شخص نظر آتا ہے اور وہ اس کو رسول اللہ ﷺ سمجھتے
ہیں وہ رسول اللہ ﷺ نہیں کوئی اور ہوتا ہے جو ان مبتدعین کو دھوکہ دیتا ہے اس
بات کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے بشارہ ولی اللہ ^{تعالیٰ} (البلاغ امین ص ۱۸۶)

گی پھر تم قیامت کے دن زندہ کئے جاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے
پہلے انسانی جسم میں روح نہیں ڈالی جائے گی۔

نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے والا یہ سمجھے میں زندگی والی آپ کی مجلس میں حاضر ہوں

اور نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے والا یہ خیال کرے کہ پھرہ انور اس وقت
میرے سامنے ہے حضور اقدس ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے اور یہ سمجھے
گویا میں زندگی میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اس لئے کہ امت کے حالات
کے مشاہدے اور ان کے ارادہ و قصد کے ظہور میں اس وقت آپ کی حیات
و ممات میں کوئی فرق نہیں۔ (فضائل حج فصل ۹ حکایات ۲۹)۔ اگر واقعی آپ
ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے والا آپ کی زندگی والی مجلس میں ہوتا ہے تو پھر آپ
کی قبر کی زیارت کرنے والا ہر آدمی صحابی ہونا چاہیے اور اگر آپ کی قبر پر آنے
والوں کی آپ کو مکمل اطلاع ہے اور آپ کی قبر پر جو کچھ اہل بدعت خرافات
کرتے آئے ہیں اس کی بھی آپ کو اطلاع ہے تو پھر اس حدیث کا کیا جواب
ہے ”عن ابن عباس رضى الله عنهما قال خطب رسول الله ﷺ
فقال يا ايها الناس الا وانه ي جاءء برجال من امتى فيؤخذهم ذات
الشمال فاقول يا رب اصحابي فيقال انك لاتدرى ما احد

عورتوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے میرے آنے سے وہ بہت خوش ہوا اور مر جما کہا
اس کے بعد شراب نوشی کا دور شروع ہوا مجھے بھی اس صوفی نے شراب پینے کا
اشارة کیا میں نے کہا یہ حرام ہے پینے کی اجازت نہیں ہے اس نے پینے کے لئے
بہت زیادہ اصرار کیا میں نے بھی سختی سے انکار کیا اس کے بعد وہ تنگ آ کر بولا تو
شراب نہیں پیتا دیکھ میں تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں میں اس کے سامنے سے
آذردہ خاطر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دوستوں میں آ گیا لیکن اس واقعہ کو اپنے
ساتھیوں سے نہیں بیان کیا اسی حالت میں معموم ہو کر سونے کے لئے لیٹ گیا
خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت ہی عجیب و غریب باغ ہے جو درختوں
اور میووں اور نہروں سے مزین ہے اس کا نقشہ کہنچنا دشوار ہے مگر اس باغ کے
راستہ میں کائنے مصیبتیں اور قسم کی پریشانیاں ہیں جن کی بناء پر باغ تک پہنچنا
مشکل ہے اور وہی صوفی شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے سامنے آ کر بولتا
ہے یہ شراب کا پیالہ پی لے میں تجھے اس باغ تک پہنچا دوں میں نے انکار کیا
اور بیدار ہو گیا لااحول پڑھا پھر سو گیا واللہ اعلم چالیس مرتبہ یہی خواب دیکھا اور
بیدار ہوا اس کے بعد میں نے رسول اکرم ﷺ پر درود پڑھا اور بارگاہ الہی میں
دعا کی اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں میں رسول خدا ﷺ کی خدمت مبارکہ
میں ہوں اور آپ کے دست مبارک میں ایک لاثمی ہے ناگاہ وہ بدعتی صوفی بھی
وہاں نمودار ہو گیا رسول اکرم ﷺ نے اپنا عصاء مبارک اس بدعتی کی طرف

میں فرماتے ہیں شیخ اہل عبد الوہاب متفقی سے میں نے ساہے فرمائے تھے کہ
فقراء مغرب میں سے ایک فقیر نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا حضور اس
کو شراب پینے کے لئے فرمائے ہیں اخ ظاہر ہے یہ شخص جس کو اس صوفی
نے خواب میں دیکھا شیطان تھا رسول اللہ ﷺ کسی کو شراب پینے کو نہیں کہہ سکتے
اس بات کی مزید تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ (البلاغ المبین)
میں فرماتے ہیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شیخ عبد الوہاب منڈوی کے
حوال میں اخبار الاخیار میں لکھا ہے ص ۳۶۲-۳۶۱ ایک وقت سے
مکرو استدرج کی بحث ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا فاسقوں اور بدعتیوں کو بھی
ایسی قوت دی جاتی ہے جس سے وہ عوام کے قلوب کو اپنی طرف کھینچ لیں احکام
شریعت میں پچنگی نہ ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنی
سرگزشت میں سے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ سفر کے زمانہ میں ایک مرتبہ دکن کے
شہروں میں ایک شہر میں پہنچا قاضی شہر عبد العزیز نامی ایک شخص ہے ان سے
دریافت کیا کہ یہاں تمہارے شہر میں کوئی نیک بزرگ و صوفی موجود ہے کہ ان
کے پاس کچھ زمانہ صحبت اٹھائی جائے وہ بولے ایک شخص اہل باطن میں مشہور
ہے اکثر آدمی اس کے معتقد ہیں مگر ان کے بعض مناہی کے ارتکاب کی وجہ سے
میرا دل ان سے خوش نہیں ہے قاضی شہر نے جو نشاندہی کی تھی میں اس نشان دہی
پر اس بزرگ کو دیکھنے کے لئے گیا دیکھتا کیا ہوں وہ ایک بلند جگہ پر مردوں

کرتے ہوئے پایا جب میں اس واقعہ پر مطلع ہوا تو میں نے سختی کے ساتھ اسکی ممانعت کی اور دونوں پر لعن وطن کیا وہ دونوں شرمند ہو کر چلے گئے جب میں سویا تو دیکھتا کیا ہوں کہ مقبرہ والے بزرگ مجھے زجو تو نخ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ دونوں مدت دراز سے ایک دوسرے کے مشتاق تھے اس رات ان کو موقعہ مل گیا غمیت سمجھ کر اپنی خواہش پورا کرنا شروع کی تو کہاں کا خشک ملا آیا کہ ان کے کام میں خلل انداز ہو گیا اور حقیقت حال کی تجھ کو خبر نہیں اگر وو کنا ہی منظور ہوتا تو میں خود ہی روکنے کی قوت رکھتا ہوں اور یہ کہہ کر زور سے میرے پیار پر لات ماری جس کی وجہ سے میں لگڑا ہو گیا شاہ صاحب فرماتے ہیں مزاروں کے پیخاریوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیطان پیر کی شکل نہیں بن سکتا جیسا کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی شکل نہیں بن سکتا۔

جب کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی شکل نہیں بن سکتا حدیث سے ماخوذ ہے ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (من رآنی فی المنام فسیرانی فی اليقظة ولا يتمثل الشيطان بی) (رواہ البخاری حدیث ۲۹۹۳) جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جاگتے ہوئے ضرور دیکھے گا اور انسؓ سے روایت ہے (قال قال النبی ﷺ من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتخیل بی) (رواہ البخاری حدیث ۲۹۹۴) جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ

بچینک دیا وہ فوراً کتابن کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ہٹ گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بھاگ گیا ہے اب مزید اس شہر میں نہیں رہے گا میں بیدار ہو کر اس کی بنی ہوئی قیام گاہ کی طرف گیا آدمی بولے وہ تو اپنی اس جگہ کو ویران کر کے کسی اور جگہ بھاگ گیا ہے۔ (البلاغ لمبین ۱۸۱-۱۷۸)۔

شاہ صاحب اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں ص ۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸ اعتبار حضرات سے یہ بات ثبوت کے ساتھ منقول ہے کہ ایک عابد دریا گنگا اور جمنا کے علاقے میں خواجہ قطب الدین کے عرس کے زمانہ میں آیا خواجہ کی قبر کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو دیکھتا کیا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین قبر سے باہر تشریف فرمائیں اور اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر آزر دی اور افسوس کے ساتھ اس ہجوم کی وجہ سے سر درد کی شکایت کر رہے ہیں الخ خواجہ قطب الدین کی قبر پر شیطان نے یہ کھیل بنا کر اس شخص کے عقیدے کو پاک کر دیا کہ انبیاء اولیاء اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی قبر پر ہونے والے واقعہ سے باخبر ہیں اسلئے وہ عرس میں ہونے والے واقعات سے پریشان نظر آئے اور سر درد کی شکایت کی۔ شاہ صاحب اپنی اس کتاب کے ص ۱۹۰ میں فرماتے ہیں بعض (شیعہ) کہتے ہیں کہ تعزیہ کے ساتھ میں حسن و حسین کو برہنہ جاتے ہوئے دیکھا اس لئے مجھے بھی مجبور التعزیہ کے ساتھ چنان پڑا شاہ صاحب فرماتے ہیں بعض پیر کہتے ہیں ایک شب میں نے فلاں بزرگ کے مقبرہ میں ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ زنا

میں منفرد نہیں بلکہ یہی بات مفسر قرآن عبد اللہ ابن عباس^{رض} سے مروی ہے امام ترمذی (کتاب الشمائل حدیث ۳۱۲) میں یہ حدیث لائے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عباس^{رض} سے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو دیکھا ہے ابن عباس^{رض} نے فرمایا رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا ابن عباس^{رض} نے فرمایا کیا تم اس شخص کی شکل میرے سامنے بیان کر سکتے ہو جس کو تم نے دیکھا ہے اس شخص نے ابن عباس^{رض} کے سامنے وہ صورت بتائی جو اس نے دیکھی تھی تو ابن عباس^{رض} نے فرمایا واقعی تم نے رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو دیکھا ہے ابن عباس کا اس شخص سے یہ سوال کرنا جس کو تم نے خواب میں دیکھا ہے اسکی شکل و صورت مجھے بتاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صحیح تھے کہ خواب میں آنے والا ہر وہ شخص جو محمد^{صلی اللہ علیہ وسلم} ہونے کا دعویٰ کرے وہ محمد^{صلی اللہ علیہ وسلم} نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی تحقیق ہونی چاہیے اگر رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی شکل و صورت کے ساتھ اسکی مطابقت ہو تو اس نے رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی زیارت کی اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس نے رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو نہیں دیکھا کسی حسن کو دیکھا ہے جس نے اس کو گراہ کرنے کی کوشش کی ہے اس مسئلہ کو سمجھ لینے سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں اور شیطان و دجالوں کے دھوکے و فریب سے نجات مل سکتی ہے ان صوفیوں نے جو خوابوں پر اپنی دوکان چمکار کھی ہے اور عوام انس کو شرک و بدعت میں مبتلا کر رکھا ہے اس سے نجات پانے کے لئے خواب کے اس

شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا ان احادیث سے ثابت ہے کہ شیطان رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی شکل و صورت اختیار نہیں کر سکتا لہذا جس نے خواب میں رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا یہ واضح رہے کہ ان احادیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی صورت شیطان نہیں بنا سکتا لیکن کسی دوسری صورت و شکل میں آ کر اپنے بارے میں رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے یعنی جو شخص رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی حقیقی صورت سے واقع نہیں ہے تو شیطان کسی بزرگ کی شکل میں آ کر اس کو دھوکہ دے سکتا ہے کہ میں تیرانی محبوب^{صلی اللہ علیہ وسلم} ہوں اور احادیث میں یہ ہے کہ شیطان نبی کی صورت نہیں بنا سکتا اس لئے اگر کسی شخص نے خواب میں بزرگ کی شکل دیکھی اس نے اس کو نبی کریم^{صلی اللہ علیہ وسلم} سمجھ لیا تو ضروری نہیں کہ اس نے واقعی رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو دیکھا ہو۔ لہذا نبی کریم^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو دیکھنے کے لئے شرط ہے کہ اس شخص نے آپ کو اس شکل میں دیکھا ہو جس صورت میں آپ کی وفات ہوئی ہے اس لئے امام بخاری^{رحمۃ اللہ علیہ} نے ابو ہریرہ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی مذکورہ حدیث کے بعد خوابوں کی تعبیرات کے مشہور عالم تابعی ابو ہریرہ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے شاگرد جناب محمد بن سیرین^{رحمۃ اللہ علیہ} کا قول نقل کیا ہے (قال ابو عبد اللہ قال ابن سیرین اذا ارآه في صورته) یعنی امام بخاری^{رحمۃ اللہ علیہ} نے فرمایا محمد بن سیرین^{رحمۃ اللہ علیہ} نے فرمایا رسول اللہ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو دیکھنا اس وقت ثابت ہو گا جس وقت دیکھنے والے نے آپ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کو آپ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی اصلی و حقیقی صورت میں دیکھا ہو، امام بن سیرین^{رحمۃ اللہ علیہ} اس شرط کے عائد کرنے

تالیف کر رہا ہوں انشاء اللہ یہ رسالہ بیت اللہ کی تعمیر روحانی میں معین ہو گا چنانچہ ہزاروں خطوط اس نوع کے پہنچنے کہ اس رسالہ سے حج و زیارت میں بہت لطف آیا۔

غور کیجئے ! پہلی بشارت میں رسول ﷺ کو سفید داڑھی اور چشمہ کے ساتھ بتایا حالانکہ رسول ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی داڑھی کالی تھی اور رسول ﷺ نے چشمہ کبھی نہیں پہنا پھر لطف کی بات یہ ہے کہ آپ جھرہ کے اندر تشریف فرماتھے اور جھرے میں بیٹھا ہوا انسان نظر کا چشمہ لگا تا ہے کوئی دوسرا نہیں اس ظالم صوفی نے رسول ﷺ کو بوڑھا بتایا اور آنکھوں کی کمزوری کا عیب آپ پر لگایا ان صوفیاء کو جو شیطان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی کوئی پرواہ نہیں ہے انہوں نے اپنی دوکان چمکانا ہے دوسری بشارت کو لیجئے رسالہ فضائل حج جو بدعاوں و خرافات و شرکیات سے بھرا ہوا ہے اس کی تالیف کے وقت جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اس ظالم صوفی نے اپنے خواب میں منگوایا حالانکہ جناب ابراہیم علیہ السلام شرک کی جڑ کاٹنے والے حنیف تھے۔

رسول ﷺ کے سر پر انگریزی ٹوپی

اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی جماعت تبلیغ کے شیوخ واکابرین کا شیوه رہا ہے، انور شاہ صاحب کشمیری نے (فیض الباری حج ۱ ص ۲۰۳-۲۰۴) میں

مسئلہ کو ذہن نشین کر لینا چاہیے اس مسئلے میں بہت لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے خاص کر جماعت تبلیغ کے شیوخ واکابرین کو اس غلط فہمی و دھوکہ دہی میں وافر حصہ ملا ہے جبکہ ان کی جماعت کی کثرت کا سبب بھی دھوکہ دہی و فریب کاری ہے مولوی زکریا صاحب مؤلف تبلیغ نصاب و فضائل اعمال کے مہشرات پر اقبال نامی شخص نے دو کتابیں لکھی ہیں ایک کتاب (بِنَامِ ہبۃ القلوب) میں خواب اور بشارت میں جمع کی ہیں ان بشارتوں و خوابوں میں یہ بھی ہے کہ رسول ﷺ زکریا صاحب کی زیارت کے لئے تشریف لا یا کرتے تھے ان خوابوں میں سے ایک میں لکھا ہے کہ رسول ﷺ شیخ زکریا صاحب کی مجلس میں دیکھے گئے داڑھی آنکھوں پر چشمہ لگا کر کھاتا (ہبۃ القلوب ص ۱۶)۔

رسالہ فضائل حج کی تالیف پر بشارت

اسی کتاب کے ص ۱۲ پر خواب مذکور ہے جس میں ہے کہ رائے پور شریف کی خانقاہ میں ایک ذاکر شاغل بزرگ مولانا خدا بخش صاحب مقیم تھے انہوں نے ایک روز خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور شیخ زکریا صاحب بیت اللہ کی تعمیر کر رہے ہیں انہوں نے خواب حضرت رائے پور قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا حضرت اقدس نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق فرمایا کہ اس کی تعمیر حضرت شیخ سے پوچھنا حضرت رائے پوری تشریف لے گئے تو یہ خواب بیان ہوا اور تعمیر پوچھی گئی حضرت شیخ نے فرمایا میں آج کل رسالہ فضائل حج

رسول ﷺ آسمان سے مدرسہ دیوبند کا حساب لینے آئے جماعت دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی صاحب نے (ارواح ثلاۃ حکایت ۲۲۰) میں لکھا ہے رسول ﷺ بعث صاحبین کے آسمان سے نازل ہو کر مدرسہ دیوبند کا حساب لینے آیا کرتے تھے۔

رسول ﷺ اس دنیا میں کہاں آئیں گے، شیطان ہی کبھی نبی بن کر کبھی ولی بن کر کبھی شہید بن کر جاہل صوفیوں کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔

شیطان کبھی بزرگوں کی شکل بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے
علامہ شبلی (احکام الجان ص ۳۶) میں مجاہد کی روایت لائے ہیں وہ فرماتے ہیں میں جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا تھا تو شیطان ابن عباس کی شکل بنا کر میرے سامنے آ جاتا تھا ایک دن میں نے چھری اپنے ساتھ رکھ لی جب وہ میرے سامنے آیا تو میں نے چھری سے اس پر حملہ کر دیا وہ گرا، اس کے گرنے کی میں نے آواز سنی اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا شاہ ولی اللہ (البلاغ المہمین ص ۱۹۲) و مابعدہ میں فرماتے ہیں اس قسم کے لمبے چوڑے قصے پیر پرستوں اور قبر پرستوں کے مشہور ہیں جو کہ دین اسلام اور انبیاء کرام اور اولیاء کے طریقوں کے سراسر مخالف اور مناقضی ہیں اگر یہ واقعات خود بخود اس بات پر گواہی دیں کہ شیطان مسلمان بزرگ آدمی کی صورت میں آ سکتا ہے تو خیر و نہ میں حدیث

کسی شخص کے خواب کا ذکر کیا ہے کہ اس نے رسول ﷺ کے سر پر انگریزی ٹوپی دیکھی اس کی تعبیر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے یہ کی ہے کہ آپ ﷺ کے دین پر نصاری کا دین غالب آ جائیگا کیا یہ شخص جس نے سر پر انگریزی ٹوپی لگا کر کھی رسول ﷺ تھے ایسا ہونا ہرگز ممکن نہیں ہے اس صوفی کے ساتھ جس نے یہ خواب دیکھا ہے شیطان کھیلا ہے اس کو بیوقوف بنایا اس صوفی کے سامنے شیطان انگریزی ٹوپی لگا کر آیا اور اپنے آپ کو اس کے سامنے محمد رسول ﷺ ظاہر کیا اگر یہ صوفی جانتا کہ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی کیا شرائط ہیں تو اس سے کبھی دھوکہ نہ کھاتا۔

رسول ﷺ علماء دیوبند کے شاگرد، رسول ﷺ نے

علماء دیوبند سے اردو سیکھی
مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف بذل الحجود فی حلابی داؤدنے برائیں قاطعہ نامی کتاب تالیف کی ہے اس کے ص ۳۰ پر لکھتے ہیں ایک صالح، رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کواردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گیا آپ توعربی ہیں؟ (آپ ﷺ نے) فرمایا جب سے علماء دیوبند کے مدرسے میں آنا جانا ہوا ہم کو یہ زبان آگئی اس جاہل صوفی کو اتنی سمجھ بھی نہیں آئی کہ اردو بولنے والے محمد عربی ﷺ نہیں ہو سکتے۔

توسل سے منع فرمایا ہے لیکن جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں (فضائل حج فصل ۹ آداب زیارت ۳۲)۔

میں کہتا ہوں علماء اہل سنت و سیلہ سے دعا کرنے کو بدعت کہتے ہیں صحیح ہے۔ اور جن علماء کی مولوی ذکریا صاحب نے بات کی ہے وہ علماء اہل بدعت ہیں اہل سنت نہیں شرح عقیدہ طحاویہ (ص ۲۳۷ میں ہے) (ولهذا قال ابو حنیفہ واصحابہ یکرہ ان يقول الداعی انی اسالک بحق فلان او بحق انبیائک و رسولک وبحق بیت الحرام والمشعر الحرام ونحو ذالک . حتیٰ کرہ ابو حنیفہ و محمدؐ ان يقول الرجل اللهم انی اسالک بمعقد العزم من عرشك) س لئے امام ابو حنیفہؓ اور امام محمدؐ نے اس بات کو ناجائز کہا ہے آدمی دعائیں اس طرح کہے اے اللہ فلاں کے واسطے سے میری دعا قبول فرمایا یوں کہے اپنے انبیاء اور رسولوں کے واسطے اور وسیلے سے یا کہے بیت الحرام اور مشعر الحرام کے واسطے سے میری یہ دعا قبول فرماتی کہ امام ابو حنیفہؓ و محمدؐ نے اس طرح دعا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور مکروہ جانا ہے۔ اللهم انی اسالک بمعقد العزم من عرشك . یہ ہے علماء اہل سنت کا قول کہ بزرگوں کے وسیلے سے دعا کرنا بدعت ہے۔

بزرگوں کی قبر پر دعا کرنا، رسول اللہ ﷺ کے بالوں نے

شریف سے دلیل نقل کرتا ہوں وہ شافی دلیل یہ ہے کہ جب دجال بعض دیہات پر پہنچے گا اور وہاں کے رہنے والوں کو اپنی طرف دعوت دیگا اور وہ اس کا انکار کریں گے اور کہیں گے ہمارے والدین اور بزرگ جس دین پر ہمیں چھوڑ گئے ہیں اس دین پر قائم رہنے کا ہم کو حکم دے گئے ہیں تو دجال اپنے شیاطین کو حکم دے گا کہ ان بزرگوں کی شکل میں آ کر میری سچائی کی گواہی دو چنانچہ وہ شیاطین اس ملعون کے کہنے کے مطابق ان بزرگوں کی شکل میں آئیں گے اور ان لوگوں کے ایمان تباہ کر دیں گے۔

اس حدیث سے زائد صریح روایت وہ جمع الجماع کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آخر زمانے میں شیاطین انسانوں کی شکل میں آ کر لوگوں کو گمراہ کرتے پھریں گے اس قسم کی احادیث کے لئے دیکھئے کمز العمال (حدیث ۳۸۷۸-۳۸۷۹-۳۸۷۸۲) ان احادیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ دجال کے پاس شیاطین ہو نگے جو زندہ لوگوں کے مردہ رشتہ داروں کی شکلوں میں آئیں گے اور ان سے کہیں گے یہ دجال ہی ہمارا رب ہے تم اس کو اپنا رب مان لو۔

دعا بزرگوں کے وسیلے سے مانگنی چاہئے

مولوی ذکریا صاحب فرماتے ہیں حاجی، سلام کے بعد اللہ جل شانہ سے حضور کے وسیلے سے دعا کرے اور حضور سے شفاعت کی دعا کرے بعض علماء نے

خفیت کو ترک کر دیا اور صوفیت کے سلسلے کو اختیار کر لیا جس میں دین و مذہب کی کوئی قید نہیں ہے صوفیت لا دینی مشرب ہے اس میں عشق و محبت کے نام پر سب کچھ جائز ہے یہی وجہ ہے جماعت تبلیغ کے شیوخ نے جو سب کے سب خنثی، دیوبندی کہلاتے ہیں اپنے مذہب کے اصول و قواعد کو بالائے طاق رکھ دیا ہے خنثی مذہب میں کسی کے طفیل کسی کے ویلے سے دعا کرنا مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۸ میں ہے) ”وَيَكْرِهُ إِنْ يَقُولُ فِي الدُّعَاءِ

بِحَقِّ فَلَانٍ وَكَذَا بِحَقِّ الْأَنْبِيَاءِ كَ وَالْأَوْلَيَاكَ وَرَسُولِكَ أَوْ بِحَقِّ
بَيْتِ الْحَرَامِ أَوْ مِشْعَرِ الْحَرَامِ لَا نَهِيٌّ لَّا حَقٌّ لِّلْمُخْلُوقِ عَلَى اللَّهِ
تَعَالَى“، یعنی مخلوق میں سے کسی کے حق کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا
مکروہ و ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر مخلوق میں سے کسی کا حق نہیں ہے اللہ کے
أنبياء و رسول اور أولياء کے حق کے طفیل بھی دعا کرنا جائز نہیں ہے یہ ہے خنثی مذہب
الحرام مشعر الحرام کے حق کے طفیل بھی دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ ہے خنثی مذہب
اس قول میں کسی خنثی امام و فقة و مجتہد کا اختلاف مذکور نہیں ہے مگر زکر یا صاحب
نے تبلیغ کے نصاب کی کتابوں میں خنثیت کے تمام قواعد و اصولوں کو وندو لا ہے
اور بعدت صوفی سلسلوں کی راہ پر اپنی جاہل عوام کو ڈال دیا ہے اور اس جماعت پر
نصاب کی کتابوں کے علاوہ کسی بھی کتاب کو اجتماعات میں پڑھنا حرام کر دیا ہے
اس سلسلے میں یہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں تابش مہدی لکھتے ہیں چند ماہ پہلے کی بات

غريب کو امیر کر دیا

زکر یا صاحب فرماتے ہیں ایک تاجر فوت ہوا تو کہ میں کشیر مال کے علاوہ حضور
کے تین بال بھی تھے بڑے بیٹے نے سارا مال لیا چھوٹے بیٹے نے تین بالوں
کو ترجیح دی وہ اس کی بار بار زیارت کرتا اور درو شریف پڑھتا آخر بڑا بھائی
غريب اور چھوٹا بھائی امیر ہو گیا چھوٹا بھائی فوت ہوا تو کسی صالح کو حضور نے
خواب میں ارشاد فرمایا جب کسی کو کوئی ضرورت ہوا اسکی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ
تعالیٰ سے دعا کرے (فضائل درود فصل ۵ حکایت ۳۵)۔

اس حکایت سے تبلیغ جماعت کو مولوی زکر یا صاحب نے قبر پرستی پر لگادیا ہے
اور جماعت کو یہ ترغیب دلائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا چاہیں وہ مسجدوں
میں نہیں قبروں پر جا کر مانگیں وہاں دعاوں کی قبولیت کے زیادہ امکانات ہیں۔
ایک اعرابی نے آپ کے ویلے سے مغفرت طلب کی تو قبر اطہر سے آواز آئی
بیشک تمہاری مغفرت ہو گئی (فضائل حج فصل ۹ زائرین کے واقعات ۷۶)۔

نبی کریم ﷺ اسی جگہ میں دفن ہیں جہاں ساری عربی بی عائشہ صدیقہؓ مقیم
رہیں کیا کبھی بی بی عائشہؓ کو بھی آپ نے قبر سے جواب دیا کیا کبھی ابو بکر صدیق
ؓ کو بھی قبر سے علیکم السلام آپ نے کہا صوفی کے لئے یہی کہنا کافی ہے اذا الم
تستحبی فاصنع ما شئت (رواہ البخاری حدیث ۳۲۸۲) جب توحیاد سے
خالی ہو جائے تو جو چاہے کر جماعت تبلیغ کے شیوخ نے اپنے فقہی مذہب

کروں گا اگر ان کے بدن سے کبھی میرا بدن یا کپڑا چھو جاتا ہے تو میں کم ازکم چالیس بار دھوتا ہوں یہ ہے جماعت تبلیغ کا اکرم مسلم جو اس کے چھا اصولوں میں سے ایک ہے۔ دراصل یہ جاہل صوفی کا اپنے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ اتنے چلے لگا کہ بہت بڑا ولی بن چکا ہے کہ پوری دنیا اس کے مقابلے میں کچھ نہیں وہ سمجھتا ہے کہ ان چلوں سے میں طاہر و مطہر ہو چکا ہوں باقی سب لوگ ناپاک ہیں یہ صوفی چند چلے لگانے کے بعد اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے۔

تابش مہدی کتاب مذکورہ کے ص ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ ایک سے زائد بار گشت کے فضائل اس انداز میں بیان کرتے ہوئے سنائے ہے ”دستوار برگوں یہ گشت والا عمل انبیاء والا عمل ہے صحابہ والا عمل ہے خدا کی قسم اگر اس کام کو تمام انبیاء اور صحابہ نے کیا ہوتا تو سب کے سب مقی ہو کر مرتے“۔

تبلیغ پر نکلے ہوئے مرد کی نظر اگر حاملہ عورت پر پڑ جائے تو

پیدا ہونے والا بچہ ولی پیدا ہوگا

تابش صاحب کتاب مذکورہ ص ۱۸ میں لکھتے ہیں ایک صاحب نے بتایا کہ مہاراشٹر کانٹہ نمبئی کی مسجد میں ایک بار جماعت آئی گشت کا پروگرام بناتو پکھڑ دیر کے لئے وہ صاحب بھی بیٹھ گئے لیکن جب گشت کے فضائل اس طرح بیان

ہے کہ دیوبندی کی جامع مسجد کے نمازیوں نے چاہا کہ عصر کے بعد بجائے تبلیغی نصاب کی خواندگی کے تفسیر معارف القرآن پڑھی جائے تو ایک تبلیغی بھائی نے بڑی سختی سے کہا کہ اس میں برکت نہیں ہے اور جب تفسیر شروع کردی گئی تو اٹھ کر چلا گیا اور مسلسل یہی روش رہی (تبلیغ جماعت اپنے بانی کے مفہومات کے آئینہ میں مؤلفہ تابش مہدی ص ۳۲) جماعت کے نزدیک دین کا کام صرف چلوں اور خروج پر مرکوز ہے دینی مدارس میں قرآن و سنت کی تعلیم احکامات کی تشریح و توضیح کوئی کام نہیں ہے اور تابش مہدی نے مذکورہ کتاب کے ص ۲۸ پر لکھا ہے۔ ایک بار جماعت تبلیغ دارالعلوم پہنچی وہاں دارالعلوم کی مسجد میں قیام کیا اور وہیں سے گشت کا پروگرام بنایا۔ سب سے پہلے جماعت دارالعلوم کے شیخ الحدیث مولانا فخر الدین کے پاس پہنچی مولانا دارس میں مشغول تھے ان میں سے دو افراد نے بڑھ کر شیخ کو دو طرف سے پکڑ لیا اور کہا حضرت اٹھنے زندگی کا آخری وقت ہے اب تو کچھ دین کا کام کر لیجئے کتابوں میں تو پوری زندگی لگا دی۔

جماعت تبلیغ کا دوسرا جماعتوں کے ساتھ سلوک

تابش مہدی صاحب نے کتاب مذکورہ کے ص ۳۸ پر لکھا ہے چند سال پہلے کی بات ہے نان پورہ ضلع بہراج کی بازار والی مسجد میں ایک قاری صاحب نے اقامت کھدی تو وہاں کے امیر تبلیغ جناب عبدالشکور صاحب نماز ہی چھوڑ کر چلے گئے اور کہا میں مودودیوں کی کہی ہوئی تعبیر سے ہونے والی نماز میں شرکت نہیں

تبليغيوں کے چلوں کی حقیقت کا انکشاف

مولوی اشرف علی صاحب نے فرمایا ایک بزرگ کی خدمت میں ان کے معتقد حاضر ہوئے بس مل کر رمح جانے انہوں نے پوچھا کیا بات ہے عرض کیا کہ یہاں آ کر ایک عجیب بات دیکھی کہ آپ کی سور کی سی شکل نظر آتی ہے ان بزرگ نے فرمایا کہ تم چلے لگاؤ پھر جب آئے تو کتنے کی سی شکل نظر آتی اسی طرح بلی پھر انسان کی سی نظر آتی تب ان بزرگ نے فرمایا کہ یہ خرابی تمہارے اندر تھی میں تو آئینہ ہوں جیسی تمہاری حالت تھی ویسی میری اندر نظر آتی (مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ ص ۲۹۹)۔ اس حکایت سے یہ حقیقت مکشف ہوتی ہے کہ صوفی تبلیغی اس لئے چلے لگاتے پھرتے ہیں کہ کہیں ان کی شکلیں اس پیر جیسی نہ ہو جائیں یا بقول پیر، مرید جیسی نہ ہوں۔ اور اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ کم از کم تین چلے لگانا ضروری ہیں تین چلوں کے بعد ہی صوفی کا چہرہ انسانوں والا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ اس حکایت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ صوفیاء کے نزدیک جس شخص نے چلے نہیں کھینچا انسان نہیں بلکہ حیوان ہے اس لئے صوفی تبلیغی کے ہاں اپنے علاوہ کسی اور کی کوئی اہمیت ہی نہیں اس کی حیثیت ان کے ہاں انسانوں جیسی نہیں حیوانوں جیسی ہے اس بات کی مزید تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز کی گپٹری

ہوئے۔ ”دوسرا اور بزرگوی گشت والاعمل بڑے اجر و فائدہ کا عمل ہے کیونکہ انہیاں و صاحبہ کا عمل ہے اس راہ میں چلنے والا ہر قدم اتنا متبرک ہے اتنا متبرک ہے اگر چلنے والے کی نظر کسی حاملہ عورت پر پڑ جائے تو انشاء اللہ پیدا ہونے والی اولاد ولی پیدا ہوگی۔“

تبليغی چلے لگانے والا مجاہد کی موت مرتا ہے اور نہ لگانے والا گدھے کی موت

تابش مہدی صاحب کتاب مذکور کے ص ۱۶ میں لکھتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۶۷ء میں تیجی پور ضلع پرتا بگڑھ کے اجتماع میں ایک مشہور تبلیغی واعظ کھڑے ہوئے پہلے انہوں نے فضیلت جہاد کی کئی حدیثیں سنائیں اس کام کو جہاد سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا بھئی اب یہ بتاؤ کہ آپ میں سے کون کون گدھے کی موت مرننا چاہتا ہے ذرا ہاتھ اٹھائیں کسی نے جب ہاتھ نہیں اٹھایا تو موصوف نے فرمایا اچھا وہ بھائی ہاتھ اٹھائیں جو گھوڑے (یعنی مجاہد کی) موت مرننا چاہتے ہیں تو سب کے سب نے ہاتھ اٹھادیا پھر اس کے بعد فرمایا بھئی تھی چلے تو اللہ کی راہ میں دینا ہی پڑے گا۔ یہ چلے کیوں لگائے جاتے ہیں اس کا انکشاف اس کہانی سے ہوگا۔

صوفیاء کتوں اور خنزیروں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں

ان کا یہ قول ہے و ما الكلب والخنزير الا الہنا۔ (اللکھف عن حقیقتة الصوفیاء ص ۱۶۲) کتے اور خنزیر ہمارے الہ اور معبود ہیں اسی کتاب کے (ص ۲۲۵) میں ہے ایک صوفی کے سامنے سے کتا گزر اصوفی اس کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اس بارے میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا اس کے گلے میں فقیری کا پڑھتا اس لئے میں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔ اپنے آپ کو سور و کتا کہنے میں ہی صوفی بیحد فخر محسوس کرتا ہے مولوی زکریا صاحب اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں بارگاہ رسالت پر پہنچ کر اگر یاد آجائے تو یہ الفاظ بھی عرض کر دینا (ایک روسیہ ہندی کتے نے بھی سلام عرض کیا تھا) سوانح محمد یوسف ص ۱۳۲ اور امداد المشتاق ص ۱۳۲ میں اشرف علی صاحب فرماتے ہیں جنید پر حالت طاری تھی سامنے سے کتا گزر اس پر ایسا اثر پڑا کہ چیختا ہوا نکلا باہر جا کر مر اقب ہو کر بیٹھ گیا اور شہر کے کتے اس کے گرد بغرض استفادہ کے جمع ہو گئے۔ یہ ہے صوفیت جو انسان کو اس کی اپنی جنس سے نکال کر حیوانوں کی ذلیل ترین جنس میں شمار کر دیتی ہے انسان و مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی (سورہ م : ۷۵)

حق تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس کو سمجھدہ کرنے سے مجھ کو کون سی چیز مانع ہوئی۔ ترجمہ اشرف علی صاحب تھانوی ﴿ولقد

شah عبدالعزیز صاحب جامع مسجد میں آتے تھے تو عمامہ آنکھوں پر جھکا لیا کرتے تھے اور ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے ایک شخص نے اس کا سبب پوچھا شاہ صاحب نے اپنا عمامہ اس کے سر پر رکھ دیا، دیکھا کہ تمام جامع مسجد میں بجز دو چار آدمیوں کے سب گدھے، کتے، بھیڑیئے، بندروپھر ہے ہیں فرمایا اسی وجہ سے میں اس صورت میں آتا ہوں مجھ کو سب کتے بندروغیرہ نظر آتے ہیں اور طبیعت پر پیشان ہوتی ہے (قصص الاكابر : مؤلفہ اشرف علی تھانوی صاحب ص ۱۸-۱۷) یہ ہے صوفی تبلیغی کا اپنے مخالفوں کے بارے میں نظریہ، یہ دو چار آدمی جو شاہ صاحب کو انسان نظر آئے غالباً چلے نکالے ہوئے صوفی ہوئے اور ان کے علاوہ جو گدھے، کتے بندروغیرہ نظر آئے وہ ہوئے جنہوں نے کوئی چلہ نہیں کھینچا۔

صوفی اپنے آپ کو سور، کتے سے بھی بدتر سمجھتا ہے

اشرف علی صاحب تھانوی کے خلیفہ حاجی محمد شریف فرماتے ہیں اسی طرح آپ (اشرف علی صاحب) کا یہ جملہ مجھے نہیں بھولتا کہ میں اپنے آپ کو کتے اور سور سے بدتر جانتا ہوں (مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ ص ۳۳-۳۲) اور یہ جملہ بھی انہیں کا ہے، خدا کی قسم میں اس قابل ہوں کہ گندی نالی میں پھینک دیا جاؤں اور ہر شخص مجھ پر تھوک تھوک کر جائے (مکتوبات و ملفوظات ص ۲۷)

بیرونی کرنے لگا تو اس کی حالت کتنے کی سی ہو گئی کہ تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے میں یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آئیوں کو جھٹلایا۔

اس آیت سے معلوم ہوا دنیا کا کتا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے اور اپنی خواہش نفسانی کی غلامی کرتا ہے لہذا کسی مسلمان و مومن کو لا تُقْنِيں کہ وہ اپنے آپ کو سور یا کتا کہے اور اگر کہتا ہے تو پھر رب تعالیٰ اگر اس کو اسی مخلوق سے اٹھادے تو اس کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور زکر یا صاحب کا قول گذرائے کعبہ بعض بزرگوں کی زیارت کو خود جاتا ہے اس کی تائید میں یہ پڑھیے۔

بعض اولیاء ایسے ہیں کہ کعبہ خود ان کی زیارت کو جاتا ہے۔ یہاں پر فرمایا کہ حضرت خواجه ابراہیم بن ادھم نے حج کے ارادے سے خانہ کعبہ کا راستہ اختیار فرمایا اور فرمایا ہر شخص پیروں کے مل جاتا ہے مجھے یہ راستہ سر کے بل طے کرنا چاہیے۔ چنانچہ شکرانے کے طور پر ایک ایک قدم پر دو گانہ نفل پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ چودہ برس کی مدت میں بلخ سے کعبہ معظمہ تک پہنچ گروہاں خانہ کعبہ کو اپنی جگہ پر موجود نہ پایا نہایت حیران ہوئے اتنے میں ہاتھ غنیمی سے آواز آئی اے ابراہیم ٹھہر و اور صبر کرو کعبہ معظمہ ابھی ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے ابھی آتا ہے خواجه ابراہیم یہ سن کر اور زیادہ متثير ہوئے اور عرض کی الہی وہ

کرم منا بنی آدم》 (بنی اسرائیل : ۷۰) اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی۔ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (آلین : ۳) ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے انسان وہ مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا غلیقہ بنایا ہے ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ أَنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (آل بقرہ : ۳۰) ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گاز میں پر ایک نائب یعنی وہ میرانا بہ ہو گا کہ اپنے احکام شرعیہ کے اجراء و نفاذ کی خدمت اس کے سپرد کرو نگاہ از اشرف علی صاحب تھانوی۔ یہ ہے انسان اور ایکی شان اگر اس کو چھوڑ کر کتا یا سور بننا چاہے تو رب تعالیٰ کو کیا اعتراض ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کفار کو دنیا کے کتے کہا ہے ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَا أَيْتَنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَنُ فَكَانَ مِنَ الْغَوَّيْنِ وَلَوْ شَئْنَا لَرْفَعَنَهُ بَهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هُوَاهُ فَمُثْلَهُ كَمُثْلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَرَكْهُ يَلْهَثْ ذَلِكَ مِثْلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَتِنَا﴾ (آل اعراف : ۱۷۵-۱۷۶) اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آئیوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی

اس بدعتی و خرافی مذہب و جماعت کے عقائد و نظریات و افکار و اقوال کا ذکر چل رہا ہے تو کعبہ کے تعلق سے یہ خرافات پڑھتے چلیں۔ حطیم میں نماز پڑھتے ہوئے ایک بزرگ نے کعبہ کے اندر سے آواز سنی میں اولا اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں اور اس کے بعد جریل سے شکایت کرتا ہوں لوگوں کی کوہہ میرے گرد بُنی مذاق اور غوباتوں میں مشغول رہتے ہیں اگر یہ لوگ ان حرکتوں سے بازنہ آئے تو میں ایسا پھٹوں گا کہ میرا ہر پھر جدا ہو جائے گا (فضائل حج فصل ۶ حدیث کی شرح)۔ میں کہتا ہوں کعبہ کی یہ آواز رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ میں سے بھی کسی نے سنی تھی جامیت کے زمانے میں کعبہ پر کیا کیا ظلم و زیادتیاں ہوئیں اللہ کے اس گھر میں قین سوسائٹھ بت رکھے گئے اس طاہر و مطہر گھر کا لوگوں نے ننگا طواف کیا اور توں نے مردوں کو ننگا دیکھا اور مردوں نے عورتوں کو عریاں دیکھا کیا کبھی اس وقت بھی کسی صاحب کشف نے اس کی فریاد و شکایت سنی اگر کبھی ایسا ہوا ہوتا تو اس کا ذکر ضرور ملتا مگر یہ سب خرافات و اکاذیب جماعت تبلیغ کے حصے میں آئی ہیں قریش مکہ کا فرد مشرک ضرور تھے مگر پاگل و جنون نہیں تھے کہ پھروں کے بولنے کی بڑی بھی ہانتے۔

کعبہ کا طواف کیا بلیک کا جواب نہیں سناتو بلیک کا کیا فائدہ مویٰ علیہ السلام کو صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہوئے آسمان سے آواز آئی (بلیک عبدی اُنا معک) یہن کرمویٰ علیہ السلام بجدہ میں گر گئے

ضعیفہ کون ہیں جن کی زیارت کو کعبہ چل کر گیا ہے حکم ہوا جنگل میں ایک ضعیفہ ہیں خوجہ روانہ ہوئے تا کہ اس ضعیفہ کی زیارت کا شرف حاصل کریں جب جنگل میں پہنچے تو حضرت بی بی رابعہ بصری موجود ہیں اور کعبہ ان کے ارد گرد طواف کر رہا ہے حضرت ابراہیم کو غیرت آئی اور بی بی رابعہ کو پکار کر فرمایا کہ تم نے یہ کیا شورڈ الا ہوا ہے رابعہ بصری نے جواب دیا کہ یہ شور میں نہیں تم نے جہاں میں شور برپا کیا ہوا ہے کہ چلتے چلتے چودہ برس میں کعبہ تک پہنچ پھر بھی اسے دیکھنے کی آرزو پوری نہ ہوئی جب ابراہیم نے یہ ساتو فرمایا اے رابعہ تمہیں کعبہ کی آرزو تھی تو وہ تمہارے پاس موجود ہو گیا اور تمیں خانہ کعبہ والے کی آرزو تھی وہاں سے چھپ گیا۔ (انیس الارواح ملفوظات خوجہ ہارونی ص ۳۳-۳۵)۔

بہت الحرام کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا اس کا وہاں موجود نہ ہونا کسی ولی و بزرگ کی قدم بوسی کے لئے خود اس کے پاس جانا فقہ حنفی کی مشہور کتاب (فتاویٰ شامی- حاشیہ رد المحتار ج ۱ ص ۱۲۹۰ اور ج ۲ ص ۸۲۸) میں ممکن لکھا ہے یعنی ہونا ممکن و جائز ہے لہذا اگر کبھی کعبہ اپنی جگہ پر نہ ملے کسی کی زیارت کے لئے گیا ہو تو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے یہ ہے بدعتی عقیدہ و بدعتی مذہب اس مذہب والے اپنے آپ کو سنی کہلاتے ہیں کہاں سُنْت اور کہاں یہ بدعتی مذہب و بدعتی عقائد۔

کعبہ شریف کے پھر بول پڑے

بھی کچھ زیادہ کیونکہ وہ کافروں کی تلوار سے شہید ہوئے اور میں عشق مولیٰ کی تلوار سے (فضائل حج فصل ۱۰ احتجاج والوں کے قصے، حصہ ۲)

خود کشی کرنے والے اس ملحد جس نے نہ احرام باندھا بلکہ نگارہ نہ لبیک کہا اور حرام موت مرایہ کفر والحاد کی بڑھائی کی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کا یہ لوگ طواف کرتے تو بیت اللہ سے بے نیاز ہو جاتے اور دعویٰ کیا کہ اس کو شہداء بدر سے بھی اونچا درجہ ملا ہے اس قسم کی بکواس وہی شخص کر سکتا ہے جو عقل سے فارغ ہو کر پا گل و دیوانہ ہو چکا ہو کہاں رسول ﷺ کے ساتھ صحابہؓ کا جہاد اور وہ بھی غزوہ بدر اور کہاں حرام موت مرنے والا یہ صوفی ملحد ممکن ہے اس حرام موت مرنے والے صوفی کی شکل میں آ کر شیطان نے اس خواب دیکھنے والے کو گمراہ کیا ہوا اور یہ سب بکواس اس نے کی ہو۔

مسجدوں کے بجائے قبروں اور مزاروں پر چلے

تبیغی جماعت کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مسجدوں میں چلے کھینچتی ہے لیکن مسجدوں کے چلے اتنے بارکت نہیں جتنا کہ قبروں اور مزاروں کے چلے با برکت ہیں اس کے ثبوت کے لئے یہ حکایت پیش خدمت ہے۔

حاتم اصم بن جو مشہور صوفیاء میں سے ہیں کہتے ہیں کہ تیس برس تک ایک قبر میں انھوں نے یہ چلے کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی، جب حضور اقدسؐ کی قبر اٹھر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا تھا کہ اے اللہ ہم لوگ تیرے نبیؐ کی

(فضائل حج فصل ۵) شیخ المشائخ قطب دورالشیلی قدس سرہ کے ایک مرید حج کر کے آئے انہوں نے ان سے پوچھا اللہ جل شانہ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا عرض کیا نہیں تو فرمایا پھر لبیک کا کیا کہنا (فضائل حج فصل ۲ ذکر فوائد ۲۵)۔ اس حکایت کا مطلب یہ ہے کہ ہر صوفی و تبلیغی کو کعبہ کے طواف کے وقت لبیک کا جواب سنائی دیتا ہے کیونکہ اگر ان کو جواب سنائی نہ دیتا تو کوئی تبلیغی حج و عمرہ کو نہ جاتا۔

لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ پاک کی ذات کا طواف کرتے تو کعبہ سے بے نیاز ہو جاتے مالک بن دینار فرماتے ہیں ایک شخص جس کے پاس کوئی تو شہ اور پانی نہیں تھا انہیں اس نے احرام باندھا نگارہ کہ دنیا کے کرتے سے نگارہ نہ اچھا ہے نہ لبیک کہا کہ کہیں لا لبیک کا جواب نہ ملے منی میں یہ شعر پڑھا لوگ اپنے بدن سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی ذات کا طواف کریں تو حرم سے بے نیاز ہو جائیں پھر کہا میرے پاس کوئی چیز قربانی کے لئے نہیں سوائے میرے..... پھر چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر گیا اس کے بعد غیب سے آواز آئی کہ یہ اللہ کا دوست ہے خدا کا قتیل ہے مالک بن دینار نے اس رات خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہنے لگا جو شہداء بدر کے ساتھ ہوا بلکہ اس سے

الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب فرماتے ہیں : کہ ہم لوگ اسی زمانے میں ان سے ابتدائی فارسی پڑھتے تھے، ان دونوں ان کا وستور تھا کہ شاہ عبدالقدوس کے روپہ کے پیچھے ایک بوریہ پر بالکل خاموش دوزانو بیٹھے رہتے تھے، ہم لوگ حاضر ہوتے اور کتاب ان کے سامنے رکھ کر انگلی کے اشارے سے سبق کی جگہ ان کو بتا کر سبق شروع کر دیتے تھے اور فارسی شعر پڑھتے تھے اور ترجمہ کرتے تھے، جہاں ہم نے غلط پڑھا انگلی کے اشارے سے انہوں نے کتاب بند کر دی اور سبق ختم اس کا مطلب یہ ہے کہ دوبارہ مطالعہ دیکھ کر لاؤ (مولانا الیاس کی دینی دعوت ص ۵۸)۔ یہ ہیں عبدالقدوس صاحب گنگوہی جن کی قبر پر مولانا الیاس دوزانومراقبے میں بیٹھے، عقیدہ وحدۃ الوجود کے قائل وداعی تھے۔

سید ابوالحسن ندوی فرماتے ہیں : اس صدی میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی ۹۲۳ھ کا آفتاب ارشاد نصف النہار پر پہونچا اور ان سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کو نئی تاریخ اور طاقت حاصل ہوئی، وہ وحدت الوجود کے اسرار بر ملازبان سے کہتے اور اس کے داعی تھے (تاریخ دعوت و عزیمت ص ۳۷-۳۸)۔ سوال یہ ہے کہ جماعت تبلیغ کے بنی عبدالقدوس گنگوہی جیسے ملدو بے دین شخص کی قبر پر مراقبہ کر کے کیا فیض لینا چاہتے تھے اور پھر ان کا سارا دون خاموش رہنا حتیٰ کہ طلباء کے درس کے وقت بھی بات نہ کرنا صرف اشارے سے سبق شروع کرانا اور اشارے سے بند کر دینا، وہ ان باتوں میں کس کی سفت پر عمل کر رہے تھے۔

قبر کی زیارت کو حاضر ہوئے ہیں تو ہمیں نامرادواپس نہ کیجھیو، غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے نبی گی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی ہے کہ اس کو قبول فرمائیں جاؤ، ہم نے تمہارے اور تمہارے ساتھ جتنے حاضر ہیں سب کی مغفرت کر دی (فضائل حج، فصل زائرین کے واقعات، واقعہ ۲)۔

اس حکایت سے ظاہر ہے کہ تبلیغ جماعت صرف مسجدوں کے چلوں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ قبروں، مزاروں اور قبوں کے چلوں کی اہمیت پر بھی یقین رکھتی ہے بلکہ ایک لحاظ سے مسجدوں کے چلوں سے قبروں کے چلے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں، کیونکہ مسجدوں کے چلوں سے صرف چلے کھنچنے والے کی مغفرت کی امید ہے اور قبروں و مزاروں کے چلوں سے سب حاضرین کی بخشش کرامی جاسکتی ہے، جیسا کہ مذکورہ حکایت سے ظاہر ہے جماعت تبلیغ لاکھ انکار کرے کہ قبروں و مزاروں کی مجاورت اور چلوں کو ہم جائز نہیں کہتے، لیکن ہمارے پاس اس کا پاک ثبوت موجود ہے جماعت تبلیغ کے بنی محمد الیاس صاحب نے ایسے شخص کی قبر پر مجاورت کی اور چلے کاٹے جو کفر والحاد کے عقیدے وحدت الوجود میں غرق تھا یعنی عبدالقدوس صاحب گنگوہی۔

سید ابوالحسن ندوی فرماتے ہیں : گنگوہ کے قیام کے دوران میں نے مولانا رشید احمد صاحب کی وفات کے بعد دیکھا کہ (مولانا الیاس پر) زیادہ سکوت اور مراقبہ طاری رہتا تھا شاید سارے دن میں کوئی ایک بات کرتے ہوں، شیخ

سے علم کے حصول کے وہ قائل نہیں جیسے دنیا میں انبیاء اور رسولوں کا کوئی استاد نہیں اسی طرح صوفیاء کے علم کا بھی دنیاوی کوئی استاد نہیں ہے۔ اس لئے صوفیاء کے اقوال میں سے کوئی قول قرآن و سنت سے مکرا تابھی ہوتا صوفیاء اس کو غلط تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے علم لدنی کے حصول کا ذریعہ ریاضت و مجاہدہ ہوتے ہیں، اسی وجہ سے جماعت تبلیغ مساجد کے ائمہ، مدارس کے معلم اور طلباً و طالبات پر زور دیتے ہیں کہ وہ چلوں کے لئے ان مدارس و مرکز تعلیم کو چھوڑ کر خروج کریں، مدارس و مرکز تعلیم میں بیٹھ کر کام کرنے والے اساتذہ و طلباً دین کا کوئی کام نہیں کر رہے ہیں، دین کا کام چلے کھینچنے میں ہے ان چلوں میں خروج سے وہ علم حاصل ہوتا ہے جو تعلیم و تعلم سے ممکن نہیں ہے اسی وجہ سے وہ مراقبہ کرنے والے صوفی محدث عبد الرزاق کی احادیث کی تعلیم کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ گھنٹوں پر سر کھڑک روچی الہی سے علم حاصل کرتا رہا صوفیاء کے مشہور بزرگ بایزید بسطامی کا مشہور قول ہے: ”تم نے مردوں سے علم حاصل کیا اور ہم نے ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات سے علم حاصل کیا۔“

بایزید نے کہا تم نے یہ علم شریعت مردوں سے حاصل کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اس ذات سے برادر است حاصل کیا ہے جو ہمیشہ رہنے والی ذات ہے اس کو بھی بھی موت نہیں آئے گی۔ ہم کہتے ہیں ہمارے دل نے ہم کو حدیث بیان کی ہمارے رب سے، اور تم کہتے ہو ہم کو حدیث بیان کی فلاں نے، جب تم سے

صوفیوں کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرنے کا دعویٰ

ابوال میں سے ایک شخص نے حضرت سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا کوئی ولی بھی دیکھا؟ فرمائے گئے ہاں دیکھا ہے۔ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حاضر تھا میں نے امام عبد الرزاق محدث گو دیکھا کہ وہ احادیث سنار ہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنے پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے، میں نے اس جوان سے کہا تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور اقدس ﷺ کی حدیثیں سن رہا ہے تم ان کی ساتھ شریک نہیں ہوتے، اس جوان نے نہ تو سراٹھایا اور نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا کہ اس جگہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے حضرت نے فرمایا : اگر تمہارا کہنا حق ہے تو تما میں کون ہوں؟ اس نے اپنا سراٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ حضرت ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں : اس سے میں نے جانا کہ اللہ جل شانہ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جنکے علم مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا۔ (فضائل حج فضل وزائرین کے واقعات واقعہ ۹)۔

اس واقعہ سے واضح ہے کہ صوفیاء علم لدنی کے قائل ہیں، تعلیم و تعلم اور کتابوں

واسطہ نہیں اس لئے ان کے جھوٹ کو پکڑنے کے لئے بانی جماعت کا بیان حفظ کر لیجئے۔ ایک بار فرمایا حضرت تھانویؒ نے بہت بڑا کام کیا ہے جس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی (ملفوظات مولانا الیاس ملفوظ ۵۶) تذکرۃ الحلیل ص ۲۹-۳۰ میں شاہ بھیک نام کے فقیر کا تذکرہ ہے اس نے اپنے پیر کی بے انتہا خدمت کی تھی اس لئے پیر نے اس کو اپنی چھاتی سے لگایا اور روحانی نعمت جو پکھد دینی تھی وہ عطا کر دی ادھر سینے سے سینہ لگا اور ادھر ولایت و معرفت الہیہ نصیب ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ کو جریل کا سینے سے لگانا صحیح بخاری میں مذکور ہے لیکن وہاں جریل نے کہا (اقرأ) پڑھو آپ نے فرمایا میں پڑھا ہو انہیں ہوں، پھر جریل نے آپ کو پڑھایا اور کہا (اقرأ باسم ربک الذي خلق) اس حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ کو جریل کے پڑھانے سے علم آیا اور سورہ القیامت ﴿ لا تحرک به لسانك لتعجل به . ان علينا جمعه و قرآنہ . فادا فرانہ فاتیع قرآنہ ﴾ یعنی جریل کے پڑھنے کے وقت آپ جلدی نہ کریں ان کے ساتھ ساتھ نہ پڑھیں بلکہ جب وہ پڑھ کر ختم کریں تو آپ پڑھیں اس آیت میں بھی رسول ﷺ کے علم کو جریل کی تعلیم سے حاصل کردہ بتایا گیا ہے لیکن صوفیاء اپنا علم پڑھنے پڑھانے سے نہیں سینے کو سینے سے لگانے سے منتقل کرتے ہیں، علم کی منتقلی کا یہ ذریعہ انسانوں میں معروف نہیں ہے ہاں شیاطین کا

دریافت کیا جاتا ہے کہ وہ فلاں کہاں ہے تو تم کہتے ہو وہ مر گیا، اس کو کس نے حدیث بیان کی اور وہ کہاں ہے؟ تو تم کہتے ہو وہ بھی مر گیا۔ (الفکر الصوفی ص ۹۹، الفتوحات المکیہ باب ۵۷ شرکیہ اعمال ص ۲۹)۔ دیوبندی و تبلیغی جماعت کہتی رہتی ہے کہ ہمارے علماء و شیوخ کا صوفیاء کے ان اقوال سے کوئی تعلق نہیں ہماری خالص مذہبی جماعت ہے یہ بات کوئی تبلیغی کہہ یا دیوبندی اس کو سچ نہیں سمجھ لینا چاہیے تبلیغی جماعت نے اپنے عمل سے اپنے پکے صوفی ہونے کا ثبوت دے دیا ہے یہ جماعت کسی تعلیمی ادارے و مرکز سے تعلق نہیں رکھتی، پڑھنا پڑھانا ان کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہے اس کی شہادتیں پہلے بھی گزر چکی ہیں آئندہ بھی آئیں گی۔

کتابوں میں کیا رکھا ہے کچھ سینے سے عطا فرمائیے اشرف علی صاحب تھانوی (حکیم الامت) (قصص الا کابر ص ۱۷) میں فرماتے ہیں : ایک بار حضرت حاجی صاحب مجھے اپنا کتب خانہ دینے لگے میں نے کہا کتابیں اپنے پاس رکھیے کتابوں میں کیا رکھا ہے کچھ سینے سے عطا فرمائیے یہ سن کر حضرت خوشی کے مارے کھل گئے اور فرمایا : ”ہاں بھائی ہاں سچ تو یہ ہے کہ کتابوں میں کیا رکھا ہے؟“ (صد کتاب و صدور ق در نارکن سینہ را از نور حق گلزار کن) یعنی کتابوں کو آگ میں جلا دیجئے سینے کو حق کے نور سے روشن کیجئے دیکھئے کہیں تبلیغی جماعت یہ نہ کہہ دے کہ اشرف علی صاحب سے ہمارا کوئی

تعالیٰ کی طرف سے ملائکا اور پھر یہ کہ آسمان سے اترنے والا خط کس زبان میں تھا اور اس کو لکھا کس نے تھا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا یہ اللہ تعالیٰ نے الافرما یا اور جبرئیل نے اس کو قلم بند کیا۔ (قاتلہم اللہ انی یؤفکون)

صوفیوں کی طرف سے لوگوں کو جنت کے پروانے اور اللہ

تعالیٰ کی طرف سے ان کی تائید

مالک بن دینار نے ایک نوجوان کو ایک لاکھ درہم کے عوض جنت میں ایک محل ملنے کا اقرار نامہ لکھ کر دیا وہ نوجوان چالیس روز بعد مر گیا اس کی وصیت کے مطابق وہ اقرار نامہ اس کے کفن میں رکھ دیا گیا اگلے روز اقرار نامہ مالک کے سامنے پڑا تھا جس کی پشت پر لکھا تھا یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے مالک بن دینار کی برآت ہے جس مکان کا تم نے اس نوجوان سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے اس کو دے دیا ہے اور اس سے ستر گناہ زیادہ دے دیا۔ (فضائل صدقات فصل ۷ شخص واقعہ ۵)۔

یہ ہیں صوفیوں کی مجنونانہ اور احتمانانہ باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صوفی، لوگوں کو جنت کا پروانہ دے رہا ہے ایسی بات کوئی احمق ہی کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر اسکا یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پروانے یافتہ کو میرا لکھا دیکر اس کی اطلاع بھی مجھ تک پہنچا دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کو بعض اعمال پر جنت

یہ طریقہ تعلیم ہوتا ممکن ہے صوفیاء کی وجہ بھی شیطانی ہوتی ہے اس وجہ پر ان کے علم و دین و مذہب کا دار و مدار ہے ﴿وَان الشَّيَاطِينَ لِيُوْحُونُ إِلَىٰ أُولَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ﴾ (الانعام : ۱۲۱) بیشک شیاطین اپنے اولیاء کی طرف وجہ کرتے ہیں تاکہ وہ تمہارے ساتھ جگڑا کریں اگر تم نے ان کی بات مان لی تو مشرک ہو جاؤ گے۔

اللہ کی طرف سے حاجی کو خط، تیرے اگلے پچھلے سب گناہ

معاف کر دیئے گئے

ذوالنون مصری فرماتے ہیں: ”میں نے نوجوان کو دیکھا کہ دادم رکوع و سجود کر رہا ہے میں نے پوچھا کہ بڑی کثرت سے نمازیں پڑھ رہے ہو وہ کہنے لگا کہ واپسی کی اجازت مانگ رہا ہوں اتنے میں ایک کاغذ کا پرچہ اوپر سے گرا اس میں لکھا ہوا تھا یہ اللہ جل شانہ کی طرف سے اپنے سچے شکرگزار بندے کی طرف ہے کہ تو واپس چلا جا اللہ تعالیٰ نے تیرے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے“ (فضائل حج فصل ۰ اللہ والوں کے قصے، قصہ ۱۵)۔

پوری دنیا میں دین پہنچانے کی علمبردار جماعت تبلیغ اس قسم کی کہانیوں کو دین سمجھ کر دنیا نے عالم تک ان کی نشر و اشاعت کرتی پھر رہی ہے کیا یہی دین ہے جو محمد ﷺ نے تھے کیا ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو بھی کوئی خط اللہ

۲۶۰ میں ولی کے لئے طلبی الارض۔ (زمین کے سمت جانے) کو امام زعفرانی کے قول میں جہالت اور ابن مقاتل و محمد بن یوسف کے قول میں کفر کہا ہے یعنی جو شخص یہ کہے کہ ولی کے لئے زمین سمت جاتی ہے وہ بعض حنفی علماء کے نزدیک جاہل اور بعض کے نزدیک کافر ہے۔

حضریاں نج نماز کہاں پڑھتے ہیں

ایک بزرگ کو خضر نے بتایا میں صبح کی نماز مکہ میں پڑھتا ہوں عصر کی نماز بیت المقدس میں اور عشاء کی سد سکندری پر (فضائل حج فصل ۱۰، اللہ والوں کے قصے، قصہ ۶۲).

یہ حکایت بھی مسئلہ طی الارض سے تعلق رکھتی ہے اس قسم کا طی الارض بطور مجوزہ ہمارے نبی کو نہیں ملا دوسروں کو اس کا حاصل ہونا کہاں ممکن ہے، اس لیے یہ بھی صوفی کا سفید جھوٹ ہے۔ اس صوفی نے یہ نہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خضر اسی طرح مکہ و مدینہ آیا کرتے تھے یا نہیں اگر آیا کرتے تھے تو مکہ و مدینہ میں انہوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کیوں نہیں کی اور آپ ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان کیوں نہیں ہوئے جو شخص رسول ﷺ کی زندگی میں زندہ تھا اور وہ آپ ﷺ تک پہنچ بھی سکتا تھا پھر بھی وہ آکر مسلمان نہیں ہوا وہ کافر ہے۔ ان صوفیوں کو شرم نہیں آتی یہ خضر کو زندہ مان کر ان کے کافر ہونے کے درپے کیوں ہیں۔ ان لوگوں نے شیطان کو خضر مان رکھا ہے کیونکہ وہ مخلوق جوانسانی آنکھ سے

کی پیشگوییاں کیا کرتے تھے مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف اللہ کی طرف سے لکھا ہوا خط آیا ہو کہ ہم نے تمہارے فلاں امتی کو یہ چیز دے دی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کسی امتی کو کوئی لیر بھی نہیں بنایا ہے مگر اس صوفی محدث کی ڈھنائی دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھئے بغیر اس کی جنت کو تقسیم کرتا پھرتا ہے اس لئے یہ بات لقینی ہے کہ یہ امقوں کی جنت ہو گی وہ جس کو چاہیں دیں کسی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

ستائیں سو ۲۷۰۰ میل سے صحیح کی نماز مکہ میں

ایک شخص جس کا نام مالک بن قاسم جیلی تھا ستائیں سو میل سے مکہ میں صبح کی نماز پڑھنے آگئے خود ہفتہ سے کچھ نہ کھایا تھا والدہ کو کھلا کر آئے تھے ابھی ہاتھوں سے گوشت کی خوبیوں آرہی تھی بعض بزرگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے کعبہ شریف کے گرد فرشتوں اور انبیاء کو بھی دیکھا ہے۔ (فضائل حج فصل ۱۰، اللہ والوں کے نصیحت، قصہ ۱۶)

یہ تھے بھی بھوٹ و مکرو خدای کے قسم سے ہے کیونکہ جو چیز بطور مجھزہ رسول اللہ ﷺ کو عطا نہ ہوئی وہ بطور کرامت ایک امتی کو کیسے نصیب ہو سکتی ہے رسول اللہ ﷺ مدنیہ سے مکہ تک کا سفر کئی دن میں طے کر کے وہاں پہنچ پاتے تھے اور یہ صوفی اس سے کئی سو گنازیادہ سفر منشوں سکینڈوں میں کیسے طے کر لیتے ہیں جنپی نقہ کی کتاب درمختار ج ۲ ص ۵۲۹ اور اس کے حاشیہ ردا الحکار المعروف فتاویٰ شامی ج ۲ ص

وَلَا يُوْمَنْ بِإِلَّا دَخَلَ النَّارَ فَجَعَلَتْ أَقْوَلَ اِنْ تَصْدِيقَهَا فِي
كِتَابِ اللَّهِ حَتَّى وَجَدَتْ هَذَا الْأَيْةَ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ
فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ. (هُودٌ : ۷۱) قَالَ : الْأَحْزَابُ الْمُمْلَلُ . رَوَاهُ الْحَامِنُ
الْمُسْتَدِرُ كِبْرِيَّ جِنْ ۲۲ صِ ۳۲۲)۔

ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت سے جس شخص نے بھی
میری رسالت و نبوت کے بارے میں سن اور اسی طرح یہودی اور نصرانی نے بھی
پھر وہ میرے اوپر ایمان نہیں لایا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ابن عباس فرماتے ہیں : رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق میں نے
قرآن میں علاش کی تو مجھے سورہ ھود کی یہ آیت ملی سابقہ امتوں میں سے جس شخص
نے بھی اس دین کے ساتھ کفر کیا وہ اس پر اور اس کے نبی پر ایمان نہیں لایا اس
کے لئے جہنم واجب ہوگی۔

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں
زندہ تھا اس نے آپ کی نبوت کے بارے میں سن پھر بھی وہ آکر آپ کے ہاتھ
پر مسلمان نہ ہوا وہ کافر ہے اس لئے خضر اگر زندہ ہوتے تو آکر آپ ﷺ کے
ہاتھ پر ضرور بیعت کرتے۔

جب تک عشق پیدا نہ ہو اس وقت تک ان واقعات پر

او جھل ہے وہ جن ہے، جن کا معنی ہے آنکھوں سے او جھل مخلوق۔ خضر علیہ السلام
انسان تھے اگر وہ زندہ ہیں تو لوگوں کی آنکھوں سے او جھل کیوں ہیں، اگر وہ صح
کی نماز کہہ میں پڑھتے ہیں تو پھر وہ عام مسلمانوں کو نظر کیوں نہیں آتے، اگر وہ
واقعی بیت اللہ میں موجود ہوتے ہیں اور نظر بھی نہیں آتے تو وہ یقیناً انسان نہیں
دوسری مخلوق ہیں، لہذا وہ خضر شیطان ہو سکتا ہے، وہ خضر نہیں جو مویٰ علیہ السلام
کے ساتھ ہم سفر تھا جن کا ذکر سورہ کہف میں آیا ہے۔

اگر خضر علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی زندہ تھے تو آج وہ صحیح مسلم
کی حدیث کی رو سے زندہ نہیں ہیں۔

(أَنْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لِيلَةَ ،
صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاةِهِ ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ : أَرَأَيْتَكُمْ لِيَلَتَكُمْ
هَذِهِ ؟ فَانْ عَلَى رَاسِ مَائِةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَقِنُ مَنْ هُوَ عَلَى ظَهَرِ
الْأَرْضِ أَحَدٌ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ حَدِيثُ ۲۵۳۷) جابر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم
کو عشاء کی نماز پڑھائی پھر کھڑے ہو کر فرمایا اس رات میں جو شخص زندہ ہے وہ
آج سے سو سال بعد زندہ نہیں رہے گا۔ ائمہ اہل حدیث نے اس حدیث سے خضر
کے زندہ نہ ہونے پر استدلال کیا ہے اور یہ حدیث بھی خضر کے زندہ نہ ہونے
پر دلیل ہے۔ (عن ابن عباس رضى الله عنهمما قال قال رسول الله
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْمَعُ بِي مِنْ هَذِهِ الْأَمَةِ وَلَا يَهُودِيٌّ وَلَا نَصَارَانِيٌّ

بالکل کام کرنا چھوڑ دے۔ واہ رے واہ !! یہ بھی عجیب دین ہے جس پر عمل، عقل و ہوش کے وقت ممکن نہ ہو جب نہ رہے تو اس پر عمل شروع ہوا یادِ دین واقعی احمدقوں کا دین ہے محمد رسول اللہ ﷺ والا دین نہیں۔ اور صوفیاء کا لفظ عشق بھی قابل غور ہے یہ لفظ عربی زبان میں اچھے معنی میں استعمال نہیں ہوتا، اس لئے یہ کوئی نہیں کہتا کہ میں نے اپنی ماں سے عشق کیا، اپنی بیٹی سے عشق کیا، اپنی بہن سے عشق کیا، اور یہ کہا جاتا ہے میں اپنی ماں سے محبت کرتا ہوں، بیٹی سے اور بہن سے محبت کرتا ہوں۔ لفظ عشق ایسی محبت میں استعمال ہوتا ہے جو ناجائز ہو اس لئے اس لفظ کا استعمال وہ لوگ کرتے ہیں جو کسی سے ناجائز محبت کرتے ہوں۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول سے عشق نہیں محبت کا حکم ہے، ان ظالم و جاہل صوفیوں نے انسانی و اخلاقی اقدار کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنا معموق بناداً اللامحمد رسول اللہ ﷺ سے عشق کی رٹ لگانے لگے، اور اگر صوفیاء سمجھتے ہیں کہ لفظ عشق اور محبت میں کوئی فرق نہیں تو پھر اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے بھی عشق کرنے کا اعلان کریں امید ہے جماعت تبلیغ جلد سے جلد اس پر عمل شروع کر دے گی صوفی زکریا صاحب نے اس مقام پر جو اشعار لکھے ہیں وہ نہایت بیہودہ اور غیر اخلاقی اشعار، واقعہ ۷۰)۔

یہ ان اشعار کا اطلاق ان استادوں پر ہوتا ہے جو طلباء و طالبات پر غلط نظر رکھتے ہیں، جن طلباء طالبات کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی تمنا کیں اپنے دلوں میں وقت ممکن ہے جس وقت انسان مکمل طور پر پاگل اور دیوانہ ہو جائے اس کی عقل

اعتراض نہیں کرنا چاہیے

صوفیوں کی ان بے اصل اور احقانہ حکایتوں کے بارے میں ان کو بھی یقین ہے کہ یہ ممحکہ خیز ہیں اور کسی بھی ذی عقل و باشعور آدمی کے لئے ان کو تسلیم کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے صوفی زکریا صاحب فرماتے ہیں ان واقعات میں تین امر قابل لحاظ ہیں اول یہ کہ یہ احوال و واقعات جو گذرے ہیں وہ عشق و محبت پر مبنی ہیں اور عشق کے قوانین عام قوانین سے بالاتر ہیں ۔

مکتب عشق کے اندازے اے دیکھے

اس کوچھی نہیں بلی جس نے سبق یاد کیا۔

عبدت ہے جتو بمحبت کے کنارے کی

بس اس میں ڈدب ہی جانا ہے اے دل پار ہو جانا۔

لہذا ان واقعات کو اسی عینک سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس رنگ میں رنگ جانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن جب تک عشق پیدا نہ ہو اس وقت تک نہ تو ان واقعات سے استدلال کرنا چاہیے اور نہ ان پر اعتراض کرنا چاہیے اسلئے کہ وہ عشق سے صادر ہوتے ہیں اخ (فضائل حج فصل ۱۰ حکایات و واقعات، واقعہ ۷۰)۔

اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان واقعات کی تصدیق اس وقت ممکن ہے جس وقت انسان مکمل طور پر پاگل اور دیوانہ ہو جائے اس کی عقل

آسمان میں موجود ہے تو کافر ہو جائے گا اور اس سے اگر اس کی نیت کچھ نہیں تھی تو بھی کافر ہو گیا اور اگر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے بیٹھایا کھڑا ہے یا اللہ تعالیٰ کے لئے اوپر یا نیچے کی سمت بیان کرے یعنی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے یا نیچے تو کافر ہو جائے گا اور اگر کہتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے نیچے کی طرف دیکھتا ہے یا کہتا ہے عرش سے دیکھتا ہے تو کافر ہو جائے گا، (فتاویٰ عالمگیری عربی ج ص ۲۵۹) ائمہ اہل سنت (جن میں امام ابوحنیفہ بھی ہیں) کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے وہ ہر جگہ پر نہیں ہے اس کا علم ہر جگہ کو محیط ہے علم کے لحاظ سے کوئی چیز اس سے دور نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (الرحمن علی العرش استوی) (ط : ۵) وہ بڑی رحمت والا ہے عرش پر قائم ہے۔ (ترجمہ اشرف علی صاحب تھانوی) اور عرش بالاتفاق علماء ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور ایک حدیث میں ہے جس کو بخاری نے روایت کیا ہے لما قصی اللہ الخلق کتب فی کتاب فهو عنده فوق العرش ان رحمتی سبقت غضبی (صحیح البخاری حدیث ۷۳۵۳) اس حدیث میں ہے کہ لوح تحفظ اللہ تعالیٰ کے پاس آسمان کے اوپر عرش پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ہر جگہ پر اس کا علم ہے اس کی ذات نہیں قرآن کریم کی بعض آیات جن میں انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ذکر آیا ہے اس معیت سے مراد اس کا علم ہے اس کی ذات نہیں اور

رکھتے ہیں اس لئے وہ ان طلباء و طالبات کو سبق یاد ہونے کے باوجود اپنے پاس روک کر رکھتے ہیں جو نہایت بے ہودہ اور خبیث حرکت ہے اس قسم کے اشعار کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کے معنی میں استعمال کیا جائے، ناجائز ہے۔ حق فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ﴿أَمْ تَأْمِرُهُمْ أَحْلَامَهُمْ بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ﴾ (طور : ۳۲) کیا ان کی عقلیں ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ کہ یہ شریروگ ہیں ترجمہ اشرف علی صاحب تھانوی.

اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے ہر جگہ پر نہیں

صوفی زکریا صاحب (فضائل حج فصل ۱۰، اللہ والوں کے قصے، قصہ ۳) میں فرماتے ہیں : حضرت ابو عبید خواص ممتاز بزرگوں میں سے ہیں ان کے متعلق مشہور ہے کہ ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اٹھایا، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ”مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے بڑے محسن کی طرف اس سیاہ منہ کو اٹھاؤں“، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عبید خواص طریقہ سلف پر تھوڑہ اللہ تعالیٰ کو آسمان پر مانتے تھے ہر جگہ نہیں اور حنفیہ دیوبندی و تبلیغی جماعت اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ پر مانتے ہیں صرف آسمان پر نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری (جس کو پانچ سو علماء حنفیہ سے بھی زیادہ علماء نے لکھا ہے) میں ہے اگر کسی نے کہا ”اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے تو اگر اس کا مقصد قرآن کریم میں موجود آیات کی خالی نقل ہے تو کافر نہیں اور اگر اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ

بدون اتصال اور کسی کیفیت کے، محض علم سے محيط ہے۔

حلول کا عقیدہ

ہمارے کلام میں دو لفظ زیادہ استعمال ہوئے ہیں حلول اور وحدۃ الوجود، ان دونوں کی تعریف معلوم ہو جائے تو بات کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی حلول کا معنی ہے اتنا، داخل ہونا۔ اصطلاح میں حلول کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا بندے کے اندر اتنا، داخل ہونا۔ صوفیاء میں کچھ لوگ حلول کے قائل ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اندر بستا اور رہتا ہے اللہ تعالیٰ بندے کے اندر ایسے گھل مل جاتا ہے جیسے دودھ کے ساتھ پانی یا جیسے شکر پانی میں گھل مل جاتی ہے۔ اس کی تفسیر میں صوفیاء کہتے ہیں انسان کے اندر جو روح ہے وہ اللہ تعالیٰ کی روح ہے اس روح کو وہ مخلوق نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے اس کی ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات غیر مخلوق ہیں اس لئے انسان کے اندر روح بھی ان کے نزدیک غیر مخلوق ہے اسی عقیدے کی بنیاد پر حسین بن حلاج نے خدا تعالیٰ کیا تھا۔

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں :
اگوں نے خدائی دعوے کئے ہیں مگر حسین بن منصور حلاج پر شبہ نہ کیا جائے کہ انھوں نے (انا الحق) میں خدائی کا دعویٰ کیا تھا کیونکہ ان پر ایک حالت طاری تھی ورنہ وہ عبدیت کے بھی قائل تھے چنانچہ وہ نماز بھی پڑھتے تھے کسی نے پوچھا کہ

آیت (وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ) (ق : ۱۶) میں قرب سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں، بلکہ اس کے علم کا قرب مراد ہے۔ اشرف علی صاحب تھانوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ”مطلوب یہ ہوا کہ ہم باعتبار علم کے اس کی روح اور نفس سے بھی زیادہ قریب ہیں“، اور ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے ”اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں یعنی ہمارے فرشتے“، اور بعض نے کہا ہے ہمارا علم ہے ان کی غرض یہ ہے کہ حلول و اتحاد نہ لازم آجائے جو بالا جماع رب کی مقدس ذات سے بعید ہے اور وہ اس سے بالکل پاک ہے اور صوفیاء اللہ تعالیٰ کو بذاته ہر جگہ مانتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ وحدت الوجود اور حلول کا ہے، جماعت تبلیغ اور دیوبندی مذہب صوفی مشرب رکھتا ہے اس لئے کہ ان کے یہاں اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ہر جگہ پر موجود ہے، اشرف علی صاحب تھانوی نے، جن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے جماعت تبلیغ بنائی گئی ہے قرآن کریم کی آیت ﴿فَإِنَّمَا تَوْلُوا فِيمْ وَجْهِ اللَّهِ﴾ (آل بقرة : ۱۱۵) کے حاشیہ میں لکھا ہے اس میں دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت کے ساتھ خاص نہیں ﴿أَنَّ اللَّهَ وَاسِعُ الْعِلْمِ﴾ (آل بقرة : ۱۱۵) کا ترجمہ انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے : ”اللہ تعالیٰ محيط ہیں کامل اعلم ہیں“، اور آیت والله محيط بالكافرین (بقرہ : ۱۹) کے حاشیہ میں اشرف علی صاحب نے لکھا ہے اس میں دلیل ہے قول صوفیاء کی کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو ذاتاً محيط ہے

وعقیدے سے کسی قسم کی کوئی بذعت لازم نہیں آتی، میں کہتا ہوں مانا یہ حلول نہیں مگر یہ وحدۃ الوجود ہے کیونکہ آئینہ سے باہر بیٹھا ہوا انسان اور آئینہ میں اس کی صورت دونوں ایک چیز ہیں آئینہ میں آنے والی تصویر یعنیہ اس انسان کا عکس ہے جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے لہذا اگر مخلوق میں خالق حلول کئے ہوئے نہیں تو مخلوق کامل اس کا عکس تو ہوا اور عکس و صاحب عکس ایک دوسرے کا غیر نہیں ہوتے لہذا اس ظہور و تجلی کے عقیدے میں خالق مخلوق ایک ہوئے العیاذ باللہ تعالیٰ بعض صوفیاء علانية طور پر وحدت الوجود یا حلول کے عقیدے کا اظہار نہیں کرتے وہ اپنے مذهب کاظہور کے نام سے تعبیر کر کے لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ تجلی و ظہور یعنیہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ہے اس بات کو سمجھنے لینے کے بعد اب اگر کسی کو تجلی و ظہور کے عقیدے کا حامل پاؤ تو سمجھنے کی مشکل نہیں ہوگی کہ یہ شخص وحدت الوجود کا قاتل ہے۔

دیوبندی و تبلیغی جماعت کے حکیم الامت نے ارواح ثلاشہ (حکایت ۲۱۵) میں طویل حکایت نقل فرمائی ہے اس میں انہوں نے اپنے ایک پیر بھائی صوفی دیوبندی کے بارے میں یہ باتیں نقل فرمائی ہیں۔ اس بزرگ کے بیٹے کا بیان ہے میرے والد کے اندر چشتیت بہت غالب تھی ان کی کیفیت یہ تھی جس جگہ یہ سنتے تھے کہ وہاں فلاں شے خوبصورت ہے تو سفر کر کے اسے دیکھنے جاتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ انہیں معلوم ہوا کہ جے پور میں ایک تصویر بہت خوبصورت ہے

جب تم خدا ہونماز کس کی پڑھتے ہو؟ جواب دیا کہ میری دوستیں ہیں ایک ظاہر، ایک باطن۔ میرا ظاہر میرے باطن کو سمجھتا ہے (الافتات الیومیہ ج ۱ ص ۲۵۱)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے یہ حلاج اپنے آپ کو باطن میں خدا مانتا تھا اور باطن سے مراد روح ہے یعنی وہ اس روح کو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق نہیں سمجھتا تھا بلکہ رب کی ذاتی روح سمجھتا تھا گویا یہ انسان اس عقیدے میں رب و عبد سے مرکب ہے یہی انسان رب بھی ہے اور عبد بھی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ظہور اور حلول میں فرق

دیوبندی و تبلیغی جماعت کے حکیم الامت نے حلاج اور اس کے پیر بھائیوں کی صفائی میں یہ اکشاف فرمایا ہے۔ الافتات الیومیہ کا جامع و مرتب لکھتا ہے ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ظہور و حلول میں کیا فرق ہے فرمایا جیسے صورت کا عکس کہ آئینہ میں اس کا ظہور ہے نہ کہ حلول یا ظل انسانی (انسان کا سایہ) کہ انسان کا ایک ظہور ہے انسان اس کے اندر حلول کئے ہوئے نہیں ہے صوفیاء کی ایسی مثالوں سے نادانوں کو شبہ حلول کا ہو جاتا ہے (ج ۱ ص ۷۲۵)۔

حکیم الامت صاحب نے اپنے اس بیان میں ان لوگوں کی طرف سے صفائی پیش کی ہے جو مخلوق کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا ظہور و تجلی مانتے ہیں حکیم الامت نے اپنے طب سے یہ نقطہ کشائی فرمائی ہے کہ یہ حلول نہیں ہے اس لئے اس قول

صاحب تھانوی نے ان کے نام پر مختلف کتابیں لکھی ہیں فتاویٰ امدادیہ امداد امتحاق، شامم امدادیہ وغیرہ۔ مولوی اشرف علی صاحب نے قصص الکابر ص ۱۰۲ میں اپنے اسی پیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حضرت حاجی صاحب پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے کسی خادم نے کہا آپ پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے فرمایا کوئی اپنے بادشاہ کے سامنے پاؤں بھی پھیلایا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ حاجی صاحب اپنے چاروں طرف رب کی ذات کو موجود مانتے تھے حالانکہ اس طرح رب تعالیٰ کو زمین پر بذاتہ مانا کہ اس کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہو، کفر ہے۔ امام طحاویؒ نے عقیدہ ائمہ اہل سنت میں کتاب تایف کی ہے اس کی شرح ایک حنفی عالم نے کی ہے یہ کتاب شرح عقیدہ طحاویہ کے نام سے مطبوع ہے اس کتاب کے ص ۲۸۸ میں ہے شیخ الاسلام ابو اسماعیل الانصاری نے ابو مطیع بلجی سے نقل کیا ہے انہوں نے امام ابوحنیفہؓ سے پوچھا ایک شخص کہتا ہے میں نہیں جانتا رب تعالیٰ زمین پر ہے یا آسمان میں ہے اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ امام صاحب نے فرمایا وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے (الرحمن علی العرش استوی) اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اللہ تعالیٰ کا عرش ساتویں آسمان کے اوپر ہے میں نے کہا اگر وہ یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر۔ امام صاحب نے فرمایا وہ بھی کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ علی علیین میں ہے۔ یہ ہے اللہ

پس وہ اسے دیکھنے کے لئے جے پور روانہ ہو گئے، جا کر اسے دیکھ آئے اس طرح ان کو معلوم ہوا کہ لکھنؤ سے بہت دور مقام پر کسی کے یہاں بانی حصار سے کوئی اونٹی آئی ہے جو بہت خوبصورت ہے یہ سن کر اس کو دیکھنے روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر اس اونٹی کو دیکھا اور اس کی گردان میں ہاتھ ڈال کر اس کا سر جھکایا اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ کہاں ظہور فرمایا ہے لکھنؤ کے اطراف میں ایک مقام پر ایک عالم رہتے تھے وہ ایک لڑکے پر عاشق تھے اس کو بہت محبت سے پڑھاتے تھے جب والد صاحب کو اس کے حسن کا قصہ معلوم ہوا تو وہ حسب عادت اسے دیکھنے چل دئے جس وقت والد پہنچے اس وقت لڑکا کوٹھری کے اندر تھا وہ عالم صاحب چارپائی سے کمر لگائے کوٹھری کی طرف پشت کئے ہوئے تھے والد صاحب اسباب رکھ کر اس عالم سے مصافحہ کرنے لگئے جب یہ سہ دری پر پہنچنے تو لڑکا ان کو دیکھ کر کوٹھری میں سے لکھا۔ والد صاحب نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے تھے کہ ان کی نظر لڑکے پر پڑ گئی اس عالم سے مصافحہ تورہ گیا۔ والد صاحب اس لڑکے کی طرف دیکھنے میں مستغرق ہو گئے..... الخ۔ یہ ہے دیوبندی تبلیغی علماء و شیوخ کا دین کہ ہر خوبصورت چیز میں ان کا رب بیٹھا ہوا ہے یہود نے صرف عزریکو اللہ کا بیٹا کہا وہ کافر ہوئے عیسائی قوم نے عیسیٰ کو رب والہ کہا وہ کافر ہوئے مگر اس امت کا صوفی ہر خوبصورت چیز میں رب مان کر بھی مسلمان ہے۔ دیوبندی شیوخ و علماء و اکابرین کا پیر حاجی امداد اللہ ہے اشرف علی

نہیں۔ ﴿اللَّهُ الْخَلْقُ وَالاَمْرُ بِارْكَ اللَّهُ رَبُّ
الْعَالَمِينَ﴾ (الاعراف : ۵۳) خبردار اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم چلانا
یہاں خدا کے دومد ہیں جو علیحدہ علیحدہ ہیں ایک خلق دوسرا امر دونوں میں کیا فرق
ہے اس کو سیاق آیات سے سمجھتے ہیں۔ پہلے فرمایا (ان ربکم الله الذى خلق
السموات والارض فى ستة ايام) خلق ہوا در میان میں (ثم استوى
على العرش) کا ذکر کیا جو شان حکمرانی کو ظاہر کرتا ہے فرمایا (يغشى الليل
النهار يطلبه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمره)
یعنی ان مخلوقات کو معین و محکم نظام پر چلاتے رہنا جسے تدبیر و تصریف کہہ سکتے
ہیں یہ امر ہوا ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الارضِ مُثَلِّهِنَّ
يَنْزَلُ لِأَمْرِنِّيهِنَّ﴾ (طلاق : ۱۲) گویا دنیا کی مثال ایک بڑے کارخانے
کی سمجھو جس میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہوں کوئی کپڑا بن رہی ہے کوئی آٹا پیس
رہی ہے کسی سے پچھے چل رہے ہیں (وغير ذلك) ہر ایک مشین میں بہت کل
پڑے ہیں جو مشین کی غرض و غایت کا لحاظ کر کے ایک معین اندازے سے مشین
فت ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں تب بھلی کے خزانے سے ہر مشین کی طرف جدا جدا
راتے سے کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے آن واحد میں ساکن و خاموش مشین اپنی اپنی
ساخت کے موافق گھونمنے اور کام کرنے لگ جاتی ہے بھلی ہر مشین اور ہر پڑہ کو
اس کی مخصوص ساخت اور غرض کے مطابق گھماتی ہے حتیٰ کہ جو قلیل و کثیر کہر باسیہ

تعالیٰ کے بارے میں ائمہ اہل سنت کا عقیدہ امام ابوحنیفہؓ کا عقیدہ بھی یہی ہے
امام صاحب نے اس شخص کو کافر کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ساتوں آسمانوں کے اوپر
عرش پر نہیں جانتا جلوں کے عقیدے میں انسانی روح کو رب تعالیٰ کی تجلی مانا جاتا
ہے جو غیر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ ہے۔ اس لئے اشرف علی
صاحب نے فرمایا (عذاب و ثواب اس جسم پر نہیں ہے اور روح اعظم پر بھی
نہیں) (امداد المشتاق ص ۹۷)۔ اس کی وضاحت حکیم الامت حنفیہ دیوبندیہ
تبليغیہ نے یہ فرمائی ہے کہ روح حق کی تجلی ہے اس لئے اس پر عذاب نہیں اور
اس جسم پر بھی عذاب نہ ہوگا بلکہ اس جسم پر ہوگا جو خواب میں نظر آتا ہے اور
فرماتے ہیں روح اعظم پر عذاب نہ ہوگا کیونکہ وہ تجلی ہے حق کی اور عذاب اس
روح پر ہوگا جو روح اعظم نہیں بلکہ ہر انسان میں جدا جدا ہے اس کی شان مثل
ملائکہ کے ہے کہ کائنات کے مربی و مرید ہیں امر و نہی کے وہ مخاطب نہیں اس
روح اعظم کا علم کشف سے ہوا ہے۔ روح حیوانی اس کے علاوہ ہے۔ (صوفیاء
کے یہاں روح مخلوق نہیں) اس کے بارے میں شبیر احمد عثمانی صاحب نے جو
دیوبندی و تبلیغی جماعت کے بڑے علماء میں سے ہیں؛ سورہ اسراء کی آیت
(۸۵) ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
وَمَا أُوْتِمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ کی شرح میں طویل بحث کی ہے اس بحث
میں شیخ موصوف نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ روح کا تعلق عالم اور عالم خلق

ممکن ہے جو ہر مجرد کے لباس میں یا ایک ملک اکبر اور روحِ عظم کی صورت میں ظہور کپڑے جسے ہم کہرا سئیہ رو جید کا خزانہ کہہ سکتے ہیں گویا یہیں سے روحِ حیات کی اہریں دنیا کی ذوی الارواح میں تقسیم کی جاتی ہے اور بے شمار تاروں کا کنشن یہیں ہوتا ہے اب جو کرنٹ چھوٹی بڑی بے شمار مشینوں کی طرف چھوڑا جاتا ہے وہ مشین سے اس کی بناؤٹ اور استعداد کے موافق کام لیتا اور اس کی ساخت کے مناسب حرکت دیتا ہے بلکہ جن یہیں اور قوموں میں یہ بھلی پہنچتی ہے ان ہی کے مناسب رنگ و ہیئت اختیار کر لیتی ہے رہایہ مسئلہ کہ روح جو ہر مجرد ہے جیسا کہ اکثر حکماء قدیم اور صوفیاء کا نہج ہے یا جسم نورانی لطیف جیسا کہ جمہور اہل حدیث وغیرہ کی رائے ہے اس میں میرے نزدیک قولِ فیصل وہی ہے جو بقیۃ السلف بحر العلوم سید انور شاہ صاحب نے فرمایا کہ بالفاظ عارف یہاں تین چیزیں ہیں اول وہ جواہر جن میں مادہ اور کمیت دونوں ہوں جیسے ہمارے ابدان مادیہ، دوم وہ جواہر جن میں مادہ نہیں صرف کمیت ہے جنیں صوفیاء اجسام مثالیہ کہتے ہیں سوم وہ جو مادہ اور کمیت دونوں سے خالی ہوں جن کو صوفیاء ارواح یا حکماء جواہر مجرد کے نام سے پکارتے ہیں جمہور اہل شرع جسے روح کہتے ہیں وہ صوفیاء کے نزدیک بدن مثالی سے موسم ہے جو بدن میں حلول کرتا ہے اور بدن مادی کی طرح آنکھناک ہاتھ وغیرہ اعضاء رکھتا ہے یہ روح کبھی بدن سے جدا ہو جاتی ہے اس جدائی کی حالت میں بھی ایک طرح کا

روشنی کے لیہیں اور قوموں میں پہنچتی ہے وہاں پہنچ کر ان ہی قوموں کی ہیئت اور رنگ اختیار کر لیتی ہے اس مثال میں یہ بات واضح ہو گئی کہ مشین کا ڈھانچہ تیار کرنا اسکے کل پرزوں کا ٹھیک اندازہ پر رکھنا پھر فٹ کرنا ایک سلسلہ کے کام ہیں جس کی تکمیل کے بعد مشین کو چالو کرنے کے لئے ایک دوسری چیز بھلی یا اسٹیم اس کے خزانہ سے لانے کی ضرورت ہے اسی طرح سمجھ لوحق تعالیٰ نے اول آسمان و زمین کی تمام مشینیں بنائیں جس کو خلق کہتے ہیں ہر چھوڑا بڑا پرزا ٹھیک اندازہ کے موافق تیار کیا جسے تقدیر کہتے ہیں۔ سب کل پرزوں کو ٹھیک جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جسے تصویر کہتے ہیں یہ سب افعالِ خلق کی مدد میں آتے ہیں اب ضرورت تھی کہ جس مشین کو جس کام میں لگانا ہے لگادیا جائے آخر مشین کو چالو کرنے کے لئے امرِ الہی کی بھلی چھوڑ دی گئی بہر حال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں امر کے معنی حکم کے ہیں اور وہ حکم یہی ہے جسے لفظ (کن) سے تعبیر کیا گیا ہے اور (کن) جس کلام سے ہے جو حق تعالیٰ کی صفتِ قدر یہ ہے جس طرح ہم اس کی تمام صفات مثلاً حیات و سمع و بصر وغیرہ کو بلا کیف تسلیم کرتے ہیں کلام و کلمۃ اللہ کے متعلق بھی یہی مسلک رکھنا چاہیے لہذا ثابت ہوا کہ روح کا مبدأ حق تعالیٰ کی صفت کلام ہے جو صفتِ علم کے ماتحت ہے شاید اس لئے (نُخْتَ فِيهِ مِنْ رُوحِي) میں اسے اپنی طرف منسوب کیا کلام اور امر کی نسبت متكلّم اور امر سے صادر و مصدور کی ہوتی ہے مخلوق و خالق کی نہیں ہوتی ہاں یہ امر کن، باری تعالیٰ سے صادر ہو کر

المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی) اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کے جوار رحمت کی
طرف چل اس طرح کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر چل کر تو میرے
خاص بندوں میں شامل ہو جا۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی صاحب) شیخ محمود الحسن
صاحب دیوبندی نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے ”اے وہ جی جس نے چین
پکڑ لیا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ہے اور
شامل ہو میرے بندوں میں۔

اشرف علی صاحب نے (ارجعی الی ربک) کا ترجمہ کیا تو اپنے پروردگار
کے جوار رحمت کی طرف چل، حالانکہ آیت کریمہ میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا
ترجمہ جوار رحمت ہو یہ ترجمہ نہایت صوفیانہ ترجمہ ہے صوفیاء وغیرہ کے نزدیک
اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا باطل ہے ان کے ہاں وہ ہر جگہ مخلوق کی شکل میں
موجود ہے لہذا روح کا آسمانوں کی طرف جانا انکے نزدیک بے معنی ہے
، اشرف علی صاحب کے اس ترجمہ سے رب کے عرش پر ہونے کی صاف طور
لپی ہو جاتی ہے، اور محمود الحسن صاحب کا ترجمہ قرآن کے الفاظ کے موافق ہے
جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر مستوی ہے، رو حسین اسی کی
طرف لوٹائی جاتی ہیں۔

یہ آیت ارواح کے مخلوق ہونے کی واضح دلیل ہے، یہ آیت اس بات کی بھی

مجھول الکیفیت علاقہ بدن کے ساتھ قائم رکھتی ہے گویا عالیٰ کے قول کے موافق جو
بغوی نے (الله یسوفي الانفس حین موتها) کی تفسیر میں نقل کیا ہے اس
وقت روح خود علیحدہ رہتی ہے مگر اس کی شعاع جسد میں پہنچ کر بقاءِ حیات کا
سبب بنتی ہے جیسے آفتاب لاکھوں میلوں سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم
رکھتا ہے میں یہی سمجھتا ہوں کہ ہر مخلوق کو اس کی استعداد کے موافق تو یا ضعیف
زندگی ملی ہے یعنی جس کام کے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ڈھانچہ تیار کر کے اس کو حکم
دینا ”کن“ اس کام میں لگ جا بس یہی اس کی روح حیات ہے جب تک اور
جس حد تک یہ اپنی غرض ایجاد کو پورا کرے گی اسی حد تک زندہ سمجھی جائے گی اور
جس قدر اس سے بعید ہو کر معطل ہوتی جائے گی اسی قدر موت سے نزدیک یا
مردہ کہلائے گی ”انتهی ملنقطاً“۔

اس طویل بیان میں جو کچھ شیخ صاحب نے لکھا ہے اس کا خلاصہ ولب لباب یہ
ہے کہ روح مخلوق نہیں ہے حالانکہ روح کے غیر مخلوق ہونے کا عقیدہ اہل سنت
کا نہیں اہل بدعت کا ہے روح کو اللہ تعالیٰ کا قول یا حکم کہنا اس کے مخلوق ہونے
کے منافی نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (تعرج الملاکة والروح
الیہ) (المعارج :۲۳) اللہ تعالیٰ کی طرف اسکے فرشتے اور روح پرواز کرتے ہیں
اس آیت سے ثابت ہے کہ روح جسم اور وجود والی مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ سے
ملاقات کے لئے اوپر جاتی ہے (سورہ فجر ۲۷-۳۰) میں (یا یتھا النفس

امداد اللہ ہیں، انہوں نے اپنے رسالے وحدت الوجود میں اس کی یوں تعریف کی ہے: ”بَنْدَهُ قَبْلُ خُودِ خُودِ خَادِيْلُ ظَاهِرِ بَنْدَهُ - كَنْتَ كَنْزًا مَخْفِيَا - بَرِّيْسَ مَعْنَى گواه است حَقَائِقَ كَوْنِيَّةَ كَتَنَجَحَ عَلَمَ الْهَيِّ اِنْدَرِ ذَاتَ مَطْلَقَ وَخَفْيَ بُودَنَدَوَذَاتَ بَرِّ خُودِ ظَاهِرِ بُودَچُوْنَ ذَاتَ خُودَاستَ كَظَهُورِ خُودِ بَرِّيْجَ دِيْگَرِ شُوَادِاعِيَانَ وَبَلْبَاسَ قَابِيلَيَاتَ شَانَ بَكْلُوَةَ تَجْلِيَ خُودِ ظَاهِرِ فَرِمُودَخُودَازَشَدَتَ ظَهُورِ خُودَازَجَبْشَمَ بَصِيرَاتِشَانَ مَخْفِيَ گَرِّدِيدَ مَثْلَتَجَمَ كَشَجَرِيَا تمامَشَانَ وَبَرِّگَ وَگَلَ وَثَمَرَدَرَانَ پُوشِيدَه بُودَگَوِيَا تَجَمَ بالَّغَصَلَ بُودَوَشَجَرِ بالَّقوَهَ چُوْنَ تَجَمَ باطِنَ خُودِ رَأْيَه نَمُودَوَجُودِ خُودِ بَنَھَانَ گَرِّدِيدَ ہَرَكَه بَينَدَشَجَرِيَ بَينَدَتَجَمَ بَنَظَرِنَيَ آئَيَدَ). (کلیات امداد یہ ص ۲۲۲).

بَنْدَهُ اپنے وجود سے پہلے باطن میں خدا تھا، خدا ظَاهِرِ بَنْدَهُ. حدیث : میں مَخْفِيَ خزانَہ تھا اس پر شاہد ہے حَقَائِقَ کوْنِيَّہ جَوْلَمَ الْهَيِّ کَتَنَجَحَ ہیں ذَاتَ مَطْلَقَ میں مَنْدَوْنَ وَخَفْيَ تَھَے اور جَبِ یہ ذَاتَ کَائِنَاتَ کَرَوْپَ میں ظَاهِرَ ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو کَائِنَاتَ میں چھپا دیا اس کی مثال درخت کے بَنَجَ کی ہے کہ اس میں درخت کی تمام چیزیں مَخْفِيَ تھیں اس کی جڑ اسی کی ٹھنڈیاں اس کے پتے اس کا پھل یہ تمام چیزیں کَمْلُ طَورِ پَر درخت کے بَنَجَ میں چھپی پڑی تھیں اور جَبِ یہ درخت خود وجود میں آگیا تو وہ بَنَجَ جو اس کا اصل تھا اس میں چھپ گیا اسی طرح یہ تمام کَائِنَاتَ ربِ تعالیٰ کی ذَاتَ کے اندر کَمْلُ طَورِ پَر موجود تھی اور اس میں چھپی ہوئی تھی جَبِ کَائِنَاتَ وجود میں آگئی تو درخت کے بَنَجَ کی طرح ربِ تعالیٰ کی ذَاتَ

دلیل ہے کہ نیک روحیں جنت میں ہیں ان قبروں میں پڑے ہوئے جسموں میں روحیں نہیں ہیں، لہذا انبیاء و اولیاء و شہداء کو انہی جسموں کے ساتھ انہی قبروں میں زندہ ماننا اہل بدعت کا عقیدہ ہے اہل سنت کا نہیں، شیبیر احمد عثمانی کی مذکورہ بحث سے یہ بات بھی صاف عیاں ہے کہ وہ پوری کائنات کی ایک روح مانتے ہیں اس میں صرف روح والی مخلوق کی تخصیص نہیں ہے انہوں نے روح کو رب تعالیٰ کا حکم اور امر کہا ہے جو تمام مخلوق میں یکساں طور پر جاری و ساری ہے، اس معنی کے لحاظ سے جو روح جانوروں میں ہے وہی روح انسانوں میں ہے اس سے جانوروں میں بندر، سور، کتوں میں موجود روح اور انبیاء اولیاء کی ارواح کے ما بین فرق مٹ جاتا ہے۔ (العياذ بالله تعالى) صوفیاء تمام کائنات میں موجود روح کو روح اعظم کہتے ہیں، جوان کے نزدیک رب تعالیٰ کی تجلی ہے جو اس سے جد نہیں اس سے متعدد متصل ہے۔ صوفیاء اس عقیدہ کی بناء پر دنیا سے مر جانے والے بزرگوں پر وفات کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ وصال کا لفظ استعمال کرتے ہیں، جو مخلوق کی ارواح کے خالق کے ساتھ اتصال و اتحاد کو ظاہر کرتا ہے صوفی زکریا صاحب تبلیغی نصاب و فضائل اعمال میں بزرگوں کی وفات پر یہی لفظ وصال استعمال کرتے ہیں۔

عقیدہ وحدت الوجود

وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے، دیوبندی مذہب کے شیخ اعلیٰ صوفی حاجی

آئینہ تھے رسول ﷺ کے اس آئینہ میں حضور نے اپنے آپ کو دیکھا تو آپ خود اپنے آپ سے مستفید ہوئے آپ جبریل کا کیا فیض لیتے۔ (امداد المشتاق ص ۱۵۹)۔ دیوبندی جماعت کے حکیم الامت صاحب نے اس بیان میں محمد ﷺ اور جبریل کو ایک ذات، ایک شخصیت، ایک جان بتایا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو وحی کی مدد بھی آپ تھے جبریل بھی آپ تھے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

صوفیاء کے نزدیک حلوہ اور غلاظت دونوں ایک چیزیں ہیں اشرف علی صاحب امداد المشتاق ص ۱۵۱ میں فرماتے ہیں : ایک موحد سے لوگوں نے کہا اگر تمہارے نزدیک حلوہ اور غلاظت ایک چیز ہیں تو تم ان دونوں کو کھاؤ اس نے بشکل خنزیر ہو کر پاخانہ کھالیا پھر بصورت انسان ہو کر حلوہ کھالیا یعنی اس نے ثابت کر دیا ہم دونوں چیزیں کھاتے ہیں شکل و صورت بدل کر صوفی کے نزدیک انسان خنزیر اور کتا ہے اور خنزیر و کتا انسان۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اشرف علی صاحب نے یہ بھی کہا ہے : انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق یعنی اس کی روح حق یعنی رب ہے۔ اس وجہ سے مشہور صوفی ابو زید بسطامی نے کہا تھا۔ سبحانی ما اعظم شانی (شامم امدادیہ مؤلفہ اشرف علی صاحب تھانوی ص ۳۶) اس کلمہ کا معنی ہے میں پاک ہوں میری شان بہت بڑی ہے

اس کائنات میں چھپ گئی (العیاذ باللہ تعالیٰ) یہ ہے وحدۃ الوجود کی آسان مثال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت مخلوق کی ذات میں رب کی ذات مخفی و پوشیدہ ہے اس مخلوق کے باہر رب تعالیٰ کی ذات کا کوئی وجود نہیں ہے۔
یہ مخلوق ظاہر میں مخلوق ہے اور باطن میں خالق اور رب ہے، اس طرح انسان رب بھی ہے اور بندہ بھی، اسی لئے ابن عربی نے فصوص الحکم میں فرعون کو حقیقت حال کا عارف اور مسلمان لکھا ہے کیونکہ جب ہر انسان رب ہے تو فرعون بادشاہ ہونے کی وجہ سے بڑا رب ہوا، ابن عربی نے کہا ہے کہ اس نے (انا ربکم الاعلیٰ) صحیح کہا تھا اور جادوگروں نے بھی فرعون کے رب ہونے کا یقین کر لیا تھا اس لئے انہوں نے فرعون کے آگے سرتسلیم خم کر دیا تھا۔ (فصوص الحکم فص موسوی، اردو ص ۳۹۵ طبع دہلی) دیوبندی علماء و اکابر یہ وحدۃ الوجود پر یقین و ایمان رکھتے ہیں صوفی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب امداد المشتاق ص ۲۱ میں ہے : ایک دن ایک شخص نے مسئلہ وحدۃ الوجود کا سوال کیا فرمایا یہ مسئلہ حق و صحیح واقع کے مطابق ہے اس مسئلہ میں کچھ شک و شبہ نہیں معتقد علیہ تمام مشائخ کا ہے۔

جبریل کون تھے محمد ﷺ خود جبریل تھے
وحدۃ الوجود کے عقیدے میں چونکہ دوئی کا کوئی وجود نہیں اس دنیا میں موجود صرف ایک ذات ہے اس لئے اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا : جبریل

بارے میں پہلے کہا وہ زندیق ہے بے دین ہے اب کہہ رہے ہیں قطب تھا۔ سہروردی نے کہا وہ قطب تھا لیکن زندگی میں اتباع کے قابل نہیں تھا آخر میں وہ مجدوب ہو گیا تھا اس نے رب تعالیٰ کا راز ظاہر کر دیا تھا جو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ (کلیات امداد یہص ۲۱۹) شیخ امداد اللہ نے علماء دیوبند کے بارے میں بھی یہی فرمایا ہے کہ وہ عقیدہ وحدت الوجود رکھتے ہیں مگر اس کا ظاہر نہیں کرتے شامئ امداد یہ میں اشرف علی صاحب تھانوی کے قلم سے پڑھئے سوال اول۔ محمد قاسم صاحب مرحوم معتقد ان وحدۃ الوجود وحدۃ الموجود کو مجدد و زندیق کہتے ہیں اور ان کے مرید اور شاگرد مولوی احمد حسن صاحب کا بھی یہی مقولہ ہے اور اقوال ضیاء القلوب کو محتاج تاویل جانتے ہیں اور ان تاویلوں کا واقف اپنے سواد و سرے کو نہیں مانتے مولوی رشید احمد و مولوی محمد یعقوب صاحب اس مسلک پر ہیں باوجود اس کے کہ آپ سے اجازت بیعت کی حاصل ہے اور مشرب الی چشت کا رکھتے ہیں خلاف مشائخ چشت گفتگو کرتے ہیں جواب اول نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے فقیر و مشائخ اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے، مولوی محمد قاسم مرحوم سہروردی سے ابن عربی الصوفی کے بارے میں ان کی زندگی میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا : وہ بے دین ہے زندیق ہے اور جب ابن عربی فوت ہو گیا تو سہروردی نے کہا قطب الوقت فوت ہو گیا، لوگوں نے کہا آپ نے اس کے

مولوی صوفی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں : کوہ طور پر آگ کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو جاؤ اواز آئی تھی ﴿ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی ﴾ (طہ : ۱۲) میں تمہارا رب ہوں اپنا جوتا اتارو تم طوی کی مقدس وادی میں ہو یہ آواز کہیں اور سے نہیں موسیٰ علیہ السلام کے اپنے اندر سے آئی تھی یعنی موسیٰ علیہ السلام کے باطن نے اس کے ظاہر کو کہا تھا میں تیرا رب ہوں، اس معنی کے لحاظ سے موسیٰ علیہ السلام کا باطن رب تھا ظاہر بندہ تھا۔ اشرف علی صاحب فرماتے ہیں : اس معنی کی وجہ سے حسین بن منصور الحجاج نے کہا (انا الحق) میں ہی رب ہو۔ (شامئ امداد یہص ۳۶)۔ حسین بن منصور پر اس وقت کے علماء اسلام نے زندیق و مجدد ہونے کا فتویٰ لگایا تھا اسی وجہ سے اس کو اسلامی سزادے کرتل کیا گیا۔ مگر وہ ان صوفیاء کے ہاں اپنے رب ہونے کے دعویٰ میں سچا تھا دیوبندی علماء کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ نے یہ اکشاف کیا ہے کہ حجاج کو اسلامی سزا اس لئے ہوئی کہ اس نے رب تعالیٰ کے اہم راز کو ظاہر کر دیا، حالانکہ اس کا چھپانا فرض تھا وہ اہم راز عقیدہ وحدۃ الوجود ہے، ہر چیز کا رب ہونا حاجی امداد اللہ نے کہا ہے صوفی شہاب الدین عمر سہروردی سے ابن عربی الصوفی کے بارے میں ان کی زندگی میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا : وہ بے دین ہے زندیق ہے اور جب ابن عربی فوت ہو گیا تو سہروردی نے کہا قطب الوقت فوت ہو گیا، لوگوں نے کہا آپ نے اس کے

پس مسحود الیہ ہوا اور وہ نابکار مظہر (مضل) گمراہی تھا اپنی حقیقت میں واصل ہوا اور اپنی مراد کو پہنچا۔ ایک درویش بھی اس کو عاشق کہتے تھے اور یہ کہے مراد ہے غلط ہے کیونکہ معنی بے مرادی عاشق کے اور ہیں کہ وصال معشوق میں اس طرح فنا ہو جائے کہ لذت وصال و مکالمات کی نہ پائے۔ اس مقام پر صوفی امداد اللہ نے ابلیس کے بارے میں لفظ مظہر استعمال کیا ہے۔ مظہر کا معنی ہے ظاہر ہونے کی جگہ جیسے کہا جاتا ہے مطعم، کھانے کی جگہ، مقتل، قتل ہونے کی جگہ، آدم علیہ السلام اور بیت الحرام کو مظہر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں صوفیاء صرف ان ہی کو مظہر نہیں کہتے بلکہ ان کے نزدیک کائنات میں موجود ہر ایک جگہ ہرشی اس کا مظہر ہے اس لئے صوفی صاحب مذکور نے اپنے اس بیان میں ابلیس کو بھی اللہ تعالیٰ کا مظہر کہا ہے مظہر (مضل) کہنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ایک صفت (مضل) بھی ہے قرآن کریم میں ہے (یضل به کثیرا) (البقرة) یعنی اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے لہذا گمراہ کرنا اس کی صفت ہوا، اور ہدایت دینا بھی اس کی صفت ہے ॥ (ویهدی بہ کثیرا) (البقرة) اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اس لئے ہر گمراہ کرنے والا اور ہر ہدایت دینے والا اللہ کا مظہر ہے اس کی مزید وضاحت اشرف علی تھانوی کے اس بیان میں ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب پر توحید کا بہت زیادہ غلبہ تھا وحدۃ الوجود تو حضرت کے سامنے ایسا

(۳۲-۳۳)۔

دیوبندی علماء مشائخ تبلیغ کے پیر و مرشد کے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ وحدت الوجود ان کا عقیدہ بھی ہے یہ لوگ اس سے انکار اس لئے کرتے ہیں کہ اس عقیدے کا اظہار کفر ہے اس کو چھپانا ہر حال میں فرض ہے جو بات حاجی امداد اللہ نے کہی ہے اس کا ثبوت دیوبند علماء و مشائخ کے مذهب کی کتابوں سے ثابت ہے۔

آدم کو فرشتوں نے اس لئے سجدہ کیا کہ وہ خدا کے مظہر تھے بیت اللہ کو اس لئے سجدہ کیا جاتا ہے کہ وہ بھی خدا کا مظہر ہے
ابلیس بھی خدا کا مظہر ہے

صوفی اشرف علی صاحب تھانوی شامم امداد یہ ص ۶۱-۶۲ پر فرماتے ہیں انہوں نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ سے پوچھا کہ صوفیاء کی بعض کتب میں ابلیس کی مدح پائی جاتی ہے چونکہ تو حید و عشق اس کا اعلیٰ درجے کا تھا سجدہ آدم گوارانہ کیا حضرت حاجی صاحب نے فرمایا ابلیس نابکار نے ظاہر پر نظر کی اور کہا (خلقتنی من نار و خلقته من طین) یہ نہ سمجھا کہ یہ خطاب کس نے فرمایا ہے اور واجب الاتباع ہے اور نظر باطن پر نہ کی کہ آدم مظہر کس کے ہیں کیا بیت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ وہ پھر وہ سے بنایا ہے نہیں چونکہ وہ خدا کا مظہر ہے

اول ان کو رب سمجھ بیٹھے جب وہ غروب ہو گئے تو سمجھ گئے کہ یہ رب کے مظاہر تھے حقیقی طور پر رب نہیں تھے (نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْجُحْلِ وَالْكُفَّارِ) ابراہیم علیہ السلام کے کلام میں اس صوفی کے مذکور بیان کی کھلی تردید موجود ہے جب یہ ایک ایک کر کے سب غروب ہو گئے تو خلیل اللہ نے کہا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا اگر یہ رب تعالیٰ کے مظاہر ہوتے تو ابراہیم یہ الفاظ نہ کہتے کیونکہ رب تعالیٰ کی صفات جن کو صوفی مظاہر کہتا ہے اس کی ذات کی طرح قائم و دائم ہیں ان پر فنا نہیں۔ یہ سورج، چاند، ستارے طلوع ہوئے پھر غروب ہو گئے یہ ان کے فانی ہونے کی علامت ہے لہذا یہ رب تعالیٰ کے مظاہر اور صفات نہ ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی بات بتائی کہ فانی چیز کبھی رب تعالیٰ کی صفات نہیں ہو سکتی اور ابراہیم نے ان کو اول رب استفہام انکاری کے معنی میں کہا یعنی کیا یہ میرے رب ہیں۔

زاد المسیر فی علم الغیر ج ۳ ص ۲۷ میں امام ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ ابراہیم کے ان چیزوں کے رب کہنے کا مقصد ان کو ایک طریقے سے سمجھانا تھا اس پر انہوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک عقلمند شخص کسی قوم کے پاس ٹھہرا یہ قوم بت کی عبادت کرتی تھی اس قوم پر دشمن نے حملہ کیا انہوں نے اس سے مشورہ کیا تو اس نے کہا اپنے اس معبد (بت) سے مدد طلب کرتے ہیں اس کے پاس جمع ہوئے اس کو پکارتے رہے اس نے ان کو کوئی

معلوم ہوتا کہ مشاہدہ ہے ایک مرتبہ سورہ طہ سنت رہے اس آیت پر جب پہنچ (اللَّهُ لَا إِلَهُ إِلَّا هُوَ الْأَسْمَاءُ الْحَسَنَى) حضرت پراس پر غلبہ ہو گیا بطور تفسیر کے فرمایا کہ پہلے جملے پر سوال وارد ہوا کہ جب سوائے اللہ کے کوئی نہیں تو یہ حوادث کیا ہیں جواب ارشاد ہوا (لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحَسَنَى) یعنی سب اسی کے اسماء کے مظہر ہیں اسی کوئی نے کہا ہے۔
 (ہرچہ یہم در جہاں غیر تو نیست ☆ یا توئی یا خوئے تو یا بوئے تو)۔
 (الافتضالات الیومیہ ج ۲۳۲ ص ۲۳۲) یعنی حب اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اللَّهُ لَا إِلَهُ إِلَّا هُوَ) نہیں کوئی موجود مگر وہی اللہ تعالیٰ تو اس پر اعتراض وارد ہوا کہ اگر اس کے سوا کوئی موجود نہیں تو پھر دنیا میں موجود یہ تمام چیزیں کیا ہیں اس کا جواب ان الفاظ میں ملا (لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحَسَنَى) یہ سب چیزیں اس کی صفات یعنی اس کے مظاہر ہیں۔

سورج، چاند، ستارے رب تعالیٰ کے مظاہر ہیں
 ابراہیم علیہ السلام نے ان کو رب کیوں کہا؟

اشرف علی تھانوی شاہم ص ۲۱ میں فرماتے ہیں عارف کی نظر پہلے ظاہر پر پڑتی ہے پھر مظاہر پر پڑتی ہے اس نے ابراہیم علیہ السلام نے سورج، چاند، ستاروں کو کہا ”هذا ربی“ یعنی جناب ابراہیم خلیل اللہ کی ان چیزوں پر نظر پڑتی تو

رحمت الہی شامل ہے سہل کہتے ہیں میں نے قرآن میں شیطان کے استدلال کا جواب بہت ڈھونڈھا تو مجھے اس کا جواب مل گیا اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں آگے فرمایا ہے (فَسَاكِتُهَا لِلَّذِينَ يَتَقَوَّنُونَ وَيَوْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يَوْمَنُونَ) یعنی میں نے اپنی اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے لکھا ہے جو مقتی ہیں اپنے مال کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری آیات پر ایمان رکھتے ہیں میں اس جواب سے بہت خوش ہوا شیطان سے اس دلیل کا ذکر کیا تو شیطان مسکرا یا اور کہنے لگا اے سہل تقید آپ کی صفت ہے رب تعالیٰ کی نہیں ہے یعنی رب تعالیٰ کی صفات کسی چیز سے مقید اور مشروط نہیں کیونکہ اس طرح اس کی صفات محدود ہو کر رہ جائیں گی حالانکہ اس کی صفات محدود نہیں لامحدود ہیں پھر شیطان نے کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اس قدر جاہل اور ناواقف ہو سہل کہتے ہیں میں شیطان کے آگے لا جواب ہو گیا شیخ ابن عربی اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں میں پہلے شیطان کو بہت بڑا جاہل اور بے وقوف احمد سمجھتا تھا لیکن جب میں نے یہ حکایت پڑھی اور سنی تو میں نے کہا شیطان واقعی رب تعالیٰ کے واقعات اور معاملات میں بڑا علم رکھتا ہے ابن عربی اس حکایت کو اپنی کتاب کے اس باب میں لائے ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ بندوں کے اللہ تعالیٰ پر کوئی حقوق واجب نہیں ہیں جن کا بندوں کو ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہو میں کہتا ہوں یہ پوری حکایت جھوٹ جہالت اور حماقت پر منی ہے کیونکہ جب

فائدہ نہیں پہنچایا تو اس نے ان سے کہا ہمارا معبود ہے ہم اس کو پکارتے ہیں اس سے مدد طلب کرتے ہیں جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو دشمن بھاگ گیا اس سے وہ لوگ مسلمان ہو گئے ممکن ہے ابراہیم نے یہ طریقہ اختیار کر کے قوم پر جنت قائم کی ہوا در خلیل اللہ کے حق میں یہ کہنا کہ وہ ان کو رب تعالیٰ کا مظہر سمجھتے تھے ان پر بہتان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خلیل اللہ بھی ان صوفیوں کی طرح وحدت الوجود کے قائل تھے (قاتلهم اللہ انی یوفکون)۔

شیطان کا جنت میں جانے کے مسئلے پر صوفی سہل تستری سے مناظرہ شیطان کی جیت سہل کی ہار

شیخ ابن عربی صوفی نے فتوحات مکیہ (باب ۲۹۳) میں اور عبد الوہاب شعرانی نے الیوقیت والجواہر ص ۱۱۱ میں لکھا ہے مشہور صوفی بزرگ سہل تستری سے شیطان کی ملاقات ہوئی اس بات پر مناظرہ ہوا کہ شیطان کے لئے اللہ کی رحمت میں سے کچھ ہے یا نہیں؟ شیطان نے قرآن کریم کی آیت (ورحمتی وسعت کل شی) (الاعراف : ۱۵۶) میری رحمت ہر چیز پر غالب ہے سے استدلال کیا کہ میں بھی قرآن کے لفظ (کل شی) میں شامل ہوں کیونکہ میں بھی شی ہوں اور ہر شے کو رحمت الہی میں شامل ہونے کا ذکر یہاں ہے اور لفظ شے سے پہلے لفظ کل آیا ہے اور میں کل سے باہر نہیں ہو لہذا قرآن کی آیت کی رو سے مجھے بھی

جانتے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿لَيْسَ كَمُثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری : ۱۱) یعنی اس کی صفت جیسی کسی کی صفت نہیں ہے اور صوفی کا یہ کہنا کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی ربو بیت والوہیت میں شریک ہیں۔ العیاذ باللہ

﴿ دُنْيَا میں کوئی کسی پر ظلم کرے تو صوفی کہتا کہ ہے رب کے اسماء جلالیہ کاظھور ہو رہا ہے . ۷۸﴾

اشرف علی تھانوی صاحب (قصص الا کابر ص ۷۰) میں فرماتے ہیں حضرت حاجی امداد اللہ کو محبت حق اور توحید میں کمال تھا آپ ہربات کو توحید (وحدت الوجود) کی طرف منعطف کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر بعض حکام مکہ کے تشدادات کا تذکرہ کیا کہ یوں ظلم کرتے ہیں یوں پریشان کرتے ہیں گروہاں تو دل میں ایک ہی بسا ہوا تھا بس معاً ہی فرماتے ہیں آجکل اسماء جلالیہ کاظھور ہو رہا ہے یعنی جب اسماء جلالیہ کاظھور ہو رہا ہے تو پھر دعا کی کیا ضرورت ہے۔

دیوبندیوں و جماعت تبلیغ کے شیوخ واکابرین کا پیر حاجی امداد اللہ مرید کی نظر میں رب المشرقین و رب المغارب میں تھا

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو مقتی اور پرہیز گاروں کے لئے مشروط محدود کر کھا ہے تو پھر شیطان کو اس سے کس حصہ کی امید ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان اور اس کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ جہنم کا وعدہ کر کھا ہے (وَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْكَ لِعْنَتٍ يَوْمَ الدِّينِ) بیشک تیرے اوپر میری لعنت ہے قیامت کے دن تک (ص : ۷۸)

﴿ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقْوَلُ لَامْلَئُنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ وَمَنْ تَبَعَكُ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ (ص : ۸۳-۸۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں البتہ ضرور بھروسہ میں تجوہ سے اور تیرے پیروکاروں سے جہنم کو۔ ایسی وضاحتوں کے بعد صوفی سہل تسری کاشیطان سے ہار جانا غیر معقول ہے اگر واقعی وہ ہار گیا تھا تو یہ اس کی بہت بڑی جہالت ہے۔

اولیاء اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو سکتے ہیں
اشرف علی صاحب تھانوی شاہم امدادیہ ص ۷۹ میں فرماتے ہیں مولانا روم نے کہا کہ جنات کو یہ دخل ہے کہ اپنے صفات کو دوسرے میں جاری و ساری کر دیتے ہیں پھر اولیاء کرام کا صفات باری سے متصف ہونا کیا بعید ہے۔

میں کہتا ہوں ایسے بدعتی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَإِنَّمَا لَا تَعْمَلُونَ﴾ (آل عمران : ۷۳)
یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت بیان کرو (کیونکہ) وہ جانتا ہے تم نہیں

فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کا کشف بڑھا ہوا تھا ایک مرتبہ فرمایا اللہ کا ترجمہ ہندی میں بتاؤ پھر خود ہی فرمایا اللہ کا ترجمہ ہندی میں من موہن ہے یہ کہہ کر جیخ ماری۔

صوفی کا اپنا کوئی رنگ نہیں ہوتا

مولوی اشرف علی صاحب قصص الکابر ص ۷۵ میں لکھتے ہیں حضرت حاجی صاحب نے کہا سب لوگ مجھے اپنا سمجھتے ہیں حالانکہ میرا کوئی رنگ نہیں میری مثال پانی کی ہے اس کا اپنا کوئی رنگ نہیں جس رنگ والی بوتل میں بھرلو اسی کے رنگ میں پانی نظر آئے گا۔ میں کہتا ہوں مسلمان اور مؤمن کا ایک رنگ ہوتا ہے اس کے مختلف چہرے اور رنگ نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ثم او حينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا و ما كان من المشركين) (الخل : ۱۲۳) پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر ہیں جو بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ ترجمہ اشرف علی صاحب صوفی کے ایک رنگ نہ ہونے کی وجہ سے حاجی امداد اللہ کو بریلوی اور دیوبندی دونوں اپنا پیر سمجھتے ہیں اور تبلیغی جماعت کو بھی سب لوگ اپنا سمجھ لیتے ہیں اس لئے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں بریلوی، دیوبندی ان پڑھ اور ناواقف الہند یہاں ان کو اپنا سمجھ کر ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں یہ لوگ اپنا اصلی اور حقیقی چہرہ کسی کو نہیں دکھاتے یہی ان کی کثرت کاراز ہے آپ اگر ان

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قصص الکابر ص ۱۱۵ میں فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت حاجی صاحب کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا (رب المشرقين و رب المغربين) میں نے حضرت کو سنایا حضرت بڑے ہی حلیم تھے فرمایا (لا حول ولا قوۃ الا بالله) جہل بھی کیا بری چیز ہے یہ فرمائی اس شخص کی معذوری بیان کردی کہ بوجہ بے علمی کے ایسا ہوا میں کہتا ہوں کیا حضرت صاحب نے اس مددانہ زندیقانہ عقیدے کی اصلاح بھی کی یا نہیں صرف انہیں الفاظ پر اکتفا کیا ”بے علمی کی وجہ سے ایسا ہوا“ اور پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اس نے حضرت حاجی صاحب کو (رب المشـرـقـيـن و رب المـغـرـبـيـن) کیوں کہا ہماری نظر میں اس کا یہ قول کسی جہالت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ اس کا موجود و سبب عقیدہ وحدت الوجود وحدۃ الموجود ہے جب ہر چیز وہی ہے تو حاجی صاحب بھی وہی ہوئے اس کا ثبوت مولانا اشرف علی صاحب سے سنتے۔ جملہ معاشق پرداہ ☆ زندہ معاشق است عاشق مردہ۔ (قصص الکابر ص ۱۰۹)۔

دنیا میں موجود تمام اشیاء حقیقت و اصل میں معاشق کی کوئی نہ کوئی شکل ہے عاشق اپنی شکل میں معاشق کا پرداہ ہے حقیقت میں معاشق یعنی رب تعالیٰ ہی زندہ ہے عاشق و باقی کائنات مردہ ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قصص الکابر ص ۲۸ میں فرماتے ہیں مولانا

میں تھا) یعنی تمیں سال تک رب تعالیٰ میں تھا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور یہ بھی انہیں کاملفوظ ہے (مدت ہو گئی خانہ کعبہ کا میں طوف کرتا تھا اب خانہ کعبہ میرے گرد طوف کرتا ہے ص ۱۹۰)۔ سو ڈن میں ملحد صوفی کوموت کی سزا دی گئی وہ وحدت الوجود وحدۃ الموجود کا قائل وداعی تھا اس نے سورۃ نساء کی پہلی آیت ﴿يَا يَاهُ النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے آپ سے پیدا کیا اس آیت میں (من نفس واحدة) سے مراد اللہ کی ذات ہے یہ سو ڈنی ملحد محدود طرا کہتا ہے کہ انسان ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک اللہ کی ذات میں مل جائے انسان کے اللہ بن جانے پر وہ وہ آئیوں سے استدلال کرتا ہے اول آیت ﴿يَا يَاهُ النَّاسُ إِنَّكُمْ كَادِحُوا إِلَى رَبِّكُمْ كَدِحًا فَمَلَقْيَه﴾ (الانشقاق : ۶) اے انسان تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب کے پہنچنے تک کوشش کرتے کرتے دوسری آیت سورہ نجم ﴿وَإِنَّ إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى﴾ بے شک تیرے رب تک پہنچنا ہے وہ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے انسان کا مطلق ہونا اصل ہے اور اطلاق اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہ کہتا ہے انسان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کہاں ہو گئی اس کے جواب میں وہ ایک جھوٹی من گھڑت حدیث کے حوالے سے کہتا ہے حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری گنجائش نہ میری زمین میں ہے اور نہ میرے آسمان میں ہے میری گنجائش

کے اندر شامل لوگوں کے اندر کوٹھو لیں اور کسی مسئلہ پر بحث چھیڑ دیں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب اندر سے ایک نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَ قُلُوبُهُمْ شَتِيٌّ﴾ اے مخاطب تو ان کو ظاہر میں متفق خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے قلوب غیر متفق ہیں ﴿ذَلِكَ بَأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (الحاشر : ۱۳) یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے واقعی نصف صدی میں اس تنظیم، یا تحریک کا اتنا پھاننا پھولنا اس میں اتنی بھیڑ کا جمع ہو جانا اس لئے ہے کہ اس میں شامل ہر شخص کو معلوم ہی نہیں کہ جس قافلے میں وہ شامل ہے اس کا اصلی رخ کدھر ہے ہر شخص سمجھتا ہے یہ قافلہ اس کی منزل کی طرف رواں دواں ہے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ یہ قافلہ وحدۃ الوجود وحدۃ الموجود اور وحدۃ ادیان کی طرف سب کو لے جا رہا ہے جو اس کی آخری اور حقیقی منزل ہے۔ ہندوپاک میں مشہور ہے کہ ہندوستان میں خواجہ معین الدین چشتی نے لاکھوں لوگوں کو مسلمان کیا ہے مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ خواجہ نے ان کو کس قسم کا مسلمان کیا ہے خواجہ کا اپنا عقیدہ کیا تھا ظاہر ہے جو عقیدہ خواجہ صاحب کا ہو گا اس نے لوگوں کو مسلمان بھی اسی قسم کا بنایا ہو گا، خواجہ صاحب بھی عقیدہ وحدت الوجود رکھتے تھے چنانچہ ان کی مفہومات پر مشتمل کتاب خلیل الصادقین ترجمہ اردو دلیل العارفین کے ص ۱۸۹ پر لکھا ہے پھر اسی موقع پر فرمایا خواجہ بازید کہا کرتے تھے کہ تمیں سال ہو گئے (حق تعالیٰ

ہیں، پس اگر کسی دوسرے کو روشن کرنا انسان کے لئے محال ہوتا تو ذات پاک ﷺ کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی تو اولاد آدم میں سے ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے ذات کو اتنا مطہر بنالیا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا ہے اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سایہ نہیں تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کے سایہ ضرور ہوتا ہے اس طرح آپ نے اپنے تبعین کو اس قدر تزکیہ و تصفیہ بخشنا کہ وہ بھی نور بن گئے چنانچہ ان کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پڑا اور مشہور ہیں۔ اس پوری عبارت کو مؤلف صاحب نے توضیح، عبدالیت، فناہیت کے عنوان کے تحت لکھا ہے اس پوری عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کثر بریلوی مولوی کا کلام ہے حالانکہ یہ دیوبندی صوفی مولوی کا کلام ہے اس بیان میں مؤلف نے رسول ﷺ کی ذات کو مجسم نور کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بشریت سے نکل کر نوری خلوق ہو گئے تھے اس لحاظ سے آپ بشر نہیں رہے تھے اس کی دلیل مؤلف نے یہ دی ہے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے آپ ﷺ کو خالی نور نہیں کہا بلکہ دوسروں کو منور کر دینے والا فرار دیا۔ مؤلف نے وضاحت کی ہے کہ آپ کی مطہر ہستی نے صحابہ کو بھی خالص نور کر دیا جس کا مطلب یہ ہے صحابہ کا سایہ بھی نہیں تھا۔ دیوبندی شیخ نے رسول ﷺ اور صحابہ کے نور ہونے کا سبب ریاضت و مجاہدہ اور سیر و سیاحت کو فرار دیا ہے یعنی جس کو

میرے مومن بندے کے دل میں ہے جب اس کو پھانسی دی گئی تو اس کا ایک مرید حق اٹھا (وماقلوه وما صلبوه ولكن سبه لهم) (النساء) اس کو انہوں نے نہ قتل ہی کیا نہ پھانسی دی لیکن اس کی صورت بن گئی ان کے سامنے (تصوف اور اہل تصوف مولانا سید احمد عروج قادری ص ۱۷۲ و مابعدہ)۔ دیوبندی جماعت کے شیوخ واکابرین کا صوفیت سے گہرا تعلق ہے اس لئے امدالسلوک مؤلفہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے ص ۲۰۱ میں ہے (قد افلح من تزکی) بیشک اس شخص نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا یعنی خواہشات نفس کی خلافت اور مجاہدہ کی تواریخ نفس کی آلاتشوں اور کدورتوں کو کاٹ ڈالا نیز معلوم کر لے کہ پیر کی وجہ سے انسان کا نفس نورانی ہو جاتا ہے یہی بات ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کی شان کے بارے میں فرمایا (قد جائکم من الله نور و كتاب مبين) (المائدہ : ۱۵) بے شک آیا تمہارے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات ہے نیز حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَنذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسَرَاجًا مُنِيرًا ﴾ (الازhab : ۲۵-۳۶) اے بنی ﷺ ہم نے تم کو نور اور مژده سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ منیر بنانے کا بھیجا ہے منیر روشن کرنے والے اور دوسروں کو نور دینے والے کو کہتے

نورا، و عن يسارى نورا، و فوقى نورا، و تحتى نورا، و امامى نورا، و خلفى نورا، و جعل لى نورا۔ (رواہ البخاری فی صحيح حدیث ۲۳۱۶) یا اللہ میرے دل میں نور کر دے میری آنکھوں میں نور کر دے میرے کانوں میں نور کر دے میرے دائیں طرف نور کر دے میرے باکیں طرف نور کر دے میرے اوپر نور کر دے میرے نیچے نور کر دے میرے آگے نور کر دے میرے پیچھے نور کر دے اور میرے لئے نور ہی نور کر دے۔ یہ صحیح بخاری کی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو نور کہنے والے جھوٹے ہیں کیونکہ جو خود نور ہو اور دوسروں کو بھی نور کر دینے والا ہو وہ یوں اللہ تعالیٰ سے کبھی نو نہیں مالگتا۔

کفر و ایمان کی تفریق بے معنی ہے

شیخ عبدالقدوس گنگوہی (جنکی قبر کے قریب بانی جماعت تبلیغ مولانا الیاس مرائبے کیا کرتے تھے) کے بارے میں علامہ احمد عروج قادری لکھتے ہیں۔ گنگوہ کے شیخ عبدالقدوس نے اعلان کیا اذانوں کے درمیان اہل ایمان و کافر گنہ گاروں دیندار و گمراہ و راستی پسند پاک و ناپاک وغیرہ کی بے معنی تقسیم کیوں ہے سب ایک ہی باغ کے پھول ہیں (تصوف اور اہل تصوف ص ۲۵۵)۔

میں کہتا ہوں اس صوفی کا یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ صوفیاء کے مذهب میں کفر و ایمان کے مابین کوئی فرق نہیں اس کی دلیل اس نے یہ دی ہے کہ سب ایک ہی باغ کے پھول ہیں میں کہتا ہوں کیا اس صوفی کی نیک و فرمانبردار اولاد

آج تبلیغی جماعت خروج کا نام دیتی ہے اس سے واضح ہے کہ اس دیوبندی مؤلف و شیخ نے جس دین کی بات کی ہے وہ مسلمان قوم کا دین نہیں ہے جو گیوں اور رہبانوں کا دین ہے قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ آپ مجسم نور نہیں تھے کیونکہ نور نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے نہ نکاح کرتا ہے نہ اس کی اولاد ہوتی ہے اور یہ تمام چیزیں رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وضاحت فرمائی ہے کہ انبیاء سب بشر تھے ان میں کوئی نبی و رسول نور یا فرشتہ نہیں تھا۔ ﴿قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مَطْمَثِينَ لِنَزْلَنَا عَلَيْهِمْ مَدْكَارَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل : ۹۵) کہہ دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتہ رہتے ہو تے اور اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر سمجھتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ چونکہ زمین پر بشر اور انسان بستے ہیں اس لئے ہم ان میں رسول بھی انسان اور بشر کو سمجھتے ہیں۔ اور امداد اسلوک کے ص ۲۰۱ میں مؤلف صاحب نے لکھا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا جو حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومنین کو میرے نور سے..... اخ. حالانکہ اس قسم کی کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور صوفیاء کے اس قول کا رد کہ آپ ﷺ نور تھے اس حدیث میں بھی ہے اب ان عبارت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ان الفاظ سے دعا کرتے تھے (اللهم اجعل فی قلبی نورا، و فی بصری نورا، و فی سمعی نورا، و عن یمینی

اکیلاماننا ہے یعنی توحید یہ ہے کہ اس کائنات میں وجود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کا ہے باقی ظاہر میں موجود اشیاء اس کی تجلیات اور عکس ہیں اور صوفیاء کے ہاں شرک یہ ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی موجود چیزوں کا وجود حقیقی و اصلی مانا جائے۔ اس اصطلاح کو سمجھ لینے کے بعد مذکورہ عبارت کے سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں پیش آئے گی مذکورہ الفاظ نتیجہ ہر غیر سے براءت اور خلت کا وہ مقام تھا جہاں کسی دوئی کا ادنیٰ شائبہ نہیں کیا جاسکتا..... اخ. کسی تفسیر کا حتاج نہیں اور یہ وحدت الوجود و وحدت الموجود کے عقیدے کی کھلی دلیل ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

حضرت کے وہی علوم سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ آپ نہیں کہہ رہے ہیں کہلوایا جا رہا ہے علوم کا فیضان موسلا دھار بارش کی طرح حضرت کے قلب پر ہو رہا تھا مولانا کی توجہ کا مرکز خاص آپ کی ذات بن چکی تھی (ص ۶) محسوس ہوا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم عطا ہوا ہے جو درس سے اور کتب خانے کا علم نہیں (ص ۳۱) ہمارے سید الملة سید سلمان ندوی فرمایا کرتے تھے کہ مولانا الیاس تو مأمور من اللہ تھے ایک مرتبہ ان کے فضائل و کمالات کا تذکرہ فرمایا عجیب و جداً افرین انداز میں دو تین مرتبہ فرمایا (سلام علی الیاس میں ص ۲۶)۔ تذکرہ حضرت جی کے مذکورہ صفحات پر یہ کمالات درج ہیں یعنی حضرت کے وہی علوم ان کا علم کسی مدرسے و کتب خانے کا علم نہیں تھا اس قسم کا علم انبياء اور رسول کا علم

اور نافرمان اولاد برابر ہے کیا اس صوفی کے نزدیک عالم و جاہل دونوں برابر ہیں کیا حیوانات میں گائے و بھینس و بھیڑ کے اور کتنے و خنزیر برابر ہیں۔ اگر واقعی وہ ایسا ہی صحیح ہے تو پھر گائے و بھینس کے اور کتنے و خنزیر کے گوشت کے ماہین کوئی فرق نہیں ہو گا۔ اگر کفر و ایمان کی تفہیق ہے تو پھر انبياء و رسول کا دنیا میں آنے بے سودا یعنی ہو گا۔ بارہا کہا جاتا ہے کہ جماعت تبلیغ کے اکابرین و شیوخ کا صوفیت و وحدت الوجود وال موجود کے عقیدے سے کوئی تعلق نہیں یہ صحیح العقیدہ جماعت ہے لیکن کتابیں اور بیانات اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کہ یہ جماعت عقیدہ مذکورہ ہی رکھتی ہے اس کے حوالہ جات پہلے بھی گذر چکے ہیں اور یہ بھی اسی حقیقت کا شاہد ہے صدقیقت کا یہ مرتبہ بلند اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات عالیہ کے کمال عرفان کا نتیجہ ہوتا ہے

حضرت جی (مولوی یوسف مولوی الیاس کے بیٹے) پر صفات الہیہ جس تفصیل ووضوح سے کھلی تھیں اس کی مثال کم دیکھنے میں آئی ہے اور وہ یقیناً صوفیاء کا ملین اور محققین عارفین کا ہی حصہ ہے تو حید افعالی آپ یعنی مولوی صاحب کا مقام بن چکی تھی اور تو حید کامل کا رسول دل کی گہرائیوں میں نتیجہ ہر غیر سے براءت اور خلت کا وہ مقام تھا جہاں کسی دوئی کا ادنیٰ شائبہ نہیں کیا جاسکتا۔ تذکرہ حضرت جی ص ۲۲ صوفیاء کی اصطلاحیں ہمیں سمجھ لینی چاہیں تاکہ ہم ان کے بیانات اور عبارتوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں صوفیاء کی اصطلاح میں تو حید اللہ تعالیٰ کو وجود میں

کائناتی اسباب کتنے ہی ہاتھ آجائیں بلکہ کائناتی اسباب حکومت، تجارت، زراعت وغیرہ میں جب تک حضور والے اعمال کی روح نہ آجائے یہ اسباب مردہ ہیں اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو انسان خالق کائنات اور اصل کائنات حضور ﷺ کو جانے اور مانے بغیر کائنات کی چیزوں میں گھستے ہیں ان کی حیثیت چوروں اور ڈاکوؤں کی سی ہے انہیں مال و دولت مل سکتے ہیں مگر مسكون و محبوہت ہرگز نہیں مل سکتی اس بیان میں حضرت جی نے نبی کریم ﷺ کو کائنات کا اصل کہہ کر اپنے پکے صوفی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اگر واقعی حضرت جی یہی عقیدہ رکھتے تھے تو یہ کفر والاد سے کم نہیں بیہیں سے وحدت الوجود وحدت الموجود کے گمراہ عقیدے و مذہب بد کی طرف راستہ جاتا ہے۔

اصحاب خدمت ابدال

صوفیاء کے عقیدے و مذہب میں اس کائنات کا نظام ابدال کے ہاتھوں میں ہے ان کو اصحاب خدمت ابدال کہا جاتا ہے وہی اس کائنات کا نظام چلاتے ہیں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی المذہب صوفی المشرب کا یہ بیان ملاحظہ ہو۔ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا جو بزرگ صاحب خدمت ہیں تعلق تکوینیات میں اس کی شان ایسی ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام اس لئے ان کا پتہ لگنا بھی مشکل ہے وہ مثل سی، آئی، ڈی۔ کے مخفی ہیں اس لئے اس کی

ہوتا ہے تذکرہ کے مؤلف نے حضرت یوسف جی کو نبی اور رسول تونہیں کہا البتہ نبیوں اور رسولوں کی خصوصیات کو ان کی طرف نسبت کر کے ان کو نبی کا درجہ دے ہی دیا۔ ان کو ماً مور من اللہ کہنا اس بات کو مزید تقویت پہنچاتا ہے (سلام علی الیاسین) کا جملہ مولوی الیاس صاحب کے لئے بولنا اللہ کے نبی الیاس سے متعلق قرآنی کریم کی آیت (سورہ صافات) کی تحریف ہے اس آیت کو مولوی الیاس کے متعلق بولنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اول یہ کہ اس آیت کو مولوی الیاس کے متعلق سمجھ کر اس کو پڑھا ہو اگر ایسا ہے تو پھر یہ بات کفر سے کم نہیں ہے دوم یہ کہ مولوی الیاس کو اللہ کے نبی الیاس سے تشیید کریا یہ آیت پڑھی گئی اگر ایسا ہے تب بھی یہ بات جرم عظیم سے کم نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی کائنات کی اصل تھے

صوفیاء کے مذہب میں اس کائنات کا اصل جس سے یہ کائنات بنی ہے محمد ﷺ ہیں صوفیاء اس معنی کے لحاظ سے آپ ﷺ کو انسان کبیر بھی کہتے ہیں پہلے یہ حوالہ گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے باقی کائنات رسول اللہ ﷺ کے نور سے ہی ہے یہی بات یہاں پر حضرت جی کے الفاظ میں دہرائی گئی ہے (تذکرہ حضرت جی ص ۵۲) میں یہ عبارت پڑھئے۔ اسی کے ساتھ حضرت جی کی ایک ایک بات کا کامل یقین بھی ظہور ہو رہا تھا کہ حضور والے اعمال کے بغیر کبھی بھی دنیا و آخرت میں کامرانی نصیب نہیں ہو سکتی

ایک چھدام میں ایک کٹوراپانی اس شخص نے ایک چھدام دی اور ایک کٹوراپانی مانگا انہوں نے دیدیا اس نے یہ کہکر گرا دیا کہ اس میں تنکا ہے اور دوبارہ مانگا اس نے دریافت کیا اور چھدام ہیں اس نے کہا اور تو میرے پاس نہیں اس نے ایک چپت رسید کیا اور کہا چھدام نہیں تھا تو دوسرا کٹورا کیسے مانگا کیا خربوزے والا سمجھا ہوا گا۔ یہ شخص بھاگا حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا۔

ایک اور واقعہ ہے ایک شخص شاہ صاحب کے پاس حاضر ہوا عرض کیا صاحب خدمت کو دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا ایک ٹھیکری لاوہ شخص ٹھیکری لایا شاہ صاحب نے اس پر کچھ لکیریں بنائے کفر مایا فلاں مقام پر سر کاری فوج پڑی ہے وہاں کچھ فاصلے سے ایک شخص جوتے گا نئھنے ملیں گے ان کو ٹھیکری دے دینا یہ شخص ٹھیکری لے کر پہنچا دیکھا ایک شخص جوتے گا نئھ رہا ہے بظاہر صورت چماروں جیسی بنا رکھی ہے اس شخص نے جا کر ٹھیکری دی انہوں نے لیکر گا نئھنے کا جو سامان پھیلا پڑا تھا اس کو ایک جگہ جمع کیا اس طرف فوراً فوجی افسر نے بگل دیا کہ کوچ ہے سب سامان جمع کرو پھر انہوں نے وہ سامان جھولی میں بھرا دوسرا بگل ہوا سب خیمے ڈیرے اکھاڑا لو فوج نے ایک دم ڈیرے اکھاڑا لے وہ جھولی گئے میں ڈال کر کھڑے ہوئے ایک دم بگل ہوا کوچ کے لئے تیار ہوا س کے بعد یہ بیٹھ گئے تو بگل ہوا کہ سب سامان اتار ڈالو پھر جھولی میں سے سامان نکالا سب خیمے گاڑنے کا بگل ہوا پھر اس نے سامان پھیلا یا تو فوج نے بگل پر سامان

تلش بھی بے کار ہے چونکہ وہ تصرفات تکوینیہ میں مامورو مضطرب ہیں اس لئے اگر ان کو ارضی رکھوں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے اور اگر کوئی ناراض رکھے تو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ وہ جو کرتے ہیں حکم سے کرتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں ایک شخص نے شاہ صاحب سے شکایت کی کہ آجکل دہلی کے اندر منتظم حکام میں بڑی سستی چھائی ہوئی ہے۔ بہ کام میں اندر ہیں ہر کام میں اندھیرے ہے فرمایا آجکل یہاں کے صاحب خدمت ڈھیلے ہیں عرض کیا کون صاحب ہیں فرمایا بازار میں فلاں سمت میں جو خربوزے پیچ رہے ہیں عرض کیا گیا ملاقات کر آؤں فرمایا کر آؤ اس شخص نے وہاں پہنچ کر سلام مسنون عرض کر کے کہا کچھ خربزوں کی ضرورت ہے کہا لے لو اس نے کہا پہلے دیکھ لوں اس شخص نے تمام خربوزے ٹوکرے کے کاٹ ڈالے اور آخر میں کہدیا اچھے نہیں ہیں میں نہیں لیتا کہا بہتر یہ چلا آیا آکر حضرت شاہ صاحب سے تمام واقعہ بیان کیا فرمایا دیکھ لو یہ ایسے ہیں انہیں کا اثر ظاہری حکام پر ہے تقریباً ایک مہینہ گزر اتھا کہ دفعۃ تمام کاروبار میں ترقی ہو گئی اس شخص نے پھر دوبارہ جا کر شاہ صاحب سے عرض کیا آج کل تو دہلی کے اندر کاروبار میں رونق ہے فرمایا اب صاحب خدمت بھی ایسے ہیں تیز و طرار ہیں عرض کیا کہ وہ کون ہیں فرمایا فتح پوری کے بازار میں پانی پلاتے پھرتے ہیں صاحب خدمت وہ ہیں دو کٹوروں کی جھنکار لگا رہے ہو نگے عرض کیا ملاقات کر آؤں فرمایا کر آؤ یہ شخص فتح پوری بازار میں پہنچا ایک صاحب کہتے پھرتے ہیں

امحق بے وقوف اور جن کے بدن پر لباس بھی نہیں ہوتا بازاروں میں گلیوں میں
ننگے پھرتے ہیں وہ دنیا کے نظام کے مہتمم و متعظم ہوتے ہیں انہیں کے اشاروں
سے یہ کائنات روای دوال ہے اگر وہ زرم و سوت ہوں تو نظام حکومت بھی زرم و
سوت ہو گا اور وہ سخت ہوں تو نظام سخت ہو گا۔

ان مجددوں اور پاگلوں کے ہاتھ میں نظام مملکت دینے کی حکیم الامت صاحب
نے بہترین وجہ ذکر کی ہے ان کا یہ قول ہے کہ سالک یعنی شریعت پر عمل کرنے
والا مسلمان یہ نظام حکومت اس لئے نہیں چلا سکتا کہ کبھی بعض مصلحتوں کی وجہ
سے کافر فوج کو مسلمانوں پر فتح دلانا ضروری ہوتا ہے اور عقل و شعور رکھنے والا
مسلمان یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا اس وضاحت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا
کا نظام مملکت ایسی ہستیوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جو شریعت اسلامیہ سے مکمل
طور پر آزاد ہوتے ہیں کفر اور اسلام ان کے ہاں برابر ہوتا ہے صوفیاء کا نہ ہب
چونکہ وحدت ادیان بھی ہے اس لئے ان کے ہاں کفر و ایمان کی تفریق بے معنی
ہے گذشتہ حکایت بھی اس سلسلے کی کڑی ہے اور اس کی مزید وضاحت ملاحظہ ہو۔

ولایت کے شنوں

مولانا اشرف علی صاحب کی کتاب شریعت و طریقت میں سے مذکورہ عنوان کے
تحت یہ عبارت پیش خدمت ہے۔
ولایت چونکہ نبوت سے ماخوذ ہے اور نبوت میں مختلف شانیں ہیں اس لئے کسی

پھیلا دیا اسی طرح دو قین مرتبہ ہو افوجی لوگوں نے باہم کہا کہ افسر کا داماغ خراب
ہو گیا ہے اس کی ڈاکٹری کراؤ یہ شخص یہ تماثلہ دیکھ آیا الافتادات الیومیہ ج ۷ ص
۲۰-۲۲۔

مولوی اشرف علی صاحب نے پہلے یہ کہا کہ ابدال کو کوئی نہیں پہچانتا پھر یہ واقعہ
بیان کرتے ہوئے فرمایا شاہ صاحب نے ان ابدال کا پتہ بتایا بلکہ سر کاری فوج
کے ابدال کے نام ٹھیکری پر لکھ کر اس کو احکامات دیئے ٹھیکری پر لکھے ہوئے حکم کی
عبدال نے تعییل کر کے اپنے ابدال ہونے کا ثبوت فراہم کیا اور فوج کو اٹھک
بیٹھک کرائی۔ یہ ہے دیوبندی حکیم الامت کی توحید اسی حکیم الامت صاحب نے
دوسری جگہ فرمایا۔

تکوینی کارخانہ مجدوں میں سے متعلق کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان میں عقل نہیں
ہوتی اس لئے شریعت کے مکلف نہیں ہوتے اور ان کی بعض خدیں شرع پر
منطبق نہیں ہوتیں مثلاً اگر مسلمانوں اور کافروں میں مقابلہ ہو تو مسلمانوں کا
غلبہ مقصود تشریعی ہے اور ایسا ہونا بعض اوقات خلاف مصلحت و خلاف حکمت ہے
یہ نظام ایسی جماعت کے سپرد کیا گیا جس کو اس سے کوئی بحث نہیں اور ایسا کام
سالک کب کر سکتا ہے اور اس کو کیسے جائز ہوتا (الافتادات الیومیہ ج ۱ ص
۸۵-۸۶)۔

حکیم الامت صاحب کے اس بیان سے واضح ہے کہ اس زمین پر پاگل دیوانے

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے متعلق بھی ایک بزرگ سے سنا ہے کہ ان کی نسبت موسوی تھی مگر خود ان کو اپنی نسبت کا علم نہیں تھا ان کے کسی معاصر بزرگ کے پاس ان کے مرید زیارت کے لئے جا رہے تھے آپ نے چلتے وقت فرمایا کہ ان حضرت سے میرا بھی سلام کہنا مرید نے جا کر پیر کا سلام پہنچایا انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اپنے یہودی پیر سے ہمارا سلام کہنا یہ سن کر شیخ نجم الدین کبریٰ پر وجد طاری ہو گیا اور فرمایا کہ الحمد للہ مجھے اپنی نسبت معلوم ہو گئی کہ موسوی ہے اس پر حضرت والامولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کسی کو حق نہیں کسی کی نسبت پر کچھ اعتراض کرنے کا.....

انج اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں بعض یہودی اور عیسائی بھی ہوتے ہیں اور یہ لوگ مرتبے ہوئے کلمہ بھی اسی نبی کا پڑھتے ہیں جس کی نسبت ان پر غالب ہوتی ہے کوئی (لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ / کوئی لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ) پڑھتا ہے مولانا اشرف علی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے کسی شخص پر اعتراض کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ مسلمان نہیں مولانا اشرف علی کی ایسی تعلیمات کو پوری دنیا تک پہنچانے کے لئے مولوی الیاس صاحب نے جماعت تبلیغ بنائی تھی ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

ایک بار فرمایا حضرت مولانا تھانویؒ نے بہت بڑا مکام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو (ملفوظات مولانا الیاس۔ ملفوظ ۵۶)۔

ولی کوعلی قدم عیسیٰ اور کسی کوعلی قدم موسیٰ حسب اختلاف شنوں کہا جاتا ہے اور یہ سب شان میں آنحضرت ﷺ کے شنوں کے القاب ہیں۔ آپ ان سب شنوں مختلفہ کے جامع ہیں پس جس کو آپ کی شان ملقب بہ شان موسیٰ سے فیض ہوا اس کوعلی قدم موسیٰ اور جس کو آپ کی شان عیسیٰ سے فیض حاصل ہوا اس کوعلی شان قدم عیسیٰ وغیرہ ہماستے تعبیر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (فاتبعوا ملة ابراہیم حنیفا) سو تم ملت ابراہیم کی اتباع کرو جس میں ذرا بھی نہیں نسبت موسوی شنوں محمد یہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک شان ہے عیسیٰ روح اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، یہ سب حضور اکرم ﷺ کے شنوں ہی کے اسماء ہیں جن لوگوں میں ان شنوں موسویہ اور شنوں عیسیویہ کا غلبہ ہوتا ہے بعض اوقات وہ لوگ مرتبے وقت (لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ ، لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ) پڑھنے لگتے ہیں جس کی حقیقت عوام نہیں سمجھتے چونکہ حضور اکرم ﷺ جامع الکمالات ہیں پس اس سے مستفید ہونا نہ اس سے حیثیت سے ہے کہ وہ دراصل کمال موسوی ہے بلکہ اس حیثیت سے ہے کہ وہ دراصل کمال محمدی ہے شریعت و طریقت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ص ۲۲-۲۳۔

اپنے یہودی پیر سے میرا سلام کہنا
اسی نسبت موسوی و عیسیٰ کو بیان کرتے ہوئے اشرف علی صاحب (الافاضات الیومیہ ج اص ۲۵۲) میں فرماتے ہیں۔

دل ان کو دیکھ لیتا ہے دنیا و آخرت کی تمام مخفی چیزیں اس کے سامنے ہو جاتی ہے۔ اس سے صوفی جس کو وہ اپنی اصطلاح میں سالک بھی کہتے ہیں دوزخ و جنت حتیٰ کہ لوح محفوظ میں کس کی کیا تقدیر لکھی ہے اس کا ان کو علم ہوتا ہے صوفیاء کی کتابیں پڑھنے والے اس سے ناقص نہیں۔ دنیا و مافیحہ کے مکمل کشف کے حصول کے آگے مدارس کا علم بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر انسان کو دنیا و مافیحہ کا مکمل کشف حاصل کرنا ہو تو علم کے مرکز سے اس کو دور رہنا ہو گا۔ اس لئے جماعت تبلیغ کے اہل کار مدارس کے اساتذہ و طلباء کو اپنے ساتھ خروج کرنے پر زور دیتے ہیں ان کے دینی علم سکھنے پر خروج کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔

مولانا الیاس فرماتے ہیں امام رازی نے تفسیر کبیر لکھی ہے لیکن بتلا و اس سے کتنے لوگوں کو فائدہ پہنچا ان متكلمین کے گروہ کے بر عکس دیکھو تو نظر آئے گا کہ خواجہ الجیری نے کتنا کام کیا حضرت نظام الدین اولیاء کے ہاتھوں کتنا بندگان خدا سید ہے راہ پڑے ہیں کیا تبلیغی کام ضروری ہے ص ۲۵۲ بحوالہ جماعت تبلیغ اپنے نصاب کے آئینے میں ص ۹۵۔

مولوی الیاس صاحب کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بھی ایسی تبلیغ چاہتے ہیں جو خواجہ الجیری اور نظام الدین اولیاء نے کی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں خواجہ الجیری اور نظام الدین اولیاء اور علی ہجوری لاحور والے صوفی تھے ان بزرگوں نے جس دین کی تبلیغ کی ہے وہ آج قوم کے سامنے ظاہر ہے یہ

اس واضح بیان کے بعد جماعت تبلیغ کے اصل ہدف اور مقصد حقیقی پر کوئی پرداہ نہیں رہا کہ اس جماعت کی تائیں صوفیت کے نظریے کو عام کرنے کے لئے ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اس جماعت کے ہر فرد کو اس حقیقت کا علم بھی ہو دنیا کے اندر ہر تحریک کی بنیاد کا ایک مقصد ہوتا ہے اس تحریک کے سربراہان اور لیڈر ان اس مقصد کے حصول کے لئے جاہل عوام کو استعمال کرتے ہیں ان لوگوں کو بتایا کچھ جاتا ہے اور لیڈر ان و سربراہان پارٹی کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے لوگ ان فریب کاروں و دھوکہ بازوں کے دھوکہ و فریب میں آ کر اپنی جانوں پر کھیل کر تحریک و تنظیم کے اصل مقصد کو پورا کر دیتے ہیں دنیا میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

جماعت تبلیغ کے مؤسسین ولیڈر ان اس جماعت کے افراد کارکنان سے جو مقصد لینا چاہتے ہیں وہ اور ہے اور جوان کارکنان کو سکھایا بتایا جاتا ہے وہ اور ہے اس جماعت کے لیڈر ان نے جماعت کو خروج اور چلوں پر لگا کر ان کو صوفی بنادیئے کا مقصد ملحوظ خاطر رکھا ہے صوفیاء کے مذہب میں عالم دنیا و مافیحہ کے کشف حاصل کرنے کے لئے اس نفس کو عذاب دینا ضروری ہے دنیا کی لذت کی چیزیں ترک کر کے یہ مقصد حاصل کیا جاتا ہے بیوی بچوں سے علیحدگی بھوک اور پیاس برداشت کرنا اس مقصد کے لئے ضروری ہے اس سے انسان کا دل روشن ہو جاتا ہے انسان کی آنکھیں جو چیز نہیں دیکھ سکتیں اس انسان کا منور روشن

بچاں سے زیادہ حج کئے۔

ابوالعباس سے اسی اور ابو عبدی اللہ مغربی سے ستانوے حج منقول ہیں کیا اندازہ ہے ان حضرات کے درجوں کا کہ ہر قدم پر ستر کرو ڈنیکیاں ان کو ملتی ہوں گی (فضائل حج فصل ۳)

یہ ہے اہل بدعت کا خرافی دین قرآن و سنت میں پیدل حج کی اس قدر رضیلت کہاں مذکور ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجَّ الْبَيْتِ مِنْ أَسْطَاعُ الْيَهُ سَبِيلًا﴾ (آل عمران : ۹۷) اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمہ جو طاقت رکھے وہاں تک پہنچنے کی بترجمہ اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولانا اشرف فرماتے ہیں سبیل کی تفسیر حدیث میں زادوراحلہ کے ساتھ آئی ہے یعنی حج اس آدمی پر فرض ہے جس کے پاس وہاں تک جانے کے لئے سفر خرچ اور سواری موجود ہو یہ قرآن کا حکم ان بعدتی اقوال و حکایات کے رد کے لئے کافی ہے۔

شیخ کی روح کسی خاص جگہ مقید نہیں بلکہ وہ مرید کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔

نیز مرید کو یقین کے ساتھ یہ جانا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گوشیخ کے جسم سے زیادہ حج کئے بغیرہ بن حکیم سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے مکہ سے چل کر

وہی دین ہے جس کا ان بزرگوں کے پیروکار ان کی قبروں اور مزاروں پر صحیح و شام مظاہرہ کرتے رہتے ہیں یعنی مزاروں پر اعتکاف قبروں و مزاروں کے نام کی نذر و نیاز قبروں و مزاروں کے چاروں طرف طواف اور قبر و مزار والوں سے فریاد و استغاثہ، ہر سال ان قبروں پر عرس و میلہ جات کا العقاد۔ الغرض یہ قبریں اور مزاریں بدعت و شرک کے اعمال و افعال سے صحیح و شام پر رہتی ہیں یہ بزرگان یہی دین یہی اسلام اپنے ماننے والوں کو دے گئے ہیں مولوی الیاس صاحب بھی تبلیغی جماعت کے ذریعہ لوگوں کو یہی دین پہنچانا چاہتے تھے چنانچہ مولوی زکریا صاحب نے تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال لکھ کر اور جماعت تبلیغ کو صرف انھیں کتابوں کے پڑھنے کی ترغیب دلا کر مؤسس جماعت کی روح کو تسلیم پہنچائی ہے تبلیغی نصاب و فضائل اعمال بدعت و صریح و جلی شرک سے بھر پور کتاب ہے ہر وہ دین جو کتاب و سنت کے علماء کے ذریعہ نہیں بلکہ ان پڑھ پیروں و خواجگان کے ہاتھوں پھیلا ہو وہ اہل بدعت کا دین تو ہو سکتا ہے قرآن و سنت والا دین نہیں ہو سکتا۔

ستر کرو ڈنیکیاں

اہل بدعت کے دین و اسلام کی اور جھلک اس واقعہ میں دیکھتے۔ علی بن شعیب سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے نیشاپور سے پیدل چل کر ساٹھ سے زیادہ حج کئے بغیرہ بن حکیم سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے مکہ سے چل کر

مولانا خلیل احمد صاحب سہار پوری دیوبند کے بڑے علماء میں سے تھے بذل الجھود فی حلابی داود سنن ابو داود کی شرح / کے مؤلف علماء دیوبند کے عقائد میں الحسن علی الحفند بھی انہیں کی تالیف ہے براہین قاطعہ بھی آپ ہی نے تالیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اردو زبان درس دیوبند سے سکھی تھی۔

مولانا کے بارے میں (تذکرۃ الخلیل ص ۳۷۱) میں لکھا ہے مزارات پر حاضری کے لئے سفر کرنا آپ کو پسند نہ تھا ہاں کسی سفر میں اپنے بزرگان سلسلہ کا مزار پڑتا تو حاضر ہو کر روحانی استفادہ کا جواہر طریق ہے اس پر عمل فرمائیتے اور مکرات پر نکیر کئے بغیر نہ رہتے ایک مرتبہ مولانا رحیم بخش صاحب کے ساتھ ایک بزرگ کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں سجادہ نشین نے مولانا کے ساتھ حضرت کو بھی چائے تو ش کے لئے مدد کیا۔ چائے سے فارغ ہو کر اٹھئے اور باہر نکل تو سجادہ صاحب نے دو بزرگ والوں میں مزار شریف کا چڑھاوا امٹھائی اور نقل پیش کیا۔ یہ ہے دیوبندیت کی توحید اور عقیدہ۔

خواجہ اجمیر کے مزار پر مراقبہ

اس عنوان کے تحت مؤلف تذکرۃ الخلیل لکھتا ہے ایک بار حضرت راندیر جانتے ہوئے اجمیر اترے تاکہ شیخ الطائف کے مزار پر حاضر ہوں حضرت مولانا تھانوی اور بندہ مؤلف تذکرہ ساتھ تھے میزبان چونکہ مزاورین کے حالات سے واقف

دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں (امداد السلوک ص ۲۷) یہ امداد السلوک بانی جماعت تبلیغ مولوی الیاس صاحب کے پیر رشید احمد صاحب گنگوہی کی تالیف ہے۔

گویا کہ اس بعدی عقیدے پر جماعت تبلیغ بھی مکمل عقیدہ رکھتی ہے اس کتاب کی اہمیت جماعت تبلیغ کے نزدیک کیا ہے اس سے واضح ہے کہ مولوی ذکریا صاحب نے اس کا مقدمہ تالیف کیا ہے۔

پیر اور شیخ کا اصطلاحی عالم ہونا ضروری نہیں

نیز جانتا چاہیے کہ شیخ کا جملہ علوم پر حاوی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ عبادات میں فرائض اور سنن و نوافل کی مقدار محمرات و ممنوعات کی اقسام اور جائز و ناجائز کے قابل علم کافی ہے (امداد السلوک ۲۰-۲۱)۔

یہی وجہ ہے کہ یہ صوفی پیر و مرشد جاہل ہوتے ہیں اور جس جماعت کے سربراہ و شیوخ دینی علوم سے جاہل ہوں اس جماعت کیا حال ہو گا۔ یہی وجہ ہے یہ صوفیاء سلسلے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، بدعت و خرافات سے پر ہیں۔ بلکہ اس مذہب کے بعض پیروکار حلول، وحدت الوجود و وحدت الموجود کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مزاروں کا چڑھاوا اور علماء دیوبند

سگ فارسی میں کتے کو کہتے ہیں۔ اس مکتب میں مولوی الیاس صاحب نے اپنے آپ کو شاہ عبدالعزیز اور سید احمد بریلوی کے آستانے کا کتا کہا ہے۔

یہ تبلیغ بندہ کے نزدیک طریقت/حقیقت، شریعت تینوں کو علی

وجہ الامم جامع ہے

مکاتیب الیاس کے مکتب ۱۸ میں مولانا الیاس صاحب کے یہ الفاظ درج ہیں بندہ ناجیز کے نزدیک یہ تبلیغ شریعت، طریقت، حقیقت تینوں کو جامع ہے۔ شریعت، طریقت، حقیقت کا کیا معنی ہے ملاحظہ ہو۔

صوفیاء کے نزدیک طریقت و حقیقت کیا ہے

کشاف اصطلاحات الفنون ص ۹۲۰ میں ہے حقیقت نزد صوفیاء ظہور ذات حق است بے حجاب تینات و موكشرت موصومہ درنور ذات، یعنی حقیقت صوفیاء کے نزدیک رب کے ظہور کو کہتے ہیں جو بے حجاب ہو یعنی پردے سے باہر جس میں صرف وحدانیت ہو کشت موصومہ جو ظاہر میں نظر آتی ہے اس کے نور میں محو ہو چکی ہے۔ اما الحق والحقیقت فی اصطلاح مشائخ الصوفیاء فالحق هو الذات والحقيقة هي الصفات مشائخ صوفیاء کی اصطلاح میں حق اللہ کی ذات کا نام ہے اور حقیقت اس کے صفات کا۔ والشريعة التزام العبودية والحقيقة مشاهدات الربوبية یعنی شریعت بندہ کا عبادت الہیہ

تھے کہ طواف اور سجدہ کرتے ہیں۔ اس لئے حسن تدبیر کے ساتھ کام کیا اور بعد عصر کا وقت تجویز ہوا، ہم سب حاضر ہوئے اور اندر کٹھرے کے قریب کھڑے ہو گئے حضرت تو جاتے ہی بیٹھ گئے اور مرائب ہو کر ایسے مستغرق ہو گئے کہ خبر ہی نہ رہی کہاں بیٹھے ہیں۔ (ص ۳۷۲-۳۷۳)

پیر کامل اگر جانماز کو شراب سے رنگ دینے کا کہہ تو رنگ دینا چاہیے

تذکرۃ الحلیل کے مؤلف نے طریقت کے زیر عنوان ایک فارسی کا شعر لکھا ہے اس کا ترجمہ حاشیہ کتاب میں یوں مذکور ہے اگر مرشد کامل کہے تو شراب سے جانماز کو رنگ دو کیونکہ راہ کو جاننے والا راہ اور نشان منزل سے بے خبر نہیں ہوتا (ص ۸۷)۔

شاہ عبدالعزیز و سید احمد بریلوی کے آستانہ کے کتے کی طرف سے خط

مولوی علی میاں ندوی نے ایک رسالہ مکاتیب الیاس کے نام سے تحریر فرمایا ہے اس رسالے میں بانی جماعت تبلیغ مولوی الیاس صاحب کا مکتب بائیں الفاظ درج ہے از سگ آستانہ عزیزی و احمدی کتاب کے حاشیے میں وضاحت ہے کہ عزیزی و احمدی لفظ سے شاہ عبدالعزیز اور سید احمد بریلوی کی طرف اشارہ ہے

پاخانہ میں

ایک سلسلہ نعمتوں میں فرمایا کہ ایک پیر کی حکایت ہے کہ ان کے مرید نے خواب بیان کیا کہ آپ کی انگلیاں شہد میں بھری پڑی ہیں اور میری پاخانہ میں پیر صاحب نے سن کر فرمایا کیوں نہ ہو تو دنیا کا کتا ہے اور ہم بزرگ اللہ والے ہیں مرید نے کہا ابھی خواب پورا نہیں ہوا کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ تمہاری انگلیاں میں چاٹ رہا ہوں اور میری انگلیاں آپ چاٹ رہے ہو) (الافتراضات الیومیہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ج ۳ ص ۲۹) یہ ہے بدئی پیروں و مشائخ کا حال۔

عشاق کی جنت وہ ہے جس میں دوست کی ملاقات ہو اور جہنم وہ جہاں وہ اس کے دیدار سے محروم ہوں
صوفیاء کے مذہب میں جنت اسکا نام ہے جہاں دوست کی ملاقات ہو اور جہنم وہ جگہ ہے جہاں وہ اس دیدار سے محروم ہو۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں عشاق کا مذہب تو یہی ہے کہ جنت کو وہ دوست کی ملاقات کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اسی طرح دوزخ کو فراق کی جگہ تصور کرتے ہیں (الافتراضات الیومیہ ج ۳ ص ۲۷)۔

تبیغ سے مولانا تھانوی کو ایصال ثواب

کا التراجم اور حقیقت رب کا مشاہد کرنا ہے وہر کہ مفید آنچہ پیغمبر علیہ السلام فرمودہ است وی از اہل شریعت است وہر کہ کند آنچہ پیغمبر کردہ است وی از اہل حقیقت است یعنی جو شخص وہ کرتا ہے جو پیغمبر نے کیا ہے وہ اہل شریعت میں سے ہے اور جو شخص وہ دیکھتا ہے جو پیغمبر نے دیکھا ہے وہ اہل حقیقت میں سے ہے: (الطريقة هي في اصطلاح الصوفية طريق موصل الى الله تعالى كما ان الشريعة طريق موصل في الجنة) صوفیاء کی اصطلاح میں شریعت جنت تک جانے کا راستہ ہے اور طریقت برادر است رب تعالیٰ کی ذات تک جانے کا راستہ ہے مشائخ صوفیاء کی اصطلاح میں حق توزات ہے اور حقیقت صفات اور اس سے مراد ذات و صفات حق تعالیٰ لیتے ہیں چنانچہ جب مرید کو چھوڑ کر اور خواہشات نفس کی حدود سے نکل کر عالم احسان تک پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ علم حقیقت تک پہنچ گیا اور حقیقتوں کا عالم بن گیا اگر چہا بھی وہ عالم صفات و اسماء میں ہوتا ہے اور جب مرید ذات تک پہنچ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ تک رسائی پا گیا امداد السلوک ص ۲۷ اموزنہ رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی۔

ایک مرید کا خواب کہ پیر کی انگلیاں شہد میں ہیں اور مرید کی

دیں اور جو سمجھ میں آوے کریں۔ (تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات مؤلف مولانا زکریا صاحب ص ۱۲۸-۱۲۹)۔

اسی ہدایت پر جماعت تبلیغ گامزن ہے اس جماعت کے معمولات پر جتنا اعتراضات کئے جائیں چاہے قرآن و سنت سے دلیل دے کر ان کے اعمال کو بدعت ثابت کر دیا جائے تو بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا ان کی کتاب تبلیغی نصاب اور فضائل اعمال میں مذکورہ واقعات کے جھوٹ کو جس قدر بھی واضح کر دیا جائے مگر وہ ان واقعات و حکایات کو چھوڑنے پر کبھی تباہ نہیں ہوتے ان کو یہی تعلیم ہے کہ مخالف کا ہر اعتراض بکواس ہے بک بک ہے اس کی طرف مطقاً توجہ نہ کی جائے۔

سمندروں اور دریاؤں پر صوفی کی حکومت

مولانا زکریا صاحب فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے ایک قصہ اکثر سنادہ فرماتے تھا ایک شخص کو پانی پت ایک ضرورت سے جانا تھا راستہ میں جمنا پڑتی تھی جس میں اتفاق سے طغیانی کی صورت تھی کہ کشتی بھی نہ چل سکتی تھی یہ شخص بہت پریشان تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں جنگل میں ایک بزرگ رہتے ہیں ان سے جا کر اپنی ضرورت کا اظہار کرو اگر کوئی صورت تجویز کریں تو شاید کام چل جائے ویسے کوئی صورت نہیں لیکن وہ بزرگ اول خفا ہو گئے انکار کریں گے اس سے ما یوس نہ ہونا چاہیے چنانچہ وہ شخص گیا اس جنگل میں ایک جھونپڑی

انہیں مولا نتحانوی کے لئے بانی جماعت تبلیغ جماعت کو حکم دیتے ہیں کہ حضرت تھانوی کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا جائے ہر طرح کی چیز سے ان کو ثواب پہنچایا جائے کثرت سے قرآن شریف ختم کرائے جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہو کر پڑھیں بلکہ ہر شخص کا تھانوی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے تبلیغ میں نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے اس لئے اس صورت سے زیادہ ثواب پہنچاو۔ (مکاتیب الیاس بنام کارکنان میوات مکتوب ۸)

جماعت تبلیغ کے کارکنان کو منافقین کی بات نہ سننے کا حکم جماعت تبلیغ سے چونکہ ایک خاص مقصد وابستہ ہے وہ صوفیت اور دیوبندی مذہب کو دنیا میں پھیلانا ہے اسی لئے کارکنان جماعت کو ان الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے۔

تبلیغ والوں پر یہ مستقل اعتراض ہے کہ معتبرین کے اعتراضات کی طرف التفات نہیں کرتے میرے نزدیک یہ اعتراض لغو ہے اس لئے کہ بلا عنین گول مول اعتراض کی طرف کون توجہ کر سکتا ہے بالخصوص تبلیغ والے حضرات کو تو اپنے مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے اتنی فرصت نہیں رہی کہ ایسے لغو اعتراضات کی طرف التفات کریں اکابر نے بھی کبھی التفات نہیں کیا حضرت حکیم الامت پر ہمیشہ اعتراضات کی بوجھاڑ ہر طرف سے رہی حضرت کا ارشاد ہے اعتراض سے تو انسان کسی حالت میں بھی نہیں بچ سکتا بس اسلام یہ ہے کہ معتبرین کو بنے

ص ۳۸۸ پر ہے مولوی ذکریا صاحب نے اس قصے کو آپ بیتی ۲ ج اص ۱۹ مکتبہ مدینیہ لاہور میں بھی ذکر کیا ہے مولوی ذکریا صاحب نے ایک اور قصہ اسی آپ بیتی ۲ ص ۵۳ میں ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے پر تھے دوسرے بزرگ دوسرے کنارے پر ایک بزرگ کے جو بیوی بچوں والے تھے اپنی بیوی سے کہا کہ کھانے کا ایک خوان لگا کر دریا کے دوسرے کنارے جو بزرگ رہتے ہیں ان کے پاس لے جاؤ اور ان کو کھلا کر آؤ بیوی نے کہا کہ دریا گہرا ہے میں اس کو کس طرح پار کر کے دوسرے کنارے جاؤں گی فرمایا جب دریا میں قدم رکھنا تو میرا نام لے کر کھانا اگر میرے اور میرے شوہر کے درمیان وہ تعلق ہوا ہو جوزن و شوہر میں ہوا کرتا ہے تو مجھے ڈبودے ورنہ میں پار ہو جاؤں اس نے یہی کھانا تھا کہ دریا پایا ہو گیا اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں وہ دریا کے پار ہو گئیں انہوں نے کھانے کا خوان اس بزرگ کو پیش کیا انہوں نے اس کو اکیلے تناول فرمایا جب واپس ہونے کا وقت آیا تو ان کو فکر ہوئی کہ آنے کا وظیفہ تو مجھے معلوم ہو گیا اب جاتے وقت کیا کہوں اس بزرگ نے اس کی پریشانی دیکھی تو اس سے دریافت کیا انہوں نے کہا میں دریا سے کس طرح پار ہوں انہوں نے فرمایا کہ اب جائے تو میرا نام لے کر کھانا کہ اس نے ایک لقمہ کھایا ہو تو میں ڈوب جاؤں ورنہ پار ہو جاؤں چنانچہ وہ پار ہو گئیں اب انہوں نے شوہر سے پوچھا کہ آپ نے

تھی اس میں اس کے اہل و عیال رہتے تھے اس شخص نے روکا پنی ضرورت کا اظہار کیا کہ کل مقدمہ کی تاریخ ہے جانے کی کوئی صورت نہیں اول تو انہوں نے حسب عادت خوب ڈانٹا کہ میں کیا کر سکتا ہوں میرے قبضے میں کیا ہے اس کے بعد جب اس نے بہت زیادہ عاجزی کی تو انہوں نے فرمایا کہ جمنا سے جا کر کہدو کہ ایسے شخص نے مجھے بھیجا ہے جس نے عمر بھر کبھی پکھنیں کھایا نہ یہوی سے صحبت کی یہ شخص واپس ہوا ان کے کہنے کے موافق عمل کیا جمنا کا پانی ایک دم رک گیا اور یہ شخص پار ہو گیا جمنا پھر حسب معمول چلنے لگی لیکن اس شخص کے واپس ہونے کے بعد ان بزرگ کی یہوی نے رونا شروع کر دیا کہ تو نے مجھے ذلیل اور رسوا کر دیا بغیر کھائے تو خود بچوں کر ہاتھی بن گیا اس کا تجھے اختیار ہے اپنے متعلق جو چاہے جھوٹ بولدے لیکن یہ بات کہ تو کبھی یہوی کے پاس نہیں گیا اس بات سے مجھے رسوا کر دیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اولاد جو پھر رہی ہے یہ سب حرام کی ہے اس پر بزرگ نے کہا کہ غور سے سن میں نے جب سے ہوش سن بھالا ہے کبھی اپنی خواہش نفس کے لئے کوئی چیز نہیں کھائی ہمیشہ جو کھایا اس نیت سے کھایا کہ اس سے اللہ کی اطاعت کے لئے بدن کو قوت پہنچے اور جب بھی تیرے پاس گیا ہمیشہ تیر الحق ادا کرنے کا ارادہ رہا کبھی اپنی خواہش کے تقاضے سے صحبت نہیں کی قصہ ختم ہوا (فضائل صدقات لکھنا نہ فیضی لاہور ص ۵۲۹-۵۲۰)۔
یہ قصہ فضائل صدقات ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی کے

جو بارش اولوں کا زور شروع ہوتا تھا تو سارے راستے مسدود ہو جاتے تھے اس زمانے میں ایک عجیب واقعہ سنئے میں آیا تھا اللہ جانے کیا حقیقت تھی ایک فسادیوں کا ہجوم بھوگل کی طرف سے حملہ کے لئے آیا لیکن ایک دم بھاگ گیا لوگوں نے ان سے پوچھا کیا بات پیش آئی انھوں نے کہا کہ یہاں کے زندہ تو زندہ مردے بھی لڑتے رہتے ہیں اور مقابلے کے لئے تیار ہیں ان لوگوں نے بیان کیا کہ جب ہم مسجد بغلہ کے قریب پہنچے تو قبروں سے مردے اٹھتے ہوئے نظر آئے اس لئے ہم واپس ہو گئے (آپ بیتی ۵۲ ص ۵۲)۔

دیوبندی علماء و بزرگوں کی کرامات کو، دیوبندی مذہب میں حلال ہے

مولوی زکریا صاحب دیوبندی تبلیغی نے اپنی کتاب آپ بیتی ۳ ص ۲۲۰ میں لکھا ہے مولوی رشید احمد گنگوہی نے ایک طالب علم کو غصے میں کہا چل تو تباولا ہے، چند ہی روز بعد یہ طالب علم باولا ہو گیا۔ اس زمانے میں کوئے کام سلسلہ بھی زوروں پر تھا یہ طالب علم بانس کے اوپر کوئے کو باندھ کر سارے دن گنگوہ کی گلیوں میں یہ اعلان کرتا پھرتا تھا کہ یہ کو احلال ہے میں کہتا ہوں حنفی دیوبندی مذہب میں کو احلال ہے اس لئے یہ طالب علم اس کی حلت کی تشهیر کرتا پھرتا تھا (معین الدین یہج ص ۱۶۵) میں ہے (وقال ابوحنیفہ لا بأس با کل

صاحب اولاد ہو کر خلاف واقعہ بات کیوں کہی اور اس بزرگ نے آنکھوں کے سامنے پورا کھانا تناول کرنے کے باوجود ایک لقمه بھی کھانے سے انکار کیوں کیا تو اس بزرگ نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کیا امر الہی سے کیا اپنے نفس کی خواہش سے نہیں کیا اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ امر الہی سے کیا نفس کا اس میں کوئی حصہ نہیں تھا۔

اس قسم کی حکایات اگر کوئی بدعتی و مشرک بیان کرتا تو تجب نہ ہوتا لیکن دیوبندی مذہب اور تبلیغی جماعت کے بڑے شیخ نے بیان کیا ہے ان واقعات کی تردید بھی انہوں نے نہیں کی جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان واقعات کو سچا سمجھتے تھے اور یہ مخدودین لوگ جن کے حکم سے دریاؤں کے پانی آنا فنا رک جاتے تھے دیوبندی و تبلیغی شیخ کے نزدیک صاحب خدمت ابدال تھے جن کے ہاتھوں میں کائنات کا نظام ہے انہیں کے حکم سے دریا، ہوا میں، بارشیں، بلکوں و قوموں کی جنگوں میں ہاروجیت ہوتی ہے یہ ہے دیوبندی مذہب جو اہل توحید ہونے کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں اہل سنت و الجماعت کا لیبل لگا کر اپنا اصلی و حقیقی چہرہ لوگوں سے چھپا رکھا ہے۔

یہاں کے زندہ تو زندہ مردے بھی لڑتے ہیں کئی مرتبہ نظام الدین کی مسجد بغلہ مرکز تبلیغ پر حملہ کی مؤوث روایات سنئے میں آئیں مگر ہر مرتبہ اللہ جل شانہ نے اس قدر مد فرمائی کہ مغرب کے وقت سے

سوائی قاسمی کے مؤلف نے مولوی قاسم نانوتی کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ ایک جگہ پر شیعوں نے مولوی صاحب کے آگے ایک نوجوان لڑکے کا فرضی جنازہ رکھا حقیقت میں یہ لڑکا زندہ تھا مولوی صاحب سے انہوں نے کہا اس میت کا آپ جنازہ پڑھادیں مولوی صاحب نے کہا تمہارا ندہب اور ہے میرا اور ہے میں تمہارا جنازہ کیسے پڑھ سکتا ہوں مگر انہوں نے آپ کو مجبور کر دیا اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم مولوی صاحب کا نداق اڑائیں گے مولوی صاحب نے جنازہ شروع کر دیا اور دو تکبیریں ہو گئیں اور ان کے منصوبے کے مطابق میت یعنی لڑکا نہیں اٹھا تو ان میں سے کسی نے ہونہ کے ساتھ جنازہ کو اٹھ کھڑے ہونے کی سکارداری مگر نہ اٹھا حضرت نے تکبیرات ار بعہ پوری کر کے اسی غصے میں فرمایا اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اٹھ سکتا (ص ۲۷ ج ۲) حاشیہ مولوی رفع الدین صاحب کے والد صاحب کی قبر سے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی مفتی صاحب نے قبر پر جا کر کہا کیوں لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے اس جملہ کا زبان سے نکلا تھا کہ وہ آواز بند ہو گئی اور پھر کبھی سنائی نہ دی کیا تھکانہ ہے اس تصرف کا جو زندوں سے گزر کر برزخ تک پہنچا ہوا اور قبر والوں پر بھی موثر ہوتا ہو گویا قبر والے برزخ میں بھی ان مریبیان دین کے وعظ و پند اور تنبیہ کے شائق اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند پیش لفظ ص ۳۸) مفتی صاحب کے والد موت کے وقت

العقحق (امام ابوحنیفہ نے کہا کوئے کے کھانے میں مضائقہ نہیں ہے یہ کو اکبورة کے برابر بھی دم کا سیاہ سفید ملا ہوا پرندہ ہوتا ہے بعضے اس کو منحوس کہتے ہیں اور آواز اس کے عنق عق سے مشابہ لکھتی ہے اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہیں یہی اصح ہے حضرت حافظ صاحب بھوپال میں تشریف فرماتھے اس زمانے کے تصرفات کے قصہ مشہور ہیں اخفاء حال بہت تھا و مسرور کے سامنے تجدب بھی نہیں پڑھتے تھے ایک تقریب میں تشریف لے گئے بعض اعزاء کو خیال ہوا کہ آج حافظ کے معمولات دیکھنے کا موقع ملے گا جب سب لیٹ گئے اور حافظ صاحب نے اندازہ کیا یہ سب سو گئے ہیں تو پچکے سے اٹھ لوٹا اٹھانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک صاحب جلدی سے چار پانی پر بیٹھ گئے حافظ صاحب جلدی سے اپنی چار پانی پر لیٹ گئے آدھ گھنٹہ پون گھنٹہ بعد یہی صورت پیش آئی حافظ صاحب پھر لیٹ گئے تیسرا بار میں جب یہ قصہ پیش آیا ان صاحب کے پیٹ میں درد اس قدر ہوا کے تڑپ گئے حافظ صاحب سے معافی مانگی اور جب وہ بہت بے قرار ہوا اور حافظ صاحب کو ترس آیا تو فرمایا کہ دوسروں کو ستانے کا یہی حشر ہوا کرتا ہے (آپ بیتی ۵ ص ۶۷۵)۔

قاسم نانوتی صاحب نے زندہ آدمی کا جنازہ پڑھا وہ ان کی کرامت سے مر گیا

سے فرمایا۔ یا جبار کی شان میں پڑھ دی تھی! یا جبار کی کیا شان تھی اس کے بارے میں مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کامیں میں ایک درجہ ہے ابوالوقت کہ وہ جس وقت جس تھی کو چاہیں اپنے اوپر وارڈ کر لیں۔ (کذاسمعت مرشدی) پس عجب نہیں کہ شاہ عبدالقدار صاحب نے اس وقت اپنے اوپر جبار کی تھی کو وارڈ کیا ہوا اور اس کی مظہریت کی حیثیت سے اس کی توجہ سے دفعہ فرمایا ہو..... ان۔ یعنی شاہ صاحب اس وقت رب تعالیٰ کی صفت (جب) کے مظہر تھے اسی مظہریت سے انہوں نے مریض کوشفادی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا رب تعالیٰ کی جتنی صفات ہیں اولیاء میں سے جو لوگ ابوالوقت کہلاتے ہیں وہ جب چاہیں ان صفات میں سے کسی بھی صفت سے متصف ہو سکتے ہیں پھر اس وقت وہ شان عبدیت سے نہیں شان الوہیت سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔

قبروں پر قبّہ بنانا

سوال : قبر اور قبّہ بنانے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

جواب : شامی میں نقل کیا ہے۔ (وقیل لا یکرہ البناء اذا كان الميت من المشائخ والعلماء والسدادات) یعنی کہا گیا ہے کہ قبر پر قبّہ بنانا مکروہ نہیں جس وقت کہ میت مشائخ اور علماء و سادات میں سے ہو۔ لیکن قبور کے انہدام کا حکم فقهاء نے نہیں کیا۔ اور بعض آثار سے ثبوت قبّہ و مزار کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ

سخت تکلیف میں تھے مفتی صاحب نے ان کی چار پائی کے پاس بیٹھ کر مراقبہ کیا اس سے ان کے چہرے پر رونق آگئی اس واقعہ سے حضرت مسیح کے اس غیر معمولی تصرف و توجہ کا پتہ چلتا ہے جو مخلوق کا بیڑا اپار لگانے میں ان بزرگوں سے نمایاں ہوا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۳۸)

پیش لفظ - مفتی صاحب نے اپنے کھلے تصرفات سے اپنے بھائی مطلوب الرحمن صاحب عثمانی کی بہت زیادہ دلگیری فرمائی ہے (ج ۱ ص ۲۱)

مولوی ابراہیم صاحب کراچی جو مفتی صاحب کے پیر بھائی تھے ایک دوکاندار نے ان کے ساتھ بد معاملگی کی جس پر مولا نا کو غصہ آگیا اس کی دوکان پر تیز نگاہ کی تو اس کی دوکان کا سامان اللہ پلٹ ہو گیا (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۲۱)

شاہ عبدالقدار ایک مرتبہ چلے کے ارادہ سے پیر ان کلیر شریف تشریف لے گئے تھے جب بھی مراقب ہوئے یہی صد اآلی کہ اپنا کرنا اپنا بھرنا (آپ بیتی ۶ ص ۸۳۲)۔

ابوالوقت اولیاء

اور آپ بیتی ۶ ص ۸۷۷ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی پر جن آیا کرتا تھا شاہ عبدالعزیز اور شاہ غلام علی صاحب نے جھاڑ پھونک کی مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ شاہ عبدالقدار نے اس کو جھاڑ اتوہ ٹھیک ہو گیا اس بارے میں شاہ عبدالقدار سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا پڑھا انہوں نے کہا سورہ فاتحہ، کہا کس خاص ترکیب

فرمایا حضرت جیند بغدادی بیٹھے تھے ایک کتاب سامنے سے گزرا آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی وہ اس قدر باکمال ہو گیا کہ شہر کے کتنے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا سب کتوں نے اس کے گرد حلقة باندھ کر مراقبہ کیا (شامم امدادیہ ص ۲۸ از اشرف علی صاحب تھانوی)۔

کیا صوفیاء اتنے باکمال ہوتے ہیں ان کے نظر پڑنے سے کتنے بھی باکمال ہو جاتے ہیں۔ ہمارے نبیؐ کی نظر بلکہ تبلیغ سے سگا چچا ابوالعب مسلمان نہیں ہو سکا اور ابو طالب بھی حالت کفر پر مراگر صوفیاء ہیں کہ کتوں کو بھی ایک نظر سے باکمال کر دیتے ہیں۔

صوفیاء کے دو اسلام

صوفیاء کے مذهب میں اسلام دو ہیں ایک نہیں اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں اسلام شرعی خداوخلق سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام حقیقی محض خدا سے تعلق رکھتا ہے شامم امدادیہ ص ۳۲ مسلمانوں کا تو ایک دین ہے مگر شیطانی صوفیاء کے دو دین ہو سکتے ہیں۔

سات اولیاء نے اپنے بدن کا گوشت اللہ کے نام پر درندے کو کھلایا

ایک دن آپ (کتاب میں شیخ عبدالقدار جیلانی کو غوث اعظم لکھا ہے نعوذ

منقول ہے کہ عمر حضرت ابراہیم خلیل کی قبر پر پہنچے وہاں دور رکعت نفل پڑھی اور انہدام قبہ کا حکم نہیں فرمایا لہذا یہ فعل جس نے بھی کیا ہے اچھا نہیں کیا اور اثر حضرت عمر سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانے میں بھی وجود قبہ تھا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۸۹-۳۹۰)۔

حالانکہ جناب عمرؓ کے مذکورہ اثر کا مفتی صاحب نے کوئی حوالہ نہیں دیا اس اثر کے صحیح ہونے کے بعد ان کے فتویٰ میں وزن ہو سکتا ہے ورنہ نہیں اور یہ سفید جھوٹ اور عمرؓ پر تہمت ہے۔ کیا عمرؓ جیسے موحد سے یہ ممکن ہے وہ قبر کے پاس نماز پڑھیں۔ نہیں ہرگز نہیں یہ مشرکوں کا عمل ہے عمرؓ اس سے بری ہیں۔

مرنے کے بعد بھی بزرگوں کے فیوض و برکات باقی رہتے ہیں

سوال : اولیاء اللہ کے تقربات اور ان کے فیوض و برکات بعد وصال موجود رہتے ہیں یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہو جاتے ہیں؟

جواب : فیوض و برکات ان کے بعد موت باقی رہتے ہیں مثلاً یہ کہ ان کی زیارت و قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۷۷ جلد ۵)

جنید کی نظر پڑنے سے کتاب باکمال ہو گیا

نہیں تو ان کی ولایت مشکوک ہو جاتی ہے اور خروج وچلے سب بے اثر
لا الہ الا اللہ کے تین معنی

صوفیاء کے نزدیک لا الہ الا اللہ کے باعتبار و مراد ان کے تین معنی ہیں
اول : لا الہ الا اللہ، یعنی لا معبود الا اللہ

دوم : لا الہ الا اللہ، یعنی لا مقصود الا اللہ

سوم : لا الہ الا اللہ، یعنی لا موجود الا اللہ

یہ تیرا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے شامم امامیہ ص ۳۲۳ امداد المشتاق ص ۳۳
لاموجود الا اللہ کے عقیدے والے کو سب سے اعلیٰ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ
دیوبندی و تبلیغی جماعت وحدت الوجود کی قائل ہے۔

حکیم الامت کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ان کے ہاں کلمہ کا اصل و صحیح معنی
(لاموجود الا اللہ ہے) یعنی نہیں کوئی موجود مگر اللہ گویا کہ یہ سب کائنات جو اللہ
کے سوانظر آتی ہے وہ اللہ سے جدا نہیں بلکہ اس کی ذات کا جزو و حصہ ہے اس لئے
صوفی کے عقیدے میں دنیا کی کوئی چیز رب تعالیٰ کا غیر نہیں نہ عذ باللہ من ذالک.
اس سے معلوم ہوا کہ کسی صوفی کے کلمے کا خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی کوئی
اعتبار نہیں کیونکہ ان کے کلمے کا معنی لا معبود الا اللہ نہیں بلکہ لا موجود الا اللہ ہے۔

باللہ من ذالک) نے دیکھا کہ سات ڈھانچے ہڈیوں کے رکھے ہیں دریافت ہوا
کہ ایک درندے نے خدا سے دعا کی کہ مجھ کو اپنے دوستوں کا گوشت کھلا۔

وہ ساتوں آدمی پیش کئے گئے اور اس درندے نے گوشت ان مردان کا کھانا
شروع کیا جس وقت درندہ دانت مارتا تھا وہ لوگ ہرگز دم نہ مارتے تھے یہاں
تک کہ اپنا تمام گوشت راہ مولیٰ میں شارکر دیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں
(امداد المشتاق ص ۲۲۴ از اشرف علی صاحب تھانوی).

یہ سات اولیاء کوں سے تھے اس بارے میں اشرف علی صاحب کا کلام ملاحظہ ہو
: عاشق دو طرح پر ہیں عاشق ذاتی، و عاشق صفاتی، اور مرتبہ عاشق ذاتی کا
عاشق صفاتی سے زیادہ ہے کیونکہ عاشق ذاتی پر جو کچھ وارد ہوتا ہے اس کو ذات
الہی سے جانتا ہے پس اس وجہ سے رضا و تسلیم میں مرتبہ عالیہ پاتا ہے ایک دن
عبد القادر جیلانی سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے تھے ناگاہ نظر بصیرت سے
ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی
سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا وہ ساتوں آدمی اولیاء اللہ اس امر کو خلاف خیال
کر کے آپ سے ناخوش ہوئے آپ نے ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیا یہی وہ
اولیاء تھے جنہوں نے اپنا گوشت درندے کو کھلایا امداد المشتاق۔

یہ ہے صوفیاء کی شیطانی کہانی دیوبندی شیخ کی زبانی۔ کیا تبلیغی جماعت کے
بزرگوں میں سے کسی نے اپنا گوشت اللہ کے نام پر کسی درندے کو کھلایا ہے اگر

کہا ﴿خَلَقْتُنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ (الاعراف : ۱۲) یہ سمجھا کہ یہ خطاب کس نے کیا ہے اور واجب الاتباع ہے اور نظر باطن پر نہ کی کہ آدم مظہر کس کے ہیں کیا ہم بیت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ وہ پھر وہ سے بنائے ہیں لیکن چونکہ اس کا (یعنی خدا کا) مظہر تھا پس مسجدوالیہ ہوا (شامم امدادیہ ص ۶۶).

اللہ کی زیارت کرنی ہے تو عشاء کی نماز نہ پڑھ

ایک مرید نے اپنے مرشد سے اللہ تعالیٰ کی زیارت نہ ہونے کی شکایت کی مرشد نے جواب دیا اس وقت نماز عشاء نہیں پڑھو مقصد حاصل ہو جائے گا اس کو تجھ ہوا اور فرض نماز ترک کرنا گوارا نہ ہو اصرف سنت نہیں پڑھی رات کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خوب میں دیکھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے کیا کیا کہ تو نے میری سنت ترک کر دی صحیح کو اس نے مرشد سے کیفیت بیان کی انہوں نے فرمایا اگر فرض نماز ترک کرتا تو خدا کا دیدار ہوتا انھی فرمایا گناہ کرنے سے بعد اور اعراض ہوتا ہے نہ قرب وصل لیکن چونکہ اس کو خدا کی طرف کشش تھی اور مرتبہ محبو بیت میں تھا نماز ترک کرنے سے اس کا مرتبہ گھٹ جاتا اور یہ اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ تھا پس واسطہ تعبیہ کے لامحالہ تخلی ہوتی اور مقصد حاصل ہوتا (شامم امدادیہ ص ۶۵-۶۶ امداد المنشاق ص ۸۲ مؤلف اشرف علی تھانوی)۔

یہ ہے صوفیت کا حقیقی و اصلی چہرہ عبادت الہیہ ان کے ہاں مرتبہ حق ایقین والوں سے ساقط ہو جاتی ہے اس لئے بہت پیر و مرشد اپنے آپ کو مرتبہ حق ایقین پر

مرتبہ حق ایقین پر پہنچنے سے تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں فرمایا آیت (واعبدربک حتی یا تیک الیقین) میں علمائے ظاہر نے ایقین سے مراد موت لی ہے لیکن نزد صوفیاء ایقین کے مبنی مراتب ہیں (۱) علم ایقین (۲) عین ایقین (۳) حق ایقین بسب سے بڑھ کر حق ایقین ہے یہ ایسا مرتبہ ہے جب آدمی (موتو اقبال ان تموموا) پر پہنچتا ہے تب حاصل ہوتا ہے اور اس مرتبہ پر پہنچ کر تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں (شامم امدادیہ ص ۳۶ امداد المنشاق ص ۳۸)۔

فرمایا مراتب ایقین قین ہیں علم ایقین مرتبہ ادنی عین ایقین مرتبہ وسطی حق ایقین مرتبہ اعلیٰ ہے حق ایقین مرتبہ فنا فی الفنا ہے مثال یوں ہے علم حرارت آتش علم ایقین ہے جب اس پر انگلی رکھی جائے تو عین ایقین ہے اور جب لوہ ہے کو خوب گرم کیا جائے اور اس وقت لوہا کہے (انا النار) یہ مرتبہ حق ایقین ہے اس مرتبہ میں عبادت ساقط ہو جاتی ہے (شامم امدادیہ ص ۳۸)۔

بعض کتابوں میں ابلیس کی مدح پائی جاتی ہے

مولوی اشرف علی صاحب نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ سے استفسار کیا کہ بعض کتب میں مدح ابلیس کی مدح پائی جاتی ہے چونکہ تو حید و عشق اس کا اعلیٰ درجہ کا تھا اس لئے آدم کو سجدہ گوارا نہ ہوا فرمایا ابلیس ناکار نے ظاہر پر نظر کی اور

تھا اس نے اپنے مرشد کے سامنے اس کی یہ تاویل پیش کی کہ میں رب تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہوں یہ لوگ مجھ اس کی ذات گرامی سے ہٹا کر اس کے نام کے کلمہ کے پڑھنے کی تلقین کر رہے ہیں کہاں اس کی حقیقی ذات اور کہاں اس کا غالی نام۔ یہ ہے صوفیاء کادین و اسلام مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی، حکیم الامت ان صوفیاء کے واقعات اس طرح بیان فرماتے ہیں گویا اللہ کے مقرّب ترین بندے ہیں۔

عورت مظہر مرد کی ہے اور مرد مظہر حق کا ہے

اہل توحید ہونے کی دعویدار دیوبندی جماعت کے بڑے عالم حکیم الامت جس کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے مولوی الیاس صاحب نے تبلیغی جماعت بنائی ہے (شامم امامیہ ص ۷۰) میں لکھا ہے عورت مظہر مرد کی ہے اور مرد مظہر حق کا ہے پس عورت مظہر و آئینہ حق تعالیٰ ہے اور اس میں جمال ایزدی نمایاں ہے ملاحظہ کرنا چاہیے (تعالیٰ اللہ عما یقولون علوٰ اکبیر) پہلے زمانے کے مشرک انبیاء و اولیاء کو اللہ کے بیٹے کہا کرتے تھے اس امت کا صوفی ان کو مظہر کہتا ہے معنی دونوں باتوں کا ایک ہے۔

جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ اس کے اسماء و صفات ہیں

فرمایا آیت ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْإِسْمَاءُ الْحَسَنَى﴾ (طہ : ۸) سے

سمجھنے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے اور رب تعالیٰ کی جن صوفیاء کو زیارت نہ ہو رہی ہو وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں زیارت ہو جائے گی یعنی نماز پڑھنے سے نہیں نماز ترک کرنے سے رب ملتا ہے نعوذ باللہ۔

وقت نزع کلمہ پڑھنے سے انکار

صوفیاء میں سے ایک صاحب جب قریب المرگ ہوئے وقت نزع لوگوں نے تلقین کلمہ شروع کیا وہ منہ پھیر لیتے تھے سب کو تجب تھا کہ ایسے بزرگ کی یہ حالت ہے جب مرشد تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے فرمایا الحمد للہ یہ مجھ کو پریشان کرتے ہیں اور مسمی سے اسم کی طرف لاتے ہیں پس مراتب لوگوں کے مختلف ہیں ان کے اعراض کلمہ سے سوئے خاتمه پر استدلال نہ کرنا چاہیے ممکن ہے کہ اس میں کوئی خاص وجہ ہو (شامم امامیہ ص ۶۹)۔

میں کہتا ہوں نبی کریم ﷺ سے ابوسعید خدریؓ نے یہ حدیث روایت کی ہے (لقنوا موتا کم لا الہ الا اللہ رواہ مسلم حدیث ۹۱۶) اپنے قریب المرگ لوگوں کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کرو۔

اور امام ابو داؤد نے سنن میں معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے (قال رسول اللہ ﷺ من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنة۔ کتاب الجنائز باب فی التلقین) رسول ﷺ نے فرمایا جس نے آخری کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہو گا وہ جنت میں جائے گا لیکن یہ صوفی اس حکم توحید سے گھبرا رہا

صاحب نے فرمایا حضرت حق شکل و صورت سے پاک ہے اسکی صورت اگر ہے تو یہی انسان کامل ہے پس انسان کامل حق نہیں صورت حق ہے اگر حق کی مجالست و مکالمت منظور ہو تو اولیاء کرام و عرفاء عظام کی صحبت اختیار کرو۔ (شامم امداد یہ ص ۹۵)۔

بعض لوگوں نے حضرت حق کو ابو بکر صدیق کی شکل و ہیئت میں دیکھا

فرمایا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی یہ صفت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت حق کو آپ کی شکل و ہیئت میں دیکھا ہے شامم امداد یہ ص ۱۰۳ (حقیقت یہ ہے کہ اس صوفی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ کسی شیطان کو دیکھا)

تمام مخلوق میں اللہ کی ایک ایک صفت کاظھور ہے اور انسان تمام صفات کا جامع ہے امداد المشتاق ص ۱۲۲ از اشرف علی صاحب تھانوی حکیم الامت۔

اس سے معلوم ہوا اس دیوبندی و صوفی کے نزدیک ہر مخلوق اپنی کسی نہ کسی صفت کے اعتبار سے رب ہے یعنی اس صفت کے اعتبار سے جو اللہ تعالیٰ کی صفت اسیں موجود ہے اور چونکہ انسان رب تعالیٰ کی تمام صفات کا حامل و جامع ہے اسلئے وہ اس اعتبار سے کامل و مکمل رب ہوا (نحوذ باللہ من الحاد الصوفیاء) اس معنی کی مزید وضاحت اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں چنانچہ فرمایا حضرت رسالت

ایک راز مکنون (ثابت ہوا) پہلے لفظ غیر کی فرما کر اثبات وحدت الوجود کا فرمایا ہے کہ سوائے میرے جو کچھ ہے وہ اسماء و صفات ہیں یعنی جو کچھ غیر ذات اس کو معلوم ہو وہ سب مظہر ہیں صفات کے (شامم امداد یہ ص ۱۷) از اشرف علی صاحب تھانوی۔

میں کہتا ہوں اسی لئے بعض صوفیاء نے کھل کر کہا ہے یہ خنزیر یہ کتنے جو دنیا میں پھرتے رہتے ہیں یہ ہمارے معبدوں ہیں نعوذ باللہ من ذالک (الکشف عن حقیقتة الصوفیہ ص ۱۶۲) چونکہ عوام الناس جاہل ہوتے ہیں اسلئے ان محدودے دین صوفیاء نے اصطلاح میں بنارکی میں جن کے ذریعہ انہوں نے اپنے خبیث مذہب کو لوگوں سے چھپایا ہے یہ لفظ مظہر بھی انہیں اصطلاحات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے ان صوفیاء نے اپنے وحدت الوجود اور حلول کے عقیدے کو لوگوں سے چھپالیا ہے لفظ مظہر کا وزن عربی قاعدے سے مفعول ہے یہ لفظ اسم ظرف کہلاتا ہے اسیم ظرف وہ لفظ ہوتا ہے جو کسی فعل کے واقع ہونے کی وجہ ہو مطعم کھانے کی جگہ مضرب مارنے کی جگہ تو مظہر کا معنی ہوا ظاہر ہونے کی وجہ صوفیاء یہ لفظ بول کر یہ معنی لیتے ہیں کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کی وجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں ظاہر ہوا۔

مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں فرمایا منی میں ایک فقیر جاج کامنہ تکتا پھرتا تھا کسی نے پوچھا شاہ صاحب کیا دیکھتے ہو جواب دیا خدا کو دیکھتا ہوں حضرت

میں کہتا ہوں جب کوئی آدمی انسان کو رب تعالیٰ کا کامل مظہر سمجھے گا تو وہ انسان اور رب تعالیٰ کی ذات کے متحد ایک ہونے کا کیسے قائل نہیں ہو گا۔ (کیونکہ انسان کے رب تعالیٰ کامل مظہر ہونے کا مطلب اس کے سوانحیں کہ یہی انسان رب تعالیٰ ہے)۔

ذکر نفی و اثبات

وہ ایسے بزرگ تھے کہ ان کا ذکر نفی و اثبات اس درجہ کو پہنچ گیا تھا کہ جب وہ لا الہ کہتے تاریکی ہو جاتی اور چادر وغیرہ کچھ نہ رہتی سب فنا ہو جاتی اور جب الا اللہ کہتے ایک نور ظاہر ہوتا (امداد المنشاق ص ۵۸)۔

یہ ہے وحدت الوجود کی واضح مثال یعنی یہ کہ صوفیاء کے نزدیک بلکہ توحید : لا الہ الا اللہ کا معنی ہے لا موجود الا اللہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے اس لئے یہ صوفی جب لا الہ کہتا تو دنیا کی سب چیز ہتی کہ یہ صوفی اور اس کی چادر بھی غائب ہو جاتی تھی اور جب الا اللہ کہتا تو نور ظاہر ہوتا صوفی نے اس مقام پر نہیں کہا کہ الا اللہ کہتے وقت صوفی اور اس کی چادر واپس ظاہر ہو جاتے بلکہ کہا صرف نور ظاہر ہوتا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صوفی اور اس کی چادر غیر اللہ نہیں تھے بلکہ وہ وہی نور تھے جو الا اللہ کہتے وقت ظاہر ہوتا تھا اگر یہ صوفی وہ نور نہ ہوتا تو وہ اور ان کی چادر واپس ظاہر ہو جاتے اور گریہ نور وہ صوفی نہ ہوتا تو پھر دوسرا بار ذکر کون کرتا تھا۔

ما ب ﷺ نے فرمایا (من رانی فقدرای الحق رواه بخاری حدیث ۲۶۹۶ و مسلم حدیث ۲۲۶۵)۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق بیج دیکھا اس کے معنی دو ہیں اول : یہ کہ من رانی فقدرانی یقیناً و م : من رانی فقدرانی یعنی اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل و صورت نہیں بنا سکتا وسرایہ ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا (امداد المنشاق ص ۵۲)

مطلوب کا تصویر شیخ کی صورت پر کرنا جائز ہے

یجوز تصویر المطلوب علی صورة الشیخ اذا كان الطالب عارفا اذا كشف رب تعالیٰ کا تصویر شیخ کی صورت پر کرنے پر کوئی حرج نہیں جب طالب معرفت و کشف والا ہو لا يعتقد ذات الصورة بل يعتقد الشیخ مظہر ا کا ملا المطلوب فلا يقع في الاتحاد والحلول (امداد المنشاق ص ۷۵) مولوی اشرف علی صاحب اس جملے کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں رب تعالیٰ کو شیخ کی صورت پر تصویر کرنا اہل معرفت و اہل کشف کے لئے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ رب تعالیٰ کو کسی صورت والی ذات نہیں سمجھتا بلکہ انسان کو رب تعالیٰ کا کامل مظہر سمجھتا ہے اسلئے وہ رب تعالیٰ اور بندے کی ذات کے ایک ہونے کا قائل نہیں ہو گا اور وہ اس سے حلول کے عقیدے سے بیج جائے گا۔

ظاہر کے بندہ ہے اور باعتبار باطن کے رب تعالیٰ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ مولوی اشرف علی اور دوسرے علماء دیوبند کا ان حوالہ جات سے مذہب بھی معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات صوفی ہیں ابن عربی الصوفی کو اپنا امام مانتے ہیں جو عقیدہ وحدت الوجود کا ناشر وداعی اور مبلغ تھا۔ یہ پہلے گذر چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جو جریل وحی لے کر آتے تھے وہ صوفیاء کے نزدیک خود محبوب ﷺ تھے آپ ہی محدث تھے آپ ہی جریل تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک دیکھئے (امداد المشتاق ص ۱۵۹ از اشرف علی صاحب تھانوی)

کلمہ توحید بھی شرک ہے

صوفیاء وحدت الوجود کے قائل ہونے کی وجہ سے کلمہ توحید کو بھی شرک سمجھتے ہیں ان کے مذہب میں (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ) کہنا شرک ہے اس کلمہ سے صوفی کو یزار اور دور ہو جانا چاہیے۔

شَاهٌ وَلِيُّ اللَّهِ " انفاس العارفین میں زیر عنوان عین القناۃ ہمدانی کے قول کی تشریح میں فرماتے ہیں عین القناۃ ہمدانی کے ظاہر غیر شرعی قول۔ (اے پسر لا الہ الا اللہ خود شرک خفی است آئینہ دار : حقیقت شرک جلی رسول اللہ خویشن را ازیں دو شرک برآں) کی تاویل میں فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور معبود کے لئے عابد کا ہونا ضروری ہے اس میں دوئی کا تصور نمایاں ہے جو کہ اصل شرک ہے اور شرک خفی اس میں یہ ہے کہ

انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق مولوی اشرف علی تھانوی نے (امداد المشتاق ص ۲۳) پر کھا ہے انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق ہے۔

آخر یہ صوفیاء کا وحدت الوجود کا نظریہ ہے صوفیاء کے نزدیک یہی انسان بندہ بھی ہے رب بھی ہے اس انسان کے علاوہ اور اس سے باہر رب کی کوئی ذات موجود نہیں ہے یہی انسان صوفیاء کے نزدیک رب تعالیٰ ہے باعتبار باطن کے اسکی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے۔

فرمایا کہ : سورہ ط کی آیت ﴿إِنَّى أَنَا رَبُّكَ فَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ إِذَا
بِالوَادِي الْمَقْدُسِ طَوَّى﴾ اے موی اپنے جوتے اتار دو تم مقدس وادی طوی میں ہو۔ یہ آواز موی علیہ السلام کو کہیں باہر سے نہیں آئی تھی بلکہ یہ ان کے اپنے اندر کی آواز تھی (امداد المشتاق ص ۲۷) از اشرف علی صاحب تھانوی۔

انہی اشرف علی کا قول ہے کہ حسین بن منصور حلاج سے جب پوچھا گیا تم اپنے آپ کو خدا کہتے ہو تو نماز کس کی پڑھتے ہو اس نے جواب دیا میرا ظاہر میرے باطن کو وجہہ کرتا ہے (الافتضات الیومیہ ج اص ۲۵)۔ یہ تمام اقوال اس بات کی کھلی دلیل ہیں کہ رب تعالیٰ کی ذات صوفیاء کے مذہب میں انسان کے اندر ہے اس سے باہر رب کی کوئی ذات موجود نہیں ہے یہی انسان ہے جس کو عبد اور بندہ کہا جاتا ہے اور یہی انسان رب تعالیٰ بھی ہے۔ یہ انسان باعتبار

دیوبندی اکابرین کا عقیدہ ختم نبوت محمد ایک نہیں سات ہیں مولانا احسن نانوتوی نے فتویٰ دیا کہ حضرت محمد ﷺ جیسے اور محمد باقی چھ زمینوں میں موجود ہیں اس پر مولوی نقی علی بریلوی نے جو احمد رضا خان بریلوی کے مورث اعلیٰ تھے مولوی احسن نانوتوی پر کفر کا فتویٰ لگا دیا کہ ختم نبوت کے انکار سے یہ کافر ہو گئے ہیں اس فتویٰ سے بریلویوں میں اشتعال پھیل گیا مولوی محمد احسن نانوتوی جو مدت ہائے دراز سے بریلی میں عید کی نماز پڑھاتے تھے اور مولوی نقی علی ان کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اس اختلاف کے بعد انہوں نے عید کی نماز علیحدہ پڑھائی اور اس میں مولوی احسن علی نانوتوی پر کفر کا فتویٰ لگایا ان واقعات کی تفصیل محمد احسن نانوتوی ص ۸۶ میں موجود ہے دیکھئے علماء دیوبند کا ماضی ص ۳۲۳ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فتویٰ سے پہلے بریلی شہر میں دیوبندی و بریلوی عید کی نماز اکٹھے پڑھتے تھے اور سب بریلوی دیوبندی عالم محمد احسن صاحب نانوتوی کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب نانوتوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا محمد ﷺ ایک نہیں سات ہیں۔

ایک ہماری زمین کے اوپر والے حصے میں مدینہ منورہ میں آرام فرمائیں باقی چھ زمینوں میں ہیں اس فتویٰ کے بعد بریلوی دیوبندی سے علیحدہ ہو گئے کیونکہ ان کے نزدیک ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے کافر ہو چکے تھے اور اس مسئلہ سے دیوبندی علماء کے عقیدہ ختم نبوت کی بھی قلعی کھل گئی اور یہ واضح ہو گیا کہ ایک محمد

عبد عبادت میں مذکور نہیں ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا معنی یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو لوگوں کی طرف بھیجا ہے یہاں اس میں شک نہیں کہ مضاف جو کہ لفظ رسول ہے وہ مضاف الیہ یعنی اللہ کا غیر ہے اور یہ شرک جلی ہے اور جب تو وحدت کی حقیقت کو پالے گا اور تعینات کی غیریت اعتباری جانتے ہوئے رسول خدا کو صحیحے والے کا مظہر دیکھے گا تو ان تمام اقسام شرک سے نجات پالے گا ص ۱۱۹-۱۲۰۔

اسی کتاب میں دوسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں آپ سے کسی نے توحید کی مثال پوچھی کہنے لگے جس طرح ایک ممکنہ کوریت سے بھر کے اس میں پانی ڈال دیا جائے وہ اس ریت کے ہر ذرے میں سراہیت کر جاتا ہے اسی طرح ذات وحدہ لا شریک له کائنات میں سراہیت کئے ہوئے ہے ص ۳۷۲۔

الصوفی ہوا اللہ - صوفی ہی اللہ ہے

صوفی اللہ ہے کہ زیر عنوان شاہ صاحب اس کتاب میں فرماتے ہیں فرمایا کہ عالم امکان کے جبابات اور قوت وہی یہ کی انانیت سے چھکارا پانا منزل عرفان کا پہلا قدم ہے اور کہنے والے نے اپنے اس قول میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ الصوفی ہوا اللہ، صوفی اللہ ہے جب ممکن اپنے وجود سے اپنے امکان سے گرد و غبار جھاڑ دے گا تو ذات واجب الوجود کے سوا اس میں باقی کچھ نہیں رہے گا ص ۲۱۲۔

اصلی و حقیقی نبوت نہیں تھی بلکہ ان کی نبوت آپ ﷺ کی نبوت ہی کا حصہ تھی اس کی مثال بھی مولا نا نے خود ہی دی ہے کہ جیسا کہ چاند اور ستاروں کی اپنی کوئی حقیقی و اصلی روشنی نہیں ہے بلکہ ان کا نور اور روشنی سورج سے ماخوذ ہے۔ اس کو یوں سمجھیں جیسا کہ کوئی آدمی آئینہ میں اپنی ہی صورت دیکھتا ہے یا جیسا کہ کسی آئینہ کے سامنے جلتا ہوا دیار کھو دیا جائے تو اس آئینہ میں سے اسی دیکھ کی روشنی دکھائی دے گی اس طرح ان انبیاء کو مثل آئینے کے سمجھ لیجئے ان کی نبوت کی شکل میں محمد ﷺ کی نبوت ظاہر ہوئی یہی مطلب ہے مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے ان الفاظ کا کہ آپ ﷺ ربی لحاظ سے بھی خاتم النبین ہیں گویا کہ آپ ﷺ اول ہی سے خاتم النبین تھے آپ ﷺ سے پہلے ظاہر اجو نبی آیا وہ آپ ہی کی نبوت لیکر آیا جیسا کہ مولوی صاحب نے فرمایا انبیاء سابقین اپنے زمانے میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیت عظیٰ سے مستفید ہوئے۔

اس عبارت میں پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار صاف ظاہر ہے اور ایمان کی صحبت کے لئے انبیاء سابقین پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ تحریر الناس ص ۱۸ میں آپ ﷺ کے بعد آنے والے جھوٹے نبیوں کے لئے بھی دروازہ کھول دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں بلکہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ ﷺ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے اور صریح ایں لکھا ہے اور اسی

عکس ﷺ کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کے ہاں محمد ﷺ سات تھے ایک نہیں۔ یہ صرف مولوی احسن صاحب کا فتویٰ نہیں بلکہ اس وقت کے بہت سے علماء دیوبند نے اس فتویٰ کی تائید کی تفصیل کیلئے علماء دیوبند کا ماضی اور محمد احسن نانوتوی نام کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس فتویٰ کی علماء دیوبند کے نزدیک کیا اہمیت ہے اس بات سے ظاہر ہے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے اس کی بھرپور تائید کی اور اس کے منکرین کے رد میں رسالہ تحریر الناس لکھا اور مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے قرآن مجید کے حاشیہ پر سورہ احزاب کی آیت ۲۰ کی شرح میں یہ لکھا ہے۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے عہد میں بھی خاتم النبین ﷺ کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمد ﷺ پر ختم ہوتا ہے بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ ربی اور زمانی ہر حیثیت سے آپ ﷺ خاتم النبین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے اس بیان میں شبیر احمد صاحب نے آپ ﷺ کے خاتم النبین ہونے کی جو قصیر کی ہے اس لحاظ سے آپ ﷺ سے پہلے کے تمام انبیاء کی نبوت کا عدم ہو کر رہ گئی ہے یعنی ان کی نبوت کوئی

ص ۸۲) مؤلفہ رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی اس کتاب کا مقدمہ مولوی محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب جماعت تبلیغ کے نزدیک معتبر اور بڑی اہم ہے اسی تو حید مطلب کو مولوی زکریا صاحب نے فضائل کے رسالے فضائل تبلیغ کی فصل سالع میں ان الفاظ میں لکھا ہے شیخ اکبر تحریر فرماتے ہیں اگر تیرے کام دوسرے کی مرخصی کے تابع نہیں ہوئے تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا گو عمر بھی مجہدے کرتا رہے لہذا جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو اسکی خدمت گزاری کر اور اسکے سامنے مردہ بن کر رہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور تیری اپنی کوئی خواہش نہ رہے اسکے حکم کی تعمیل میں جلدی کر اور جس چیز سے روکے اس سے احتراز کر اگر پیشہ کرنے کا حکم کرے پیشہ کر، مگر اس کے حکم سے، نہ کہ اپنی رائے سے، بیٹھ جانے کا حکم کرے تو بیٹھ جا لہذا ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں سعی کرتا کہ تیری ذات کو اللہ سے ملا دے، حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اسی تو حید مطلب کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ سورہ بقرہ آیت ۲

﴿وَالَّذِينَ يُوْمَنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقَنُونَ﴾ اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے جو آپ کی طرف اتارا گیا اور ساتھ اس کے جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور وہ دن قیامت پر یقین

طرح اگر فرض کیجئے آپ ﷺ کے زمانے میں بھی اسی زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی نبی ہوتا وہ بھی اس وصف بوت میں آپ ﷺ کا محتاج ہو گا اور ص ۳۲ میں لکھا ہے اگر آپ ﷺ کے بعد بھی بالفرض کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمد میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ان کھلے بیانات کے بعد بھی کوئی دیوبندی اگر یہ دعویٰ کرے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اس معنی میں خاتم النبیین مانتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ظلی ہو یا بروزی نہیں آئے گا۔ وہ جھوٹ بولتا ہے یا اپنے اکابرین کے عقائد و اقوال و بیانات کو جھلatta ہے۔

سلوک کا ایک اہم رکن تو حید مطلب

تو حید مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ کے متعلق اس کا یقین رکھے کہ دنیا میں اس کے علاوہ مجھ کو مطلوب تک کوئی نہیں پہنچا سکتا گو اس زمانے میں دوسرے مشائخ بھی ہوں اور انہی اوصاف کاملہ سے متصف بھی ہوں مگر میرا منزل مقصود پر پہنچنا اسی ایک کی بدلت ہو گا بسو تو حید مطلب سلوک کا بڑا رکن ہے اور جس کو یہ حاصل نہ ہو گا وہ پر اگنده و پر یشان اور ہرجائی بنا پھرے گا۔ مشائخ زمانہ کے ہر شخص کے متعلق یہ سمجھنا کہ یہ بھی میری پیاس بجا کر مطلب تک پہنچا سکتا ہے سلوک کے لئے مضر ہے۔ بلکہ جس طرح حق ایک اور قبلہ ایک ہے اسی طرح را ہبہ بھی ایک ہی شیخ کو سمجھے ورنہ بربادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ (امداد السلوک)

بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کچھ تفصیل کے بعد مولانا نے دین کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے پاس اپنے احکام نہیں بھیجتا ہے اس لئے جو شخص اللہ کو حاکم مانتا ہو وہ اس کی فرمانبرداری اس طرح کر سکتا ہے کہ اس کے رسولوں کی فرمانبرداری کرے اور رسولوں کے ذریعہ سے جو احکام آئیں ان کی اطاعت کرے اسی کا نام دین ہے اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں اب بتاؤ نگاہ شریعت کیا ہے۔ شریعت کا معنی طریقے اور راستے کے ہیں۔ کچھ سطروں کے بعد مولانا اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے فرمایا : لیکن فرق یہ ہے کہ دین ہمیشہ سے ایک تھا ایک ہی رہا اور اب بھی ایک ہی ہے مگر شریعتیں بہت سی آئیں بہت سی منسوخ ہوئیں بہت سی بدلتی گئیں اور کبھی ان کے بدلنے سے دین نہیں بدلا حضرت نوح کا دین بھی وہی تھا جو حضرت ابراہیم کا تھا حضرت موسیٰ و عیسیٰ کا تھا۔

اور حضرت محمد ﷺ کا ہے مگر شریعتیں ان سب کی کچھ نہ کچھ مختلف رہی ہیں اس کے بعد مولانا زیر عنوان فقہی مسلکوں کے فرق کی نوعیت میں فرماتے ہیں یہ تو پچھلے انبیاء کے ماننے والوں کے لئے رہے۔ نبی ﷺ کے پیروتو ان پر اس مثال کا دوسرا حصہ صادق آتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو شریعت نبی ﷺ کے ذریعے ہم کو بھیجی ہے اس کو خدا کی شریعت ماننے والے سب کے سب مسلمان ہیں اب اگر اس شریعت کے احکام کو ایک شخص کسی طرح سمجھتا ہے اور دوسرا کسی اور طرح

رکھتے ہیں کی تفسیر میں زیر عنوان مسائل السلوك فرماتے ہیں۔ ﴿ وَالَّذِينَ يُوْمَنُونَ بِمَا أَنْزَلْنَا لَكُمْ وَمَا أَنْزَلْنَا مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾۔ اس پر قیاس کیا جائے گا کہ اعتقاد تو تمام مشائخ اہل حق کے ساتھ ایسا ہی رکھنا چاہیے جیسے اپنے شیخ کے ساتھ البتہ اتباع صرف اپنے شیخ کا ہوتا ہے جیسا بعینہ یہی حکم ہے انبیاء، علیہم السلام میں۔

حکیم الامت صاحب نے اپنے اس بیان میں ان مشائخ و علماء فقهاء کو جن کے ہاتھ پر ایک شخص نے بیعت نہیں کی اس کے لئے بمنزلہ اہل کتاب کے قرار دیا ہے جیسا کہ اہل کتاب کے انبیاء اور رسولوں و کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر ان کی اتباع جائز نہیں ہے۔ اس تو حید مطلب کو مولانا مودودی صاحب نے اپنے خطبات میں دوسرے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔

مولانا صاحب زیر عنوان دین اور شریعت فرماتے ہیں برادران اسلام نہب کی باتوں میں آپ اکثر دولفاظ سنائ کرتے ہیں اور بولتے بھی ہیں۔ ایک دین دوسری شریعت لیکن آپ میں بہت کم آدمی ہیں جن کو یہ معلوم ہوگا کہ دین کے کیا معنی ہیں اور شریعت کا کیا مطلب ہے بے پڑھے لکھے لوگ تو خیر مجبور ہیں اچھے خاصے تعلیم یافتہ آدمی بلکہ بہت سے مولوی بھی یہ نہیں جانتے کہ ان دونوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب کیا ہے اور ان دونوں میں فرق کیا ہے ناواقفیت کی وجہ سے اکثر دین کو شریعت سے اور شریعت کو دین سے گذرا کر دیا جاتا ہے اور اس سے

ہے کہ کسی ایک فقہی مذہب والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسری فقہی مذہب والے کو حق کہے بلکہ بقول مولانا صاحب یہ تمام مذاہب قرآن و سنت ہی کے پیروکار ہیں کسی مذہب والے کا قول قرآن سنت سے باہر نہیں ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ تمام مذاہب اپنے اپنے فقہی مسلک و مذہب پر ڈھنڈ کر عمل کریں کیونکہ وہ بھی حق پر ہیں اگر قرآن و سنت کی کوئی دلیل ان کے قول کے خلاف پڑتی ہے تو کوئی نہ کوئی دوسری دلیل ان کے قول کے موافق ضرور ہوگی۔ اسی نظریے کی بنیاد پر فقہی مسلک و مذہب کے ماننے والے اپنے کسی قول سے ہٹنے کا نام نہیں لیتے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمام مذاہب فقہی الگ الگ شریعتیں ہیں حنفی مذہب ایک شریعت ہے شافعی مذہب ایک شریعت ہے حنبلی مذہب ایک شریعت ہے مالکی مذہب ایک شریعت ہے شیعہ مذہب ایک شریعت ہے۔ ان تمام مذاہب و شریعتوں کا دین ایک ہے وہ ہے دین اسلام اس قول کی دلیل میں قرآن کریم کی ایک آیت پیش کی جاتی ہے وہ آیت یہ ہے۔ ﴿لکل جعلنا منکم شرعاً و منها جا.....﴾ (المائدہ : ۲۸) تم میں سے ہر ایک امت کے لئے ہم نے طریقہ اور راستہ جدا جدابنا دیا ہے اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک امت بناسکتا تھا مگر اس نے نہیں بنایا تاکہ تمہاری ان چیزوں میں آزمائش ہو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں پس بھلائیوں کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکل جاؤ تمہارے رب کی طرف تم سب کو لوٹ جانا ہے وہ تم کو تمہارے

دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرتے ہیں تو چاہے ان کے عمل میں کتنا ہی فرق ہو ان میں سے کوئی بھی نوکری سے خارج نہ ہو گا اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک جس طریقے پر چل رہا ہے یہی سمجھ کر تو چل رہا کہ یہ آقا کا حکم ہے پھر ایک نوکر کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ میں تو نوکر ہوں اور فلاں شخص نوکر نہیں ہے زیادہ سے زیادہ بس وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آقا کے حکم کا صحیح مطلب سمجھا اور اس نے صحیح نہیں سمجھا مگر وہ اس کو نوکری سے خارج کرنے کا مجاز کیسے ہو گیا۔ اس کے ایک صفحہ بعد مولانا فرماتے ہیں آپ مسلمانوں میں حنفی، شافعی، اہل حدیث وغیرہ جو مختلف مذہب دیکھ رہے ہیں یہ سب قرآن حدیث کو آخری سند مانتے ہیں اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق وہیں سے احکام نکالتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ایک کی سمجھ صحیح ہو اور دوسرے کی غلط ہو۔ اس کے کچھ سطر بعد مولانا فرماتے ہیں اگر دس مسلمان دس مختلف طریقوں پر عمل کریں تو جب تک وہ شریعت کو مانتے ہیں وہ سب مسلمان ہی ہیں ایک ہی امت ہیں ان کی جماعت الگ ہونے کی وجہ نہیں ہے۔ ایک صفحہ بعد اور آخر میں مولانا نے فرمایا خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بناء پر اہل حدیث و حنفی، دیوبندی بریلوی، شیعہ، سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں (خطبات مولانا مودودی صاحب ص ۱۱۳/۱۲۳)۔

مولانا نے اپنے اس تفصیلی بیان میں تمام مذاہب کو برابر قرار دیا ہے اور یہ بتایا

محمد بیدہ لتفتر قن امتی علی ثلاٹ و سبعین فرقہ فو احده فی الجنۃ واثقان وسبعون فی النار صحیح الجامع الصیفی ج ۵ حدیث ۱۵۸۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی (۱۷) فرقوں میں تقسیم ہوئے ان کا ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی ستر جہنم میں جائیں گے اور نصاری (۱۸) فرقوں میں تقسیم ہوئے ان میں سے (۱۷) جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے میری امت (۱۹) فرقوں میں تقسیم ہوگی ان میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی سب جہنم میں جائیں گے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے عوف بن مالک سے روایت کیا ہے اس قسم کی حدیث ابو ہریرہ سے بھی مردی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا امت محمد ﷺ کے سب گروہ اور جماعتیں حق پر نہیں اسلام کا صرف ایک راستہ ہے ایک سے زیادہ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَإِن هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ (الانعام: ۱۵۳) بیشک میرا ہی راستہ ہے جو سیدھا ہے اس پر چلو دوسرا راستوں پر مت چلو یہ راستے تمہیں اصل راستے سے دور لے جائیں گے دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿Qَلْ هَذِهِ سَبِيلٍ ادعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ إِنَّا وَمَنْ اتَّبَعَنِي﴾ (یوسف: ۱۵۸) کہہ دیجئے یہی میرا راستہ ہے اسی راستہ پر میں

اختلافات کی پوری پوری خبر دے گا۔ اس آیت کریمہ سے فقہی مذاہب کے علیحدہ علیحدہ شریعتیں ہونے پر استدلال کیا گیا ہے مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ یہاں انبیاء علیہ السلام کی علیحدہ علیحدہ شریعتوں کا ذکر ہے ایک نبی کی امت کے گروہوں جماعتوں کے اپنے اپنے مذاہب کو علیحدہ علیحدہ شریعت نہیں قرار دیا گیا اس آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہو کہ ہمارے نبی ﷺ کی امت کے تہترے گروہوں جماعتوں سب کی سب حق پر ہوں اور اس امت کا دین تو ایک ہو مگر اس کی شریعتیں ۳۷ ہوں۔ اس قسم کی بات وہی کہتا ہے جو علم سے کو را ہو اور اپنے اماموں و پیشواؤں کا اندر حاصلہ ہو اس کو اپنے بزرگ و شیخ اور امام کا ہر قول منزل من اللہ نظر آتا ہو۔ اس آیت کریمہ میں یہ بھی صاف موجود ہے کہ جن کی شریعتیں جدا جدا ہیں وہ ایک امت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر اللہ چاہتا تم کو ایک امت بنادیتا (تمہاری شریعت بھی) ایک کر دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور اس کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اختلافات کی تم کو بروز قیامت خبر دے گا۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف اس کی طرف سے نہیں ہے اور صحیح حدیث میں ہے۔

(افترقت اليهود على الحدی و سبعین فرقہ فو احده فی الجنۃ، سبعون فی النار، وافترقت النصاری علی ثین وسبعين فرقہ فاصحدی وسبعون فی النار وواحدة فی الجنۃ، والذی نفس

الله تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے مگر اس کی کلام قدیم ہے اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اس سے جدا نہیں ہے اور اس کی کلام کے نہ حروف ہیں نہ آواز ہے۔ اور اس کا کلام نہ عبرانی ہے نہ سوری ہے نہ عربی ہے۔ عربی سوری عبرانی کلام اس کی کلام پر دلالت کرتی ہیں اس کا اصل کلام نہیں۔

اس قاعدے میں عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کے الفاظ بھی نہیں ہیں اور اس کے کلام کی کوئی آواز نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کلام بغیر الفاظ و بغیر آواز ہوئی تو یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوا بلکہ اللہ کے کلام کا ترجمہ اور معنی ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ کی آواز سنائی نہیں دے سکتی تو پھر جریل نے اللہ تعالیٰ کا کوئی کلام نہ سنا اور ہمارے پاس موجودہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں کسی اور کلام ہوا اور اس قاعدے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ گونگا ہوا جو نہ بولتا ہے نہ اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ بلکہ گونگا بھی بے معنی آواز نکالتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے بھی نعوذ باللہ محروم ہوا۔ یہ ہے حفیہ دیوبندیہ کا اللہ تعالیٰ اور قرآن کے بارے میں عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سامری کے بنائے ہوئے پچھڑے کے بارے میں فرمایا۔ ﴿الَّمْ يَرُو إِنَّهُ لَا يَكْلِمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا﴾ (الاعراف : ۱۳۸) کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ وہ پچھڑانہ بات کرتا ہے ان سے اور نہ ان کو سیدھی راہ کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اس آیت میں اس پچھڑے کے نہ بولنے کو اس کے باطل معبدوں نے پر استدلال کیا گیا جس کا

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تا ہوں میں دیکھے بھائے راستے پر کھڑا ہوں اور میری ابتداء کرنے والے بھی میرے ساتھ ہیں۔ ان آیات میں لفظ سبیل مفرد لایا گیا ہے جس کا معنی ہے ایک راستہ۔ اور سورہ فاتحہ میں نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے۔ (اہدنا الصراط المستقیم) ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ اس آیت میں بھی صراط کا لفظ مفرد ہے اور اس کی صفت مستقیم لائی گئی ہیں یعنی سیدھی راہ اس سے معلوم ہوا نیا میں دین و اسلام کے نام سے ٹیڑھے راستے بھی موجود ہیں جو آدمی کو اس کی منزل مقصود سے دور لے جاتے ہیں۔

حفیہ دیوبندیہ کا قرآن کے بارے میں عقیدہ

دیوبندی مذہب چونکہ حنفی المسلک ہے فتنہ حنفیہ ان کے مذہب کی کتابیں ہیں۔ اصول اور عقائد میں ان کی کتابیں مشہور و معروف ہیں۔ علامہ ابن الہمام حنفی مسلمک کے بڑے علماء میں سے ایک ہیں انہوں نے توجدوں میں ہدایہ کی شرح فتح القدر کے نام سے لکھی ہے عقائد میں انکی کتاب ہے المسایرة اس کی دو شریحیں اس کے ساتھ چھپی ہوئی ہیں۔ ایک کمال بن ابی شریف کی ہے دوسری قاسم بن قسطنطینیہ کی ہے اس کتاب کے صفحہ ۲۶۰/۷۶ میں ہے۔

الاصل السادس والسابع انه تعالیٰ متکلم بكلام قدیم قائماً بذاته ليس بحرف ولا صوت زاد غيره ليس بعيري ولا سورى ولا عربي وإنما العربي والسورى والعربى ممافیه دلالات على کلام

جنس الحروف والاصوات (یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام حروف اور آواز کی قسم نہیں ہے اور حبلیوں کو ان الفاظ سے بدعتی کہا ہے) (ومبتدعة الحنابلة قالوا كلامه حروف واصوات تقوم بذاته وهو قدیم) (یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام کے بارے میں بدعتی حبلیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ حروف والفاظ اور آواز کے ساتھ ہے جنہی کے نزدیک چونکہ قرآن کریم کے حروف اور الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اس لئے حنفی مذهب کے مشہور کتاب تہیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج اص ۱۱۱ میں ہے۔ ویجوز بای لسان کان سوی الفارسیہ هو الصحيح لان المنزل هو المعنی عندہ وهو لا يختلف باختلاف اللغات۔ صحیح یہ ہے کہ نماز میں قرآن کا ترجمہ پڑھنا جائز ہے یہ ترجمہ خواہ کسی زبان میں ہو کیونکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کے حروف والفاظ نہیں صرف معنی و مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور فقه حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع ص ۳۷ میں اس قول کو بدعت اور حبلیوں کو مبتدعین کہا ہے۔ اس کے المسایرہ ص ۱۱۳ میں دوسرے فرقوں میں سے بدعتی حنفی ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام فرقہ الكلام فرقہ منهم بدعة الحنابلة قالوا كلامه تعالى حروف واصوات۔ یعنی ہمارے قول کے مخالف قرآن کریم کے بارے میں دوسرے فرقوں میں سے بدعتی حنفی ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کے حروف بھی ہیں اور آواز بھی ہے گویا کہ مسلمان میں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے حروف والفاظ معنی سمیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک اور یہی چیز ملاعلی القاری نے شرح فقة اکبر ص ۲۸ میں لکھی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں۔ (الا ان كلامه ليس من

ظاہر مطلب یہ ہے کہ جو نہ بول سکتا ہو معبود نہیں ہو سکتا اور اس قاعدے سے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے نہ الفاظ ہیں نہ آواز ہے ان لوگوں کا نہ ہب تو یہ وجہ اس ہے جو قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں یہ قول بدعت فی الاسلام ہے اس قول کی تشریف مشہور خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں ہوئی اس نے اپنی پوری حکومتی قوت سے اس عقیدے کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کی لیکن امام احمد اس کے سامنے سیسے پلائی ہوئی دیوار کی طرح رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے امام احمد کی کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی اور مامون کا پروگرام ناکام ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ چاروں فقہی مذاہب میں سے امام احمد کے پیروکار قرآن کے الفاظ حروف کو ان کے معنی سمیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں اس لئے المسایرہ ص ۳۷ میں اس قول کو بدعت اور حبلیوں کو مبتدعین کہا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں۔ ثم المخالف في صفة الكلام فرقة منهم بدعة الحنابلة قالوا كلامه تعالى حروف واصوات۔ یعنی ہمارے قول کے مخالف قرآن کریم کے بارے میں دوسرے فرقوں میں سے بدعتی حنفی ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کے حروف بھی ہیں اور آواز بھی ہے گویا کہ مسلمان میں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے حروف والفاظ معنی سمیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک اور یہی چیز ملاعلی القاری نے شرح فقة اکبر ص ۲۸ میں لکھی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں۔ (الا ان كلامه ليس من

﴿قَرآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عَوْجٍ لِعَلَهُمْ يَتَقَوَّنُ﴾ (الزمر : ۲۸)
 ﴿كُتابٌ فَصَلَتْ آيَتِهِ قَرآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ (فَصِّلَتْ : ۳)
 ﴿وَكَذَلِكَ اوحِينَا إِلَيْكَ قَرآنًا عَرَبِيًّا﴾ (الشُورى : ۷)
 ﴿أَنَا جَعَلْنِهِ قَرآنًا عَرَبِيًّا لِعَلَكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (الزُخْرُف : ۳)
 ﴿وَهَذَا كَتَبٌ مَصْدَقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيَنْذِرَ الظَّالِمُونَ﴾ (الْأَحْقَاف : ۱۲) :
 ان تمام آیات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن عربی زبان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ اس کا ترجمہ عربی زبان میں ہے یعنی اس کے معنی و مفہوم کو عربی نہیں کہا اس لئے علماء سلف نے کہا ہے کہ قرآن وہ ہے جو عربی زبان میں ہے اس کا ترجمہ خواہ وہ کسی زبان میں ہو تو وہ قرآن نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم کو بوسہ دینا اور چومنا اس لیے کہ وہ اللہ کا کلام
ہے

بعض صحابہ کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ قرآن کریم کو لیکر چوتھے اور فرماتے تھے یہ مرے رب کا کلام ہے (عن ابن ابی مليکة قال كان عكرمة بن ابی جهل يا خذا المصحف فيضعه على وجهه ويقول كلام ربی کلام ربی اس حدیث کے بعض الفاظ یہ ہیں۔ کتاب الله۔ یہ اللہ کی کتاب

ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ سب کچھ اس عقیدے کی بنیاد پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کلام بغير حرف وبغير آواز کے ہے اور قرآن کریم کے حروف والفاظ قرآن نہیں بلکہ ان حروف الفاظ کا معنی و مفہوم قرآن ہے اور یہ عقیدہ بدعت فی الاسلام ہے اور قرآن کریم کو مخلوق کہنے کے مترادف ہے اور اس عقیدے کو بعض سلف نے کفر بھی کہا ہے۔ اس بارے میں امام عبد اللہ بن امام احمدؓ نے کتاب النہص ۱۸ و مابعدہ میں علماء سلف کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اور قرآن کریم کے حروف والفاظ کے قرآن ہونے کا ثبوت خود قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿وَهَذَا سَانٌ عَرَبِيٌّ مَبِينٌ﴾ (النحل : ۱۰۳) یہ قرآن کریم عربی ہے ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذَرِينَ بِالسَّانِ عَرَبِيٌّ مَبِينٌ﴾ (الشُّعْرَاء : ۱۹۵) اس قرآن کو روح امین جبریل لے کر آئے ہیں تا کہ آپ لوگوں کو دُرائیں آپ کے دل پر اس کو جبریل نے عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ ﴿أَنَا أَنْزَلْنَاهُ قَرآنًا عَرَبِيًّا لِعَلَكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (يوسف : ۲) ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تا کہ آپ لوگ اس کو سمجھ سکیں ﴿وَكَذَالِكَ انْزَلْنَا حِكْمَةً عَرَبِيًّا﴾ (الرعد : ۳۷) اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی میں حکم و قانون بنایا کر بھیجا ہے۔ ﴿وَكَذَالِكَ انْزَلْنَا قَرآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ﴾ (طہ : ۱۱۳)

ہیں ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضور کو خواب میں اس شکل میں دیکھا کہ حضور روضہ مبارک میں بیٹھے ہوئے حقہ پر رہے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس آدمی نے جب خواب دیکھا اس وقت نبی اکرم ﷺ اس کے لئے آئینہ تھے اس نے نبی کریم کی شکل میں اپنے آپ کو حقہ پیتے ہوئے دیکھا اور وہ آدمی حقہ پیتا تھا۔ میں کہتا ہوں اس تفسیر کے بجائے اگر مولانا یہ تفسیر کرتے کہ اس شخص نے شیطان کو حقہ پیتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ شیطان نے اس خواب سے اس کو گمراہ کیا کہ حقہ پینا کوئی جرم نہیں ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ بھی پیتے تھے۔ مولوی صاحب اگر اس خواب کی تعبیر شیطانی خواب سے کرتے تو ممکن تھا کہ وہ حقہ پینے کی شیطانی عادت کو ترک کر دیتا۔ بلکہ مولوی صاحب نے اپنی منطقی و فلسفی بحث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس شخص نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ اور بدعتی صوفیوں نے اس عقیدے سے کہ پیر مرید کا آئینہ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ پیر کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ دراصل پیر نہیں کر رہا ہوتا بلکہ مرید کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے بدعتی صوفیوں اور حرام کرنے والے درویشوں نے اپنے جرم کو یہ کہ کر چھپا دیا کہ میاں ہم بر اعمل کہاں کرتے ہیں جس نے ہم کو کرتے دیکھا وہ خود اس کا کرنے والا ہوتا ہے ہم تو آئینہ ہیں۔

ہے اور بعض الفاظ یہ ہیں کتاب ربی کتاب ربی۔ یہ میرے رب کی کتاب ہے یہ اثر امام عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل کی کتاب السنہ ص ۲۶ میں ہے امام ابن الجوزی نے بھی اس اثر کو *لمنتظم* ج ۲ ص ۱۵۷ میں طبقات ابن سعد کی سند سے روایت کیا ہے عکرمة ٹکایہ اثر اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قرآن کریم کے حروف والفاظ کو اللہ تعالیٰ کا کلام صحیح تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ قرآن کریم کو منہ سے لگا کر کتاب ربی کتاب ربی نہ کہتے بعض لوگ قرآن کے چونے کو بدعت کہتے ہیں ان کی بات غلط ہے اور اس صحابی کا عمل ان کے قول کے رد کے لیے کافی ہے اور ان کا کہنا کہ صحابی کا عمل جنت نہیں ہے اور اللہ کے نبیؐ سے ثابت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ صحابی رسول بدعت پر عمل نہیں کر سکتا۔ اللہ کے رسولؐ کی سُنّت کیا ہے اور کیا نہیں اس کو وہ بہتر جانتا ہے اور پھر امام احمد اس کو سُنّت جان کر کتاب السنہ میں لائے ہیں کیا وہ بھی سُنّت سے ناواقف اور بدعت پر عمل کرنے والے تھے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۲۳ ج ۷ میں لکھا ہے کہ امام احمد نے قرآن کے چونے پر اسی روایت سے استدلال کیا ہے۔

ایک صوفی کا خواب کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں بیٹھے ہوئے حقہ پر رہے تھے

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی الافتضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۳ میں فرماتے

ہوتی ہے اور اس واقعہ سے امام شافعی کے قول کی بھی تائید ہوتی ہے انہوں نے فرمایا۔ التصوف مبني على الكسل ولو تصوف رجل اول النهار لم یات الظهر الا ﴿ و هو احمق حفظ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۰۔ صوفیت کی بنیاد بے کاری اور سستی پر ہے ایک آدمی اگر صحیح کو صوفیت اختیار کر لے تو ظہر کے آنے سے پہلے وہ پاگل اور مجنون ہو جائے گا امام شافعی کی یہ بات گذشتہ واقعہ سے تج ثابت ہوتی ہے کہ بقول صوفی مذکور رسول اللہ نے اس کو بدعیٰ پیر کہا پھر بھی وہ خوشی کے مارے وجد میں آگیا یہ اس کے حمق ہونے کی کپی دلیل ہے۔

وحدة الوجود کی ایک اور مثال

بایزید کا واقعہ مشنوی کے فتنہ چہارم کے نصف پر مذکور ہے کہ وہ (سبحانی ما اعظم شانی) کہہ دیتے تھے مریدوں نے ایک روز کہا کہ یہ آپ کیا کہتے ہیں فرمایا اگر اب کی دفعہ کہوں تو مجھ کو پھر یوں سے مارنا مرید بھی ایسے نہ تھے جیسے آجکل کے ہیں چھریاں لیکر تیار ہو گئے ان سے غلبہ حال میں پھر وہی کلمہ نکلا کلمہ کا لکھنا تھا کہ چہار طرف سے مریدوں نے مارنا شروع کر دیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو تو کوئی زخم نہ آیا اور مریدین تمام اپنی ہی چھریوں سے زخمی ہو گئے مولانا اس کا راز بتاتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں کہتے تھے (الافتضات الیومیہ ج ۳۷ ص ۲۷) مریدوں کا پیر کو مارنا اور اس سے مریدوں کا خود زخمی ہونا وحدت

اپنے بدعیٰ پیر سے ہمارا بھی سلام کہنا

الافتضات الیومیہ ج ۵ ص ۷ امیں اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا اہل محبت کی توشان جدا ہوتی ہے حضرت شاہ ابوالمعالی رحمہ اللہ کے ایک مرید حج کو گئے شاہ صاحب نے مرید سے کہا کہ جب مدینہ منورہ حاضر ہو تو روضہ اقدس پر میرا بھی سلام کہنا چنانچہ یہ بعد فراغت حج مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور پیر کا سلام عرض کیا وہاں سے ارشاد ہوا کہ اپنے بدعیٰ پیر سے ہمارا بھی سلام کہہ دینا جس کو اس مرید نے بھی سن جب واپس ہوئے تو حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب نے پوچھا کہ ہمارا بھی سلام عرض کیا تھا انہوں نے کہا میں نے عرض کر دیا تھا حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے پیر سے ہمارا بھی سلام کہہ دینا شاہ صاحب نے فرمایا ہی الفاظ کہو جو وہاں سے سن کر آئے ہو عرض کیا جب حضور کے الفاظ حضرت کو معلوم ہیں تو پھر میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے نیز میری زبان سے وہ الفاظ ادا ہونا سوء ادب ہے شاہ صاحب نے فرمایا معلوم ہیں مگر سننے میں اور ہی مزا ہے اور بھائی تم خود تو نہیں کہتے وہ تو حضور کے ارشاد فرمائے ہوئے ہیں تمہارا ادا کرنا تو حضور ہی کا فرمانا ہے اس میں بے ادبی کیا ہوئی بالآخر مرید نے وہی الفاظ ادا کر دئے سن کر شاہ پر وجود کی حالت طاری ہو گئی۔

اس واقعہ سے بھی ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ صوفیاء کو قبروں اور مزاروں سے جو آواز سنائی دیتی ہے وہ اس قبر والے کی نہیں کسی شیطان اور جن کی آواز

عبداللہ صاحب مغرب کی نماز پڑھتے ہوئے اپنے بیٹے امیر علی کو پکارنے لگے امیر علی امیر علی میرے خاوند نے آج مجھ کو دکھایا ہے حاجی صاحب کو مسجد میں بند کر کے قفل لگادیا گیا ہے اور مولوی رشید صاحب کو کتاب دے کر درس کے لئے کہہ دیا ہے (امداد المختار ص ۱۲۸)۔

جناب الیاس علیہ السلام کی قوم ایک بت کی عبادت کرتی تھی جس کا نام انہوں نے بعل رکھا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر سورہ صافات آیت ۱۲۵ میں کیا ہے۔ ﴿اَتَدْعُونَ بِعْلًا وَ تَذَرُونَ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ﴾ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو بھول جاتے ہو جو اللہ ہے اور عربی زبان میں بعل خاوند کو کہتے ہیں سورہ ھود آیت ۲۷ میں ہے ﴿يَا وَيْلَتِي أَللَّهُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِيٌ شِيخَا إِنْ هَذَا الشَّئْيِ عَجِيبٌ﴾ یہ افسوس کیا میں پچھوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بڑی عمر کا ہے یہ ابراہیم علیہ اسلام کی بیوی سارہ بی بی کے الفاظ ہیں یہاں بعل خاوند کے معنی میں ہے اور سورہ بقرہ آیت ۲۲۸ میں ہے ﴿وَبِعَوْلَتِهِنَّ اَحْقَقَ بُرْدَهَنَ﴾ اور ان کے خاوند ان کو واپس لیجانے کے لئے زیادہ حقدار ہیں۔

تفسیر فتح البیان میں ہے خاوند کو بعل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کے اوپر ہوتا ہے اور اسی معنی کی وجہ سے مشرکین رب تعالیٰ کو بعل کہتے تھے اور اسی مناسبت سے بت کر رب سمجھ کر اس کو بعل کہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ صافات

الوجود کی واضح مثال ہے یعنی یہ کہ پیر و مرشد اور اس کے مرید ایک نفس ایک جان تھے اگرچہ ظاہر میں علیحدہ علیحدہ اور مختلف تھے اسی وجہ سے پیر کو مارنے سے خود زخمی ہو گئے اس کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے کہ پیر مرید کے لئے آئینہ ہوتا ہے پیر کے اندر مرید اپنی شکل دیکھتا ہے اسی وجہ سے مرید پیر کو مارنے سے خود زخمی ہو گئے کیونکہ حقیقت میں انہوں نے جس کو پیر سمجھا وہ خود آپ مرید تھے۔ یہی وحدۃ الوجود ہے کہ پیر بھی آپ مرید بھی آپ۔

عارفین کی جنت میں نہ حور ہوگی اور نہ کوئی قصور مگر یہ کلمہ ارنی ارنی مجھے اپنا مکھڑا دکھادے

یہ بات حکیم الامم اشرف علی اپنی کتاب امداد المختار ص ۳۳ پر صوفیاء کے اس قول کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی جنت کا صاف انکار کرتے ہیں۔ جب کہ مومنین سے جنت کا وعدہ قرآن کریم میں ہے اس لئے یہ قول قرآن کی ان آیات کا انکار بھی ہے۔ احادیث صحیحہ کے مطابق روز قیامت جنت ہو گی یا جہنم اور مومنین کو جنت میں دیدار الہی ہو گا۔ یہ صوفی اگر جنت نہیں چاہتا تو اللہ کا دیدار کہاں کریگا۔ اس صوفی جیسا احمد بن دینا میں کوئی نہیں۔

اپنے پیر کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے

فرمایا راؤ عبد اللہ اپنے پیر حاجی عبدالکریم کو خاوند سے تعبیر کرتے تھے یہ راؤ

مست ملا اس پر فیل بان پکارتا آتا تھا کہ ہاتھی مست ہے میرے قابو میں نہیں
اس چیلے کو لوگوں نے منع کیا مگر وہ نہ مانا اور کہا کہ وہی تو ہے اور میں بھی وہی ہوں
خدا کو خدا سے کیا ڈر آخ رہا تھی نے اسے مار ڈالا جب اس کے گرو نے یہاں گائی
وے کر کہا کہ ہاتھی جو مظہر مضل تھا اس کو تو دیکھا اور فیل بان کو کہ مظہر ہادی تھا نہ
دیکھا ہادی مضل اوپر نیچے جمع تھے شامم امداد یہ صوفی کے نزدیک اللہ تعالیٰ
کی ایک صفت مضل ہے اور ایک صفت ہادی ہے مضل کا معنی گمراہ کرنے والا ہے
یہاں صوفی نے اس کا معنی نقصان دینے والا کیا ہے ہادی کا معنی ہے راستہ دکھا
نے والا صوفی نے یہاں اس کا معنی نفع دینے والا بچانے والا کیا ہے یہ ہاتھی اور
اس کا چلانے والا اللہ تعالیٰ کی وصفتوں سے متصف تھے اس لئے ان میں خدائی
صفات تھیں اس چیلے نے یہ غلطی کی کہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت کی طرف توجہ کی
دوسری صفت کی طرف اس نے نہیں دیکھا اس لئے خدا تعالیٰ ہی کی ایک صفت
سے وہ مارا گیا اگر وہ خدا تعالیٰ کی دوسری صفت کی طرف توجہ کرتا اس پر عمل کرتا تو
پچ جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ گرو نے یہ نہیں کہا کہ اس چیلے نے ہاتھی اور اس کے
چلانے والے کو خدا کہہ کر غلطی کی بلکہ اس کی غلطی یہ بیان کی کہ خدا تعالیٰ کی
نقصان دینے والی صفت کے سامنے چلا گیا اور دوسری اس کی صفت کو جو اس کو
بچانے کے لئے تھی نظر انداز کر دیا اس لئے ثابت ہوا کہ اس صوفی کے نزدیک
ہاتھی اور اس کا چلانے والا دونوں خدا تھے نبوعذ باللہ من ذالک۔

میں فرمایا ﴿اَتَىٰذُونَ بِعْلًا وَتَذَرُّونَ اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ. اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
آبَائِكُمُ الْاَوَّلِينَ﴾ اور فیروز المغات ص ۵۸۲ میں ہے خاوند کا معنی آقا مالک
بھی ہوتا ہے اور یہ لفظ خداوند کا مخفف بھی استعمال ہوتا ہے یعنی خاوند کا لفظ بول
کر خداوند تعالیٰ بھی مراد لیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا اس صوفی نے اپنے پیر کو
اس لئے خاوند کہا کیونکہ وہ اس کے ہاں اللہ تعالیٰ کا مظہر تھا اور شاید اس لئے
قوم الیاس اپنے بت بعل کورب تعالیٰ سمجھ کر اس کی عبادت کیا کرتی تھی۔ اس
صوفی کو اپنے پیر کو خاوند کہنے پر شرم نہیں آئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احمدقوں کی
جنت میں رہنے والا صوفی عقل سے عاری ہوتا ہے۔

اشرف علی صاحب کے خاص مرید نے ایک بار ان سے کہا 'حضرت بار بار
میرے دل میں خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا حضور کے نکاح میں
'اس اظہار محبت پر حضرت والا نایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ
فرماتے ہوئے مسجد میں تشریف لے گئے کہ یہ آپ کی محبت ہے تو ثواب ملے گا
ثواب ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (اشرف السوانح ص ۲۸ ج ۲)۔ مرید کی پست
سوچ آپ نے ملاحظہ کی اور پیر کی ترغیب بھی پچ ہے جیسی روح و یہ فرشتے۔

خدا کو خدا سے کیا ڈر

فرمایا کہ اکثر لوگ توحید وجودی میں غلطی کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں تمثیل بیان
فرمائی کہ کسی گرو کا چیلہ توحید وجودی میں مستغرق تھا راستے میں ایک فیل (ہاتھی)

و حکی عن القاضی الامام عما دالدین رحمة الله عليه ان مشائخ بخاری جعلو القرآن خمس ماه واربعین رکوعاً و علموا الختم بهالیق الختم فی اللیلة السابعة والعشرین رجاءً ان ینالوا فضیلة لیلة القدر، انتہی. ان رکوعوں کا نام رکوع اس لئے رکھاتا کہ ہر پڑھنے والا قرآن کریم کا یہ حصہ پڑھ کر رکوع کر لے معلوم ہوا قرآن کریم کی آیات کی رکوعوں میں تقسیم بیس تراویح پر عمل کے لئے کی گئی ہے۔ بیس تراویح کو سفت کہنا بلا دلیل ہے اور اس تعداد کے لئے قرآن کو رکوعوں میں تقسیم کرنا قرآن پر ظلم عظیم ہے۔ سچ ہے خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

عقائد علماء بوند ماخوذ از مهند علی المفند

عقیدہ : (۱) ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک قبر سید المرسلین علیہ السلام اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدر حال اور بذل جان و مال یعنی کجاوے کسنسے اور جان و مال کے خرچ کرنے سے نصیب ہوا المہند ۱۵۵۔ یہ عقیدہ صحیح احادیث کے مطابق بدعت ہے۔ حدیث میں ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی مقام کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔ مسجد الحرام، مسجد العبوی اور مسجد الاقصیٰ (بخاری حدیث ۱۱۹۷)۔

عقیدہ (۲) اور سفر مدینہ منورہ کے وقت آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت

رمضان میں بیس تراویح کے حساب سے قرآن ختم کرنے کے لئے قرآن کی پانچ سو چالیس رکوع میں تقسیم س : ہندوستان و پاکستان میں مطبوع قرآن کریم میں رکوع لکھے ہوئے ملتے ہیں ان کی کل تعداد ۵۴۵ پانچ سو چالیس ہے یہ رکوع عرب کے ملکوں کے مطبوع قرآن کریم کے نسخوں میں نہیں ہیں۔ یہ رکوع کس کی ایجاد ہیں اور ان کا مطلب کیا ہے؟

ج : یہ رکوع حنفیہ ماتریدیہ کی ایجاد ہیں انہوں نے قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کو ۵۴۰ پانچ سو چالیس رکوعوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ بیس رکعت تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھا جائے اور رمضان کی ۲۷ تاریخ کو قرآن کریم کا ختم ہو۔ اور رمضان میں اگر ہر رات ۲۰ بیس تراویح پڑھی جائے تو ۲۷ تاریخ تک پانچ سو چالیس ۵۴۰ رکعتیں پنتی ہے اس لئے بخارا کے علماء حنفیہ ماتریدیہ نے قرآن کریم کی آیات کو پانچ سو چالیس (۵۴۰) رکوع میں تقسیم کیا تا کہ ہر رات ایک رکعت میں ایک رکوع پڑھا جائے اور ۲۷ تاریخ کو ختم ہو چونکہ یہ رکوع عجمی حنفیوں کی ایجاد ہیں اس لئے عرب کے قرآن کریم کے نسخ اس سے خالی ہیں علامہ سرنسی حنفی نقہ حنفیہ کی مشہور کتاب المبسوط میں ص ۱۳۶ میں لکھتے ہیں۔

میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی اس طریقہ پر کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں
بزرگ کے تھوڑے دعاء کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں یا اسی جیسے اور
کلمات کہے۔ الحمد للہ ۱۵۶۔

عقیدہ (۵) آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی
درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت
فرمائیں پھر حضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور کہے۔
یا رسول اللہ اسئلک الشفاعة واتوسل بک المی اللہ فی ان
اموت مسلمًا علی ملک و سنتک الحمد للہ ص ۱۵۶-۱۵۷۔ اے اللہ
کے رسول میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے
یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت
پر مروں۔
قرآن کریم میں ہے اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کے لئے سفارش نہیں
کریگا (بقرۃ آیت ۲۵۵)۔ اس لئے یہ عقیدہ باطل ہے۔

عقیدہ (۶) اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلاۃ و
سلام پڑھے تو اس کو آپ خود نفس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلاۃ و
سلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں الحمد للہ ۱۵۷۔

اس عقیدے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ آپ قبر میں نفسہ زندہ ہیں۔ یہ بدعتیوں

کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی و دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرک کی بھی نیت
کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن علامہ الہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر
شریف کی نیت کرے پھر وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل
ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت محب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس
کی موافق خود حضرت ﷺ کے ارشاد سے ہو رہی ہے۔ جو میری زیارت کو آیا
کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کونہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت
کے دن اس کا شفیع بنوں الحمد للہ ۱۵۸۔ حالانکہ اس قسم کی تمام احادیث موضوع اور
من گھرست ہیں۔

عقیدہ (۳) وہ حصہ زین جو جناب رسول ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس
کئے ہوئے ہے یعنی چھوئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ
کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے الحمد للہ ۱۵۹۔ اس گمراہ عقیدے کی بنیاد یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر موجود نہیں۔ اگر وہاں موجود ہوتا تو عرش و کرسی دنیا و ما
فیہا سے افضل ہوتے (امداد الفتاویٰ ص ۱۱۳ ج ۲)۔ امام ابوحنیفہ و دیگر آئندہ
کے بقول ایسا عقیدہ کہ اللہ عرش پر نہیں کفر ہے (شرح عقیدہ طحاویہ ص
۲۸۸)۔

عقیدہ (۲) ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء
علیہم السلام ہیں اور صلحاء اولیاء و شہداء صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات

عبد الرحمن بن احمد الاعرج راوی ہے وہ مجہول ہے الاحدیث الضعیفہ لالبانی حاص ۲۳۰ حدیث ۲۱۳ المداوی لعلل الجامع الصیر شرحی المناوی ح ۲ ص ۳۷۲ مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب نے المہند کے آخر میں عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ص ۱۵۸ عقیدہ ۲ میں لکھا ہے اس حدیث کی سند کو حافظ ابن حجر حافظ سنن اولیٰ القاری اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے جید کہا ہے اور محمد شین کرام کے نزدیک ایسی حدیث جحت ہونے میں کوئی کلام نہیں خاص کر جبکہ امت مسلمہ کا اجماع بھی اس کی تائید کر رہا ہے میں کہتا ہوں یہ حدیث محمد بن مروان سدی کی وجہ سے موضوع ہے اور اس کی ابواشیخ والی سند جس میں محمد بن مروان نہیں بے اصل و بے بنیاد ہے علامہ محمد بن عبد الہادیؒ نے الصارم المنکی ص ۲۰۶ میں اس سند کو بے بنیاد لکھا ہے اور سنن اولیٰ ح ۳۷۸ اس لئے امام حاکم اور حافظ ذہبی کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط ہے خاص طور پر اس لئے کہ ذہبی نے خود اس کے راوی کو مجہول کہا ہے۔ اور حدیث : من صلی عنده قبری سمعته ومن صلی على نائیا ابلغته بر واه لیتھمی فی شعب الایمان ح ۲۳۲ (جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا اس کو میں سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا مجھ تک پہنچایا جاتا ہے) موضوع ہے اس کی سند میں محمد بن مروان السدی راوی ہے وہ جھوٹا ہے۔ اور اس حدیث کو ابواشیخ نے کتاب الشواب میں روایت کیا ہے اس کی سند میں

کا عقیدہ ہے اہل سنت کا نہیں۔ سورۃ الزمر کی آیت ۳۰ اس عقیدے کو باطل کرتی ہے ﴿إِنَّكُمْ مَيْتُونَ﴾ بے شک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں (ترجمہ محمود الحسن صاحب دیوبندی)۔ اور آپ کی وفات پر ابوکبرؓ نے فرمایا تھا جو محمدؐ کی عبادت کرتا ہے تو محمدؐ نوت ہو چکے ہیں (بخاری)۔ آپ کی قبر کے پاس پڑھے ہوئے درود کو براہ راست آپ کا خود بخود سننا کسی حدیث سے ثابت نہیں اس بارے میں وارد تمام روایت واحدیث ضعیف و باطل ہیں اس مقام پر مؤلف المہند مدرس حاکم کی ایک روایت پیش کی ہے اس میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا عسلی علیہ السلام میری قبر پر آئیں گے اور مجھ پر سلام کہیں گے میں اس کے سلام کا جواب دونگا یہ حدیث منکر ہے اس کا ایک راوی عطاء مولی ام جبیہ مجہول ہے میزان الاعتدال ح ۳۷۸ اس لئے امام حاکم اور حافظ ذہبی کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط ہے۔

اور حدیث کو ابواشیخ نے کتاب الشواب میں روایت کیا ہے اس کی سند میں

ذہبی نے الموقظہ ص ۲۲ میں لکھا ہے۔ (فالمجتمع على صحته انا المتصل بالسالم من الشذوذ والعلة وان يكون روایته ذوی ضبط وعدالة وعدم تدليس) اتفاقی طور پر صحیح حدیث وہ ہے جس کی سند متصل ہو شذوذ علت سے پاک ہواں کے تمام راوی ضبط وعدالت کی صفتیں سے متصف ہوں اس میں راوی کی تدليس کا شایبہ بھی نہ ہو۔ صحیح حدیث کی اس تعریف سے معلوم ہوا کہ مدرس کی عنوانی روایت ضعیف ہوتی ہے حافظ ذہبی کی صحیح حدیث کی اس تعریف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے حافظ ابن حجر تعریف اہل التقدیس بر اتاب الموصوفین بالتدليس ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔

الثالثة من اکثر من التدليس فلم يحتج الانئمة من احاديثهم الا بما صرحو فيه بالسماع ومنهم من احاديثهم مطلقاً ومنهم من قبلهم كأبي الزبير المكي يعني ملسین کی تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کی احادیث کو محدثین اس وقت تک تسلیم نہیں کرتے جب تک کہ وہ اپنے استاذ کی صراحت کرتے ہوئے حدشا یا سمعت نہ کہیں۔ حافظ ابن حجر بن اسحاق کو اس کتاب میں اسی تیسرا طبقہ میں ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا اس کی عنوانی روایت کسی حال میں بھی قبول نہیں ہے۔ المہند کے مقلد مؤلف نے لکھا ہے اس حدیث کو امام احمد نے مندرج ۲۹۰ ص ۲۹۰ میں بھی بیان کیا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کا بنی کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی قبر پر جا کر سلام کرنے اور

علماء حنفیہ میں فتاویٰ شامی کے مؤلف ابن عابدین کے بیٹے نے اس مسئلہ میں کتاب الایات البینات فی عدم السماع للا موات لکھی ہے اس میں انہوں نے اپنے مذهب حنفی کی کتابوں سے مردوں کے نہ سننے کو ثابت کیا ہے۔ اور ملا علی قاری و شیر احمد صاحب عثمانی اور مولوی زکریا صاحب مؤلف فضائل اعمال و تبلیغ نصاب مذهب حنفی پر نہیں ہیں انہوں نے مذهب حنفی کو چھوڑ کر بدعتی صوفیاء کی راہ اختیار کی ہے اس لئے ان کی کسی بات کو نہ حنفی مذهب کی بات کہا جا سکتا ہے اور نہ سلف صالحین و محدثین کی بات، نبی کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے قبر سے سلام سننے اور جواب دینے کے ثبوت میں المہند کے مصنف نے ایک اور حدیث ذکر کی ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے وہ حدیث یہ ہے۔ (لیہب طن عیسیٰ ابن مریم حکما و اماما مقتضا ولیس لکن فجا حاججا او معتمرا ولیائین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ) (رواہ الحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۵۹۵) یعنی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے بالنصاف حاکم و عادل امام ہو کر پھر وہ حج یا عمرہ کے لئے نکلیں گے اور میری قبر پر آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے میں ان کے سلام کا جواب دوں گا امام حاکم اور حافظ ذہبی دونوں نے اس حدیث کی سند صحیح کہا ہے لیکن اس کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہے وہ مدرس ہے اس نے اس حدیث کو لفظ عن سے روایت کیا ہے اور محمد شین کا قاعدہ ہے کہ مدرس کی عنوانی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ حافظ

اس بدن اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے۔ چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہ السلام اس قبر شریف والی حیات میں بھی اور اک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے اس لئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہا جاتا ہے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے آپ کے زندہ نہ ہونے پر اتفاق کر لیا تھا امت محمدیہ کا سب سے پہلا اجماع تھا جو آپ کی وفات پر قائم ہوا اور ابو بکر صدیقؓ نے اپنے خطبے میں فرمایا تھا جو شخص محمد ﷺ کے زندہ ہونے اور فوت نہ ہونے پر یقین رکھتا ہے وہ ان کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت کرتا ہے ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے جو ان کو فوت نہ جان کر ان کی عبادت کرتے ہیں ان کا معبود فوت ہو چکا ہے ابو بکرؓ کا مقصد یہ تھا کہ جو آپ کو اب بھی زندہ مانتا ہے گویا کہ وہ ان کی عبادت کرتا ہے کیونکہ ہمیشہ زندہ رہنا فوت نہ ہونا معبود حقیقی کی صفت ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے سوا بھی کوئی ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے وہ اس کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کرتا ہے ابو بکر صدیقؓ کے الفاظ یہ ہیں۔ فمن کان منکم یعبد محمدًا فان محمدًا قدماً وَ مَنْ كَانَ يَعبدُ اللَّهَ فَانَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، رواه البخاری، كتاب الجنائز باب الدخول على الجنة بعد الموت.

اور نبی کریم ﷺ کی وفات پر بیت اللہ الحرام میں مشہور صحابی سہیل بن عمرو نے

آپ کے جواب دینے والی بات نہیں ہے اس جگہ وہ حدیث اس مقلد کے مذہب کی تائید نہیں کرتی اس نے جاہل عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اس روایت کا حوالہ دیا ہے اور جاہل عوام کو دھوکہ دینے کی ان مقلدین کی پرانی عادت ہے۔

عقیدہ : (۷) ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبری میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ خاص ہے اور یہ حیات برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں بلکہ آدمیوں کو حاصل ہے، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالے انبیاء لاذکیاء بحیاة الانبیاء میں اس بات کی تصریح کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موٹی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس میں برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے اس کا نام آب حیات ہے۔ المہند ص ۱۵۹۔

دنیوی حیات سے اکابر دیوبندی کی مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسم اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے جس کی وجہ سے

اور قبر میں نماز پڑھنا انبیاء کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ مومن بھی فرشتوں سے نماز پڑھنے کی اجازت مانگتا ہے۔ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہؓ کی لمبی حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ لکھا بھی ہے۔

فِيَقَالُ لَهُ أَجْلَسَ فِي جَلْسٍ وَقَدْ مَثَلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ آذَنَتِ
لِلنَّجْمِ وَفِيَقَالُ لَهُ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَا تَقُولُونَ
فِيهِ وَمَا ذَاتُ شَهَدَبِهِ عَلَيْهِ فَيَقُولُ دُعَوْنِي حَتَّىٰ اصْلَىٰ فَيَقُولُ إِنَّكَ
سَتَفْعَلُ أَخْبَرْنِي عَمَانِسَالِكَ عَنْهُ. الْاَحْسَانُ إِلَىٰ تَرتِيبِ صَحْحٍ إِنْ حَبَانَ
ص ۲-۵ میت کو قبر میں اٹھا کر بیٹھا دیا جاتا ہے اور فرشتہ اس سے پوچھتا ہے
اس شخص کے بارے میں تمہاری شہادت کیا ہے جو تم میں تھے وہ شخص دیکھتا ہے
سورج غروب ہونے کو ہے وہ فرشتوں سے کہتا ہے مجھے ذرا مہلت دو میں عصر کی
نماز پڑھلوں کیونکہ اس کا وقت نکلا جا رہا ہے فرشتہ اس سے کہتا ہے نماز تو ضرور
پڑھے گا لیکن تو پہلے ہمارے سوال کا جواب دے جو تجھ سے کیا گیا ہے اس
حدیث سے معلوم ہوا قبر میں نماز پڑھنا انبیاء کے ساتھ خاص نہیں اس بات میں
مومن بھی شریک ہیں لہذا قبر میں نماز پڑھنا قبر والے کی دنیوی زندگی کی دلیل
نہیں ہے اور وہ اسی دنیوی جسم کے ساتھ نماز پڑھتا ہے جس کو قبر میں دفن کیا گیا
ہے تو پھر انبیاء کے ساتھ مومن بھی زندہ ہوئے۔

اور اگر قبروں کے اندر انبیاء اپنے دنیوی جسموں کی ساتھ زندہ ہیں تو پھر وہ بہشت

خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ من کان محمد ﷺ الہہ فان محمدًا قدماً^{صلی اللہ علیہ وسلم}
والله عزوجل حی لا یموت بعرفة الصحابة لا یتعیم الاصحابی ص ۳۲۵
جس شخص کے محبوب ﷺ معبود تھے ان کا معبود محمد فوت ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ زندہ
ہے کبھی نوت نہیں ہو گا نصوص صریحہ کے بعد بھی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ محبوب ﷺ
اب بھی دنیوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں وہ بدعنی ہے اہل سنت کی جماعت سے
اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور المہند کے مؤلف کی یہ دلیل کہ نبی کریم ﷺ نے
موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا تھا اور نماز بدن و جسم کے ساتھ پڑھی
جائی ہے خالی روح کے ساتھ نہیں لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ موسیٰ علیہ
السلام اپنی قبر میں اسی دنیوی جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور ہمارے نبی نے ان کو
اسی دنیوی جسم کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تھا میں کہتا ہوں اس حدیث سے کسی
شخص کا اپنے بدن و جسم کے ساتھ زندہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ
کے ساتھ تمام انبیاء نے بیت المقدس میں بھی نماز پڑھی تھی ان انبیاء میں موسیٰ
علیہ السلام بھی تھے المہند کے مؤلف یہ بتاسکتے ہیں کہ وہ اس وقت اپنے دنیوی
جسموں کے ساتھ تھے یا خالی ان کی رو میں تھیں جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز
ادا کی تھی اور پھر انہی انبیاء علیہم السلام کو نبی کریم ﷺ نے آسمان پر بھی دیکھا
تھا اگر یہ انبیاء اپنی قبروں میں جسم و روح کے ساتھ زندہ ہیں یعنی ان کا بدن و
روح انہیں قبروں میں ہے تو پھر آسمان پر آپ نے جن انبیاء کو دیکھا تھا وہ کیا تھا

کے خلاف ہے اگر یہ لوگ ایسے زندہ ہیں جیسا کہ موت سے پہلے تھے تو پھر ان کو اس مٹی میں کیوں گاڑ رکھا ہے ان کو باہر نکال کر دنیا کے سامنے لا یعنی ان کو جسم و روح کے ساتھ سب لوگ یقین کر لیں گے کہ واقعی وہ زندہ ہیں اور پھر اگر وہ اسی قبر میں جسم و روح کے ساتھ زندہ ہیں تو ان کی جائیداد تقسیم نہیں کرنی چاہئے اور ان کی بیویوں کو دوسروں کے ساتھ نہیں بیاہ دینا چاہئے کیونکہ اس قبر میں زندہ آدمی کی مثل اس زندہ انسان کی مثل ہے جو کسی بندگھر میں سویا ہوا ہو ایسے آدمی کی نہ جائیداد تقسیم کی جاتی ہے اور نہ اس کی بیوی کا دوسرا جگہ نکاح کیا جاتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ قبر جس میں ہم مردوں کو دفن کرتے ہیں اسی دنیا کی چیز ہے یعنی یہ قبر اسی دنیا میں ہے اور انسان مرنے کے بعد اسی دنیا میں نہیں کسی دوسرا دنیا میں ہوتا ہے جس پر صرف ایمان لایا جاسکتا ہے اس کا مقام قوع انسان کی آنکھوں سے اوچھل ہے یہ دنیاوی آنکھ اس کا دراک نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَمِنْ وِرَائِهِمْ بُرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ الْيُشْوُونَ﴾ (المؤمنون) ان کے آگے ایک پردہ حائل ہے جس کے اس پار تمہاری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور یہ پردہ تا قیامت قائم رہے گا اسی بزرخ سے مراد قبر کا یہ گڑھا نہیں جس میں انسان کا جسم رکھا ہوتا ہے یہ توہر وقت انسان کے سامنے ہے جب کوئی چاہے قبر کھود کر اس بدن و جسم کو دیکھ سکتا ہے اور بزرخ کے اس پار کسی صورت میں بھی انسان کی آنکھیں دیکھ سکتی۔

میں نہ ہوئے حالانکہ قرآن و سنت میں یہ بات پائے ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ انبیاء و شہداء اور عام مؤمنین جنت میں ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿كَلَا ان كتب الابرار لفی علیین﴾ (المطففين : ۱۸) حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں : ای مصیر ہم الی علیین و هو بخلاف سجين قال الا عممش عن شمر بن عطیة عن هلال بن یساف قال سال ابن عباس کعبا و اننا حاضر عن سجين قال هی الارض السابعة وفيها ارواح الكفار و ساله عن علیین فقال هی السماء السابعة وفيها ارواح المؤمنين وهكذا قال غير واحد انها السماء السابعة وقال على بن ابی طلحة عن ابن عباس فی قوله . کلام ان کتاب الابرار لفی علیین یعنی الجنة یعنی ان کتاب الابرار لفی علیین کا معنی ہے ان کاٹھکانہ جنت ہے اور کعب احبار نے کہا ہے علیین سے مراد ساتوں آسمان ہے اس میں مؤمنین کی روحیں ہیں اور سجین سے مراد ساتویں زمین ہے اس میں کفار کی روحیں ہیں اور ابن عباس نے کہا ہے علیین سے مراد جنت ہے اور قرآن کریم میں ہے ﴿ثُمَّ أَنْكِمْ بَعْدَ ذَالِكَ لِمَيِّتِوْنَ ثُمَّ أَنْكِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَبْعَثُونَ﴾ (المؤمنون : ۱۵-۱۶) پھر تم پر موت آئے گی اس موت کے بعد تم کو قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا اور ان قبروں میں انبیاء علیہم السلام یا عام مؤمنین کو انہیں جسموں کے ساتھ زندہ مانا عقل و نقل دونوں

جسموں کے ساتھ زندہ ہوتے تو صحابہ کے سوال کا جواب یہ نہ ہوتا جو حدیث میں
ذکور ہے بلکہ اس کا جواب یہ ہوتا کہ ہم انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں یعنی
ہمارے جسم مردہ نہیں ہوتے۔ اور امام سیوطی نے ذکورہ رسالے میں یہ حدیث بھی
ذکر کی ہے۔ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون، رواہ ابویعلیٰ فی مندن ج ۶
ص ۷۲ یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں مگر یہ حدیث سند کے
اعتبار سے ضعیف ہے۔

اس میں امام ابویعلیٰ کے استاذ ابو جہنم ازرق بن علی غریب روایات بیان کرتا ہے
اور غریب روایات زیادہ تر ضعیف ہوتی ہیں اور امام سیوطی نے ذکورہ رسالے
میں انس کی روایت ذکر کی ہے وہ حدیث یہ ہے الانبیاء لا یترکون فی
قبورهم بعد اربعین لیلة ولكن یصلون بین يدی الله حتى ینفح
فی الصور یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں چالیس روز کے بعد نہیں رہتے
وہ اللہ تعالیٰ کے رو بر و نمازیں پڑھتے رہتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اگر اس کو
دلیل بنایا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ انبیاء اپنی قبروں میں نہیں ہیں لہذا قبروں
کے اندر انبیاء کی زندگی اس روایت کے حساب سے کا عدم ہو گی۔

مفتی عبدالشکور صاحب عقائد علماء دیوبند میں لکھتے ہیں علامہ شیر احمد صاحب
عثمانی نے فتح الہم میں لکھا ہے۔ ان النبی حی کما تقرر و انه علیہ السلام یصلی
فی قبرہ باذان واقامة الْمُهَنْدِ ۖ ۱۶۱ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اور اپنی قبر میں

علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انبیاء لاذکیا کے ص ۵ میں ابو داود اور یہیقی کے
حوالے سے اوس بن اوس الشفی کی حدیث نقل کی ہے وہ حدیث یہ ہے۔ مَنْ
أَفْضَلُ أَيَّامَكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَأَكْثُرُوا عَلَى الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنْ صَلَاتُكُمْ
تَعْرُضُ عَلَى قَالَوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَعْرُضُ عَلَيْكَ صَلَاةً
تَنَاوِقَدَ أَرْمَتْ يَعْنِي بَلِيتْ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرُمَ عَلَى الْأَرْضِ إِنْ تَأْكُلْ
أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ يَعْنِي تَهَارَ بِأَفْضَلِ دُنُوْنِ مِنْ سَعْدَ كَادِنْ ہے اس دن میں
میرے اوپر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا ہوا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے صحابہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا درود آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ وفات
کے بعد آپ کا بدن جسم پوشیدہ ہو کر مٹی میں مل جائے گا آپ نے فرمایا ہمارے
(انبیاء کے) بدن مٹی پر حرام کر دیئے گئے ہیں وہ ہمارے جسموں کو نہیں
کھا سکتی۔

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انبیاء کے جسموں میں روح نہیں ہے
کیونکہ ان جسموں میں اگر روح ہوتی تو ان کو مٹی کے کھانے کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا اور مٹی پر انبیاء کے جسموں کے کھانے کو حرام کرنے کا مطلب یہ ہے
کہ وہ جسم مردہ ہیں اور چونکہ ہر مردہ جسم کو مٹی کھا جاتی ہے اس لئے نبی کریم
ﷺ نے یہ وضاحت فرمائی کہ باوجود اس کے کہ ان جسموں میں روح نہیں مٹی
ان کو نہیں کھا سکتی اور اگر انبیاء کے جسموں میں روح ہوتی اور وہ قبر میں ان

کے بھائی جس کو محمد بن حنفیہ کہا جاتا ہے بھی مدینہ میں تھے یہ باغی ان کے پاس بھی گئے ان کو اپنے ساتھ ملانے پر بات کی انہوں نے اس سے انکار کر دیا اور علی بن حسین زین العابدین بھی اس وقت مدینہ میں تھے اس کے علاوہ یزید کی فوج والے بھی مسلمان تھے کیا انہوں نے بھی مسجد نبوی میں اذان و جماعت کا اہتمام نہیں کیا تھا یہ فاتح قوم تین دن تک بنے نماز رہی یا مسجد نبوی کے علاوہ کہیں اور نماز پڑھتی رہی؟ اور واقعہ حرام کے تعلق سے جو مشہور ہے کہ یزید کی فوج نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھ دئے تھے اس طرح انہوں نے مسجد نبوی کی بر ملا بے حرمتی کی یہ بھی جھوٹ ہے مدینہ کے اندر اتنے صحابہ کی موجودگی میں ایسا ہونا محال ہے۔

اور قبر میں سے قرآن پڑھے جانے کی جس روایت کا مفتی عبدالشکور صاحب نے حوالہ دیا ہے وہ بھی ضعیف ہے اس حدیث کو امام ترمذی نے فضائل القرآن باب ما جاء فی سورہ الملک تختۃ الاحدوی ج ۸ ص ۱۶۱ میں ذکر کر کے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن عمر و بن مالک الانکری ہے وہ ضعیف ہے کہا جاتا ہے امام حماد بن زید نے اس کو کذاب کہا ہے (تقریب) صحیح بخاری کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مقام فوت ہونے کے بعد جنت ہے دنیا کی یہ قبر نہیں جس میں آپ دفن ہیں۔

سرہ بن جندب کی روایت ہے نبی کریم ﷺ صحیح کی نماز کے بعد صحابہ سے پوچھا

اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں مفتی عبدالشکور صاحب فرماتے ہیں علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳ میں اس طرح لکھا ہے اور اذان واقامت کے ثبوت میں مندداری کا حوالہ دیا ہے اور قبروں میں قرآن پڑھنے کے ثبوت میں سنن ترمذی کا حوالہ دیا ہے۔

مندداری کی جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے غالباً اس سے مراد وہ حدیث ہے جس میں ہے تین دن تک مسجد نبوی میں اذان واقامت نہیں ہوئی جب یزید کی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تھا سعید بن میتب مسجد نبوی میں تھے ان کو نماز کے اوقات کا پتہ نہیں چلتا تھا سو اس کے کہ نماز کے اوقات میں نبی کریم ﷺ کے حجرہ سے گنگاہٹ کی آواز آتی تھیں وہ اس آواز کو سن کر نماز پڑھا کرتے یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اس کی سند منقطع ہے سعید بن عبد العزیز کی سعید بن میتب سے ملاقات نہیں، اور یہ واقعہ گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تین دن تک مسجد نبوی میں نماز کا نہ ہونا محال ہے یہ روایت یزید دشمنی پر بنی ہے سوال یہ ہے کیا سعید بن میتب کے سوامدینہ میں کوئی مسلمان نہیں رہ گیا تھا؟ واقعہ حرام کے وقت بے شمار صحابہ مدینہ میں تھے احادیث و تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے کہ باغیوں نے جب مدینہ میں حکومت کا تختہ اللہ دیا تو ابن عمر نے ان کے پاس جا کر ان سے براءت کا اظہار کیا اور ان باغیوں کو اسلامی و شرعی سزا سے باخبر کیا یہ بات صحیح مسلم میں موجود ہے اور محمد بن علی حسن و حسین

صحیح تھے تو فرمایا کرتے تھے ہر نبی کو اس کی وفات سے پہلے اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ جنت کی طرف جانا چاہتا ہے یا کچھ اور دن دنیا میں رہنا پسند نہ مانتا ہے اور اس کو وفات سے پہلے جنت میں جو اس کا مقام ہے وہ اس کو دکھا دیا جاتا ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کا سر میری ران پر رکھا تھا اور آپ بیہوش تھے اچانک آپ نے آنکھ کھولی اور فرمایا اللهم الرفیق الاعلیٰ یا اللہ مجھے رفیق الاعلیٰ کی رفاقت عطا فرما اس وقت میں نے یقین کر لیا کہ آپ اس وقت ہم سے جدا ہونے کو ترجیح دے رہے ہیں، بی بی عائشہ کا یہ کلمہ کہ آپ ہم سے جدا ہونے کو پسند فرمائے ہیں اس بات کی دلیل ہے آپ اس وقت بی بی عائشہ کے جمرے میں اپنے روح کے ساتھ زندہ نہیں ہیں کیونکہ آپ اگر اپنی قبر میں جو آپ کے جمرے میں ہی ہے روح کے ساتھ زندہ ہوتے تو بی بی عائشہ کے پاس ہی ہوتے لیکن بی بی فرماتی ہیں کہ آپ نے ہماری رفاقت کو چھوڑنا پسند فرمایا اس کا مطلب صاف ہے کہ آپ اپنی قبر میں اپنے جمرے میں زندہ نہیں ہیں بلکہ آپ کی روح جنت میں ہے۔ (ایک وہم کا ازالہ) عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر کی جگہ جنت کا ٹکڑا ہے اس لئے اس کو روضہ کہا جاتا ہے یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ لیکن یہ بات غلط ہے اور جنت کے باغوں میں سے جس جگہ کو باغ کہا گیا ہے وہ نبی کریم ﷺ کی مسجد کا وہ حصہ ہے جو حراب و نمبر سے شروع ہوتا ہے اور

کرتے تھے کہ کسی نے خواب دیکھا تو بتاؤ ایک دن آپ نے صحابہ سے پوچھا کسی نے نہیں کہا ہم نے کوئی خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے (اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے) آگے لمبی حدیث ہے اس کے آخر میں ہے مجھے جریل اور میکائل نے کہا اور پردیکھ میں نے اوپر دیکھا تو مجھے سفید بادل کی طرح ایک محل نظر آیا ان دونوں فرشتوں نے کہا یہ ہے آپ کا گھر میں نے کہا مجھے چھوڑ دو میں اپنے گھر کے اندر جاؤ انہوں نے کہا آپ کی ابھی کچھ عمر باقی ہے اس کو پوار کر لینے کے بعد آپ اس گھر میں داخل ہو سکیں گے۔ (مشکوہ کتاب الرؤيا) اس حدیث سے ثابت ہوا اللہ کے رسول ﷺ کا مقام وفات کے بعد جنت ہے اور ان کا مقام وہ گھر ہے جو آپ نے اس خواب میں دیکھا تھا اور بخاری و مسلم میں بی بی عائشہؓ کی حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت آخری کلمہ آپ کی زبان پر یہ جاری ہوا۔ اللہم الرفیق الاعلیٰ مشکوہ کتاب الفھاکل۔ یا اللہ مجھے رفیق الاعلیٰ کی رفاقت عطا فرما۔ اس سے جنت کا مقام مراد ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے بی بی عائشہ فرماتی ہیں کان رسول الله ﷺ یقول وهو صحيح انه لن يقبض نبی حتى يری مقعدہ من الجنة ثم یتخير قالت عائشة فلما نزل به ورأته على فخذی غشی عليه ثم افاق فاشخص بصره الى السقف ثم قال اللہم الرفیق الاعلیٰ قلت اذن لا یختارنا ، یعنی نبی کریم ﷺ جب

نہیں ہے جو خود بخوبی دوسری چیز کے سہارے کے زندہ رہ سکے ان کی اصطلاح میں روح عرض ہے جو ہر نہیں اس لئے لامحالہ روح کے لئے کوئی ایسی چیز ضروری ہے جس کے ساتھ وہ زندہ رہ سکے اور عذاب و ثواب کو محسوس کر سکے ان کے مذہب میں روح کی مثال انسانی صفات کی ہے جس طرح کسی کا کالا اور گورا ہونا بخیل و سخنی ہونا وغیرہ یہ اعراض ہیں ان کے ثبوت وجود کے لئے جسم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جسم کے بغیر ان کا وجود و ثبوت محال ہے اور صوفیاء کے زندہ بھی میں روح غیر مخلوق ہے ان کے نزدیک امر الہی ہے اور امر الہی غیر مخلوق ہے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی صوفی نے قرآنی آیت ﴿وَيَسْأَلُونَكُ عن الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ (بی اسرائیل : ۸۵) کی تفسیر میں روح کے مخلوق نہ ہونے کے ثبوت میں طویل بحث کی ہے جب ان کے ہاں روح غیر مخلوق ہے یا جو ہر نہیں عرض ہے تو لامحالہ روح کے وجود و ثبوت کے لئے جسم کا ہونا ان کے مذہب میں ضروری ہے لیکن علماء اہل سنت کے ہاں روح ایک مستقل مخلوق ہے وہ جسم کے بغیر بھی زندہ رہ سکتی ہے اور کھانے پینے اور چلنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لئے ان کے ہاں اس کے لئے جسم کا ہونا ضروری نہیں ہے اور جسم سے جدا اور علیحدہ ہو کر بھی وہ زندہ رہ سکتی ہے اور عذاب و ثواب کو محسوس کر سکتی ہے۔

قطب الارشاد مولا نارشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں

نبی کریم ﷺ کے حجرے کی دیوار تک جاتا ہے آپ کا حجرہ اس میں داخل نہیں ہے اس وضاحت کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ نبی کریم ﷺ کی قبر کا حصہ جنت کے نکڑوں میں سے ایک نکڑا ہے اس لئے یہ بات صحیح ہے کہ آپ کی روح اس قبر میں ہوا اور جنت میں بھی ہو۔

مفتي عبدالشکور صاحب مولوی قاسم نانوتی صاحب کی کتاب آب حیات کے حوالے سے لکھتے ہیں انبياء علیهم السلام کو ابد ان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے پھر حسبہدایت ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران : ۱۸۵) ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور آیت ﴿إِنَّكُمْ مَيْتُونَ﴾ (الزمر : ۳۰) آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ لوگ بھی تمام انبياء علیهم السلام خاص کر نبی کریم ﷺ کی نسبت فوت کا اعتقاد بھی ضروری ہے میں کہتا ہوں یہ تو ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک جہاں میں مردہ ہو اور دوسرے جہاں میں زندہ ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ایک ہی جہاں کے اندر زندہ بھی ہو اور مردہ بھی اور یہ بات محقق ہے کہ قبر جس کے اندر مردے کے جسم کو فن کیا جاتا ہے وہ اسی دنیا کے جہاں کے اندر ہے کسی دوسرے جہاں میں نہیں ہے اور مردے کے اسی جسم کو زندہ بھی کہنا اور مردہ کہنا بھی محال ہے۔

حالانکہ قبر میں پڑے ہوئے مردے کے جسم کو زندہ کہنے والوں کے لئے مشکل یہ ہے کہ وہ روح کو کوئی جسم چیز نہیں مانتے روح ان کے مذہب میں کوئی ایسی چیز

عقیدہ (۸) مفتی عبدالشکور نے لکھا ہے اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے ہمارے مشايخ اصول و فروع میں امام اُسلمین حضرت ابوحنیفہؓ کے مقلد ہیں خدا کرے کے اسی پر ہماری موت ہو اور اس زمرہ ہمارا حشر ہو۔ الحمد لله ص ۱۷۲۔

میں کہتا ہوں مقلدین اپنے اماموں کی تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان اماموں کی پوری باتوں کی تقلید نہیں کرتے ان اماموں کا جو قول ان کی خواہش کے موافق ہواں کو لے لیتے ہیں اور جو مخالف ہواں کو چھوڑ دیتے ہیں مثلاً مردوں کے سننے کے مسئلہ میں فقهاء حنفیہ کا قول یہ ہے کہ مردے نہیں سننے لیکن موجودہ حنفی مذہب کے اپنے علماء فقهاء کے اس قول کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں اس مسئلہ میں الآیات البیانات فی عدم سماع الاموات ملاحظہ فرمائیں ان ائمہ حنفیہ نے کسی کی بھی تقلید کو ناجائز کہا ہے کیونکہ ہر مسئلہ میں کسی ایک عالم و مجتهد کی تقلید کا مطلب اس کو نبی کا درجہ دینا ہے جیسا کہ نبی کی ہربات پر عمل واجب الاتباع ہوتا ہے اس طرح کسی امام و مجتهد کی ہربات کو واجب الاتباع سمجھنا اس کو نبی سمجھنا ہے اس لئے ائمہ حنفیہ امام ابو یوسف قاضی نے اپنے استاذ امام ابوحنیفہ کے بعض مسائل کو چھوڑ دیا تھا مبسوط سرخسی ج ۱۲ ص ۲۸ میں

بعقاائد و علماء دیوبند ص ۱۶۲ میں مفتی عبدالشکور صاحب لکھتے ہیں : چونکہ انبیاء علیہ السلام سب کے سب زندہ ہیں اس لئے ان کے آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حالانکہ انبیاء علیہم السلام کے مال و ممتاٹ کا وراثت میں تقسیم نہ ہونا ان کے زندہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ وہ مسلمین پر صدقہ ہے۔ عن ابی بکرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لانورث ماتر کناہ صدقۃ (متفق علیہ مثنویۃ مع المرقاۃ ج ۱۰ ص ۳۲۹) ابو بکر صدیق سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے مال و ممتاٹ کا کوئی شخص وارث نہیں ہو سکتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ مسلمانوں پر صدقہ ہے اس وضاحت کے بعد کسی بدعتی کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کے چھوڑے ہوئے ترکے کے وارث نہ ہونے کی وجہ آپ کا زندہ ہونا مردود ہے اسی طرح بعض بدعتیوں کا یہ قول کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے نکاح کے حرام ہونے کی وجہ بھی آپ کا زندہ ہونا ہے یہ بھی بے بنیاد و باطل ہے کیونکہ قرآن کریم میں ان بیویوں کے نکاح کے حرمت کی وجہ ان کا مسلمانوں کی ماں ہے نہ کہ آپ ﷺ کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے۔ ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ﴾ (الازاب : ۶) یعنی آپ ﷺ کی بیویاں مسلمین کی ماں ہیں اس وجہ سے ان کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح حرام ہے۔

الكتاب لهذا وسماه تحكما على الناس من غير حجة فقال ما
أخذ الناس بقول أبي حنيفة وأصحابه الابتر كهم التحكم على
الناس فإذا كانوا هم الذين يتحكمون على الناس بغير اثر ولا قياس
لم يقلدوا هذه الأشياء ولو جاز التقليد كان من مضى من أبي
حنبيه مثل الحسن البصري وأبراهيم النخعي أحرى أن
يقلدوا ولم يحمد على مقال مبسوط نسخى ج ۲۸ ص ۲۸ يعني إمام محمد بن
أمام أبو حنيفة كمسنده وقف كورآن وسنت سے بعيد سمجھتے ہوئے رد کر دیا اور کہا یہ
مسنلہ بغیر دلیل لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے امام ابو حنيفہ اور اس کے اصحاب کے
اقوال کو لوگوں نے اس لئے لیا تھا کہ وہ بغیر دلیل لوگوں پر زبردستی نہیں ٹھونے
جاتے تھے اور اگر یہی ائمہ بغیر دلیل لوگوں پر مسائل ٹھونسنے شروع کر دیں تو ان
کی ہر کسی مسئلہ میں تقید نہیں کی جائے گی اور اگر بغیر دلیل کسی امام و مجتهد کی تقليد
فرض ہوتی تو ان ائمہ سے پہلے لوگوں کی تقليد ضروري ہوتی مثل حسن بصری اور
أبراهيم النخعي کے مؤلف مبسوط کہتے ہیں امام محمد کی اس بات کو حنفی حلقوں میں پسند
نہیں کیا گیا میں کہتا ہوں کلمہ حق کو کسی زمانہ میں پسند نہیں کیا گیا لیکن ائمہ حق نے
کسی موقعہ پر غلط کہنے سے عار محسوس نہیں کی مگر مقلدین کو کلمہ حق سننے کی جراءت
و ہمت کہاں اسی مسئلہ تقليد سے متعلق امام محمد ابو يوسف کا یہ اختلافی مسئلہ
ہے ان دونوں کے اختلافات ان ہی کی زبانی پڑھیے۔

ہے و کان ابویوسف یقوقل اولا بقول ابی حنفیه ولکنه لما حج
مع هارون الرشید فرأى وقوف الصحابة بالمدينة ونواحيها
رجع فافى بلزم الوقف فقد رجع عند ذالك عن ثلاث مسائل
احدها هذه والثانية تقدير الصاع بثمانية ارطال والثالثة اذان
الفجر قبل طلوع الفجر . وقف کے مسئلہ میں ابویوسف قاضی پہلے امام
ابو حنفیہ کے قول پر فتوی دیتے تھے اور جب اس نے هارون رشید کے ساتھ حج کیا
اور صحابہ کرام کی وقف کردہ اشیاء کو دیکھا تو پہلے قول سے رجوع کر لیا اور وقف
کردہ چیز کے لزوم پر فتوی دیا
ابویوسف قاضی نے اس موقعہ پر تین مسئللوں سے رجوع کیا پہلا وقف والا مسئلہ
دوسرًا صاع کی مقدار کے بارے میں تیرا صبح سے پہلے اذان کے جواز کا مسئلہ
یعنی پہلے اس اذان کے جائز ہونے کے قائل نہیں تھے اس سے رجوع کر کے
جواز کا فتوی دیا امام ابویوسف کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ کسی امام و مجتهد کی
تقليد ہر مسئلہ میں نہیں ہے بلکہ جہاں قرآن وسنت سے امام و مجتهد کا قول غلط
ثابت ہو جائے وہاں اس قول کا چھوڑنا فرض ہے اور قرآن وسنت پر عمل ضروري
ہے۔

تمام ائمہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے تقليد کے فرض نہ ہونے کی زبردست دلیل
امام محمد کے اس قول میں ہے۔ وقد استبعد محمد قول ابی حنفیہ فی

المشائخ يجوز اذالم يعتقد الجوارح وقال اكثراهم لا يصح
وعليه الاعتماد فتاوى الهندية عالمگری ج ۲ ص ۲۵۸۔ قرآن کریم میں اللہ
تعالیٰ کی صفات میں جو الفاظ آئے ہیں جیسے لفظید، وجہ، جوہاتھ اور منہ کے معنی
میں نہیں ہے ان الفاظ کے مطلق معنی کو تعین کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا
درست نہیں ہے یا نہیں بعض مشائخ حنفیہ کا قول ہے کہ جائز ہے بشرطیکہ اس کا
ظاہری معنی مراد نہ لیا جائے اور بعض دوسرے مشائخ حنفیہ کا قول یہ ہے کہ ان
الفاظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بغیر تعین معنی کے بھی جائز نہیں اور
یہی قول معتبر اور صحیح ہے۔

يُكْفِرُ بِأَبَاثَاتِ الْمَكَانِ لِلَّهِ تَعَالَى فَلَوْ قَالَ إِذَا هُنَّ^{جُنُونٌ} مَكَانٌ خَالِيٌّ نِيَّتٌ
يُكْفِرُ وَلَوْ قَالَ اللَّهُ فِي السَّمَاءِ فَإِنْ قَصَدَ بِهِ حَكَاهَةً مَاجَاءَ فِي ظَاهِرِ
الاَخْبَارِ لَا يُكْفِرُو اَنْ ارَادَبِهِ الْمَكَانِ يُكْفِرُ وَانْ لَمْ تَكُنْ لَهُ نِيَّةٌ
يُكْفِرُ عَنْدَ الْاَكْثَرِ وَهُوَ الاصْحُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَىٰ . وَيُكْفِرُ بِقَوْلِهِ اللَّهِ
جَلَسَ لِلْاِنْصَافِ اَوْ قَامَ لَهُ بِوَصْفِهِ اللَّهِ تَعَالَى بِالْفَوْقِ وَالْتَّحْتِ
وَلَوْ قَالَ مَرَابِّ اَسْمَانٍ خَدَا اَسْتَ وَبَرِزَ مِنْ فَلَانٍ يُكْفِرُ وَاذا قَالَ خَدَا
فَرِوازَ اَسْمَانٍ اوْ قَالَ اَزْعَرْشِي فَهَذِهِ كَفَرٌ عَنْدَ اَكْثَرِهِمْ ج ۲ ص ۲۵۹

عالمگری۔

لِعِنِ اللَّهِ تَعَالَى كَهْ اَوْ مَكَانِ كَاعْقِيْدَه رَكْنَتَه سَآَدَیِه کَافِرَه هُوَ جَاتَه ہے۔

وَحَكَى اَنْ مُحَمَّدَ اَمَرَ بِمِزْبَلَةٍ فَقَالَ هَذَا مَسْجِدٌ اَبْنِي يُوسُفَ يَرِيدُ بِهِ
اَنْهُ لَمْ يَقُلْ بِعُودِهِ اِلَى مَلْكِ الثَّانِي يَصِيرَ مِزْبَلَةً عِنْدَ تَطَوُّلِ الْمَدَةِ
وَمَرَابِّ يُوسُفَ بِاصْطَبَلٍ فَقَالَ هَذَا مَسْجِدٌ مُحَمَّدٌ يَعْنِي اَنَّهُ كَمَا قَالَ
يَعُودُ مَلِكًا فَرِبَّمَا يَجْعَلُهُ الْمَالِكُ اَصْطَبَلًا بَعْدَ اَنْ كَانَ مَسْجِدًا .
الْمُبْرُوتُ ج ۱۲ ص ۳۲۳ اَمَامُ مُحَمَّدُ كُوڑَا كَرْكَٹَ کَهْ ڈِھِيرَ پَرَ سَهْ گَذَرَے اَوْ كَهَا يَهِ
ابُو يُوسُفَ قاضِي کَيْ مَسْجِدٌ ہے اَسَ لَئِنْهُ کَهْ كَهْتَهِ ہیں وَرِيَانَ مَسْجِدُكَيْ مَلْكِيَّتِ مَالِكٍ
کَيْ طَرَفَ دُوْبَارَهِ نَهِيْنَ لَوْ گَيْ کَهْ اَسَ کَيْ مَلْكِيَّتَ سَهْ هَرَ جَالِ مِنْ خَارِجَ رَهِيْنَ
خَوَاهَ وَهُوَ مَسْجِدٌ آبَادَرَهِ یَا وِرِيَانَ هُوَ جَائِيَه اَسَ لَئِنْهُ کَهْ وَرِيَانَ هُوَ كُوڑَا كَرْكَٹَ کَهْ
ڈِھِيرَ بَھِيْ بَنَ جَائِيَه تَبَ بَھِيْ وَهُوَ اَبُو يُوسُفَ کَيْ مَذَهَبَ مِنْ مَسْجِدَهِ حَكْمَ مِنْ رَهِيْنَ
گَيْ۔

اوْ اَبُو يُوسُفَ قاضِي اَيْكَ گُھُڑُوْنَ کَهْ اَصْطَبَلَ سَهْ گَذَرَے اَوْ كَهَا يَهِ اَمَامُ مُحَمَّدُ کَيْ مَسْجِدٌ
ہے یعنی اَسَ لَئِنْهُ کَهْ كَهْتَهِ ہیں وَرِيَانَ مَسْجِدُكَيْ مَلْكِيَّتِ مَالِكٍ کَيْ طَرَفَ دُوْبَارَه
لَوْ گَذَرَے گَيْ تَوَاسُ کَا مَطْلَبَ یَهِ هَا كَهْ وَهُوَ مَالِكٍ اَسَ مَسْجِدُكَيْ جَلَجَهْ کَوْ اَصْطَبَلَ بَنَاسْکَتَه
ہے کَيْوَنَهِ وَهُوَ جَلَجَهْ اَبَھِيْ مَسْجِدِ نَهِيْنَ رَهِيْ جَبَ وَهُوَ مَسْجِدَنَهِ رَهِيْ اَوْ اَسَ کَا مَالِكٍ اَسَ کَهْ
اَصْطَبَلَ بَنَالَهْ تَوَامِمُ مُحَمَّدَهِ مَذَهَبَ مِنْ جَائزَهُوْگَا۔

عقیدہ (۹) ماجاء فی القرآن من اليد و الوجه لله تعالى وليس
بجارحة هل يجوز اطلاق هذه الاشياء بالفارسية قال بعض

فرق ہے

کسی بزرگ نے حضرت حق سے ناز کر کے پوچھا تھا کہ اے اللہ فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ میں تمہارا بڑا رب ہوں کہا اور منصور نے انا الحق (میں حق ہوں) کہا دونوں کا ایک مدلول ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک مرد وہ وادوسر امقبول جواب ارشاد ہوا کہ فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ ہمارے مٹانے کو کہا تھا اس لئے ملعون ہوا، اور منصور نے انا الحق اپنے مٹانے کو کہا تھا اس لئے مقبول ہوا۔

گفت فرعون نے انا الحق گشت پست☆ گفت منصور نے انا الحق گشت مرت.

فرعون نے انا الحق کہا مرد وہ ہوا، منصور نے انا الحق کہا مقبول ہوا.

رحمۃ اللہ این انار اور وفا ☆ لعنت اللہ آں انار اور قفا.

وفا میں یہ انا اللہ کی رحمت ہے اس انا کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے.

منصور کے انا الحق کے یہ معنی تھے کہ میں کوئی شئی نہیں جس کو انا کہا جاتا ہے وہ بھی حق ہے اور فرعون کے انا الحق کے معنی ہے کہ حق جس کو کہا جاتا ہے وہ میں ہی ہوں سوائے میرے کوئی نہیں ہے جواہر حکیم الامت ص ۳۱۔

حالانکہ فرعون کے اپنے آپ کو بڑا رب کہنے اور حلاج نے اپنے آپ کو انا الحق کہنے کے ماہین کوئی فرق نہیں اس لئے دونوں اس کلمے کے کہنے سے ملعون ہوئے لیکن علماء دیوبند اپنے بدعتی عقیدے کی وجہ سے جو وحدۃ الوجود اور حلول کا عقیدہ ہے حلاج کو ولی اللہ کہنے اور مانے پر مصر ہیں.

اگر کسی نے کہا کہ زمین و آسمان کی کوئی جگہ اللہ تعالیٰ سے خالی نہیں ہے تو اس کلام سے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کہا اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اس سے اس کی مراد یہ ہو جو قرآن و سنت میں مذکور ہے اس پر اس کا عقیدہ نہ ہو تو بعض مشائخ کے نزدیک اس سے کافرنہ ہو گا اور اس سے اس کی مراد اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جگہ کا تعین ہو تو اس سے کافر ہو جائے گا اور اگر اس کی کوئی بھی نیت نہ ہو اور یہ لفظ اس نے بول دیا تو بھی اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک کافر ہو جائے گا یہی قول صحیح ہے

اور مشائخ حنفیہ کا اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کسی نے کہا اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے بیٹھایا کھڑا ہوا یا اللہ تعالیٰ کو اوپر اور نیچے کی جہنوں میں مانا تو کافر ہو جائے گا.

اگر کسی نے کہا میرا خدا آسمان پر ہے اور زمین پر فلاں شخص ہے تو اس کلمہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کسی نے کہا اللہ تعالیٰ آسمان سے دیکھتا یا کہا عرش سے دیکھتا ہے تو اس کلمہ سے وہ کافر ہو جائے گا ہمارے اکثر مشائخ کے قول ہیں.

عقیدہ (۱۰) مشائخ اور بزرگوں کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے بیشک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں راجح ہے البتہ ص ۱۳۲۔

فرعون کے انا الحق کہنے اور حلاج کے انا الحق کے درمیان کیا

اسی عقیدے کے بناء پر حلاج نے اپنے آپ کو خدا کہا تھا اور جب یہ روح دیوبندی جماعت کے حکیم الامت کے نزدیک روح اعظم ہے اور غیر مخلوق ہے ہیں (منصور کون تھے) اس عنوان کے تحت فتاویٰ رشیدہ ص ۱۰۸ میں یہ پڑھئے۔

اور زمین و آسمان سے بھی بڑی ہے تو پھر یہی انسان باعتبار روح کے خدا ہوا اور باعتبار بدن و جسم کے بندہ ہوا ہند انسان ہی خدا و بندہ ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

صوفی نے دیکھا میں کائنات کو پیدا بھی کر رہا ہوں اور ما ربھی

رہا ہوں

فرمایا ایک مرتبہ میں اپنے اسماء و صفات کی طرف متوجہ ہوا تو ننانوے ناموں سے بھی زیادہ پایا پھر تجسس کیا تو اپنے اسماء و صفات کی کوئی عد شمار نہ پائی جب اس مقام پر پہنچا تو اس حالت میں اپنی ذات کو دیکھا کہ کائنات کو پیدا بھی کر رہا ہوں اور ما ربھی رہا ہوں ارباب ولایت کبریٰ پر ایسی حالتیں آ کر گزرتی رہتی ہیں انفاس العارفین مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۲۰، یہ قول شیخ ابوالرضاء کا ہے شاہ ولی اللہؒ نے اس صوفی بزرگ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے فرمایا ایک دفعہ میں نے چشم حقیقت سے دیکھا کہ میرا پاؤں با یزید بسطامی کے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے اور بایاں پاؤں سید الطائفہ جنید بغدادی کے پاؤں سے باندھا گیا ہے اسی عالم میں میں نے شیخ بسطامی کی طرف نگاہ کی تو انہیں غیبت کاملہ کے مقام پر فائز پایا اور شیخ جنید کی طرف دیکھا تو انہیں بے خودی و مد ہوشی سے بے

جماعت تبلیغ کے بانی شیخ الیاس کے پیر و مرشد رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں (منصور کون تھے) اس عنوان کے تحت فتاویٰ رشیدہ ص ۱۰۸ میں یہ پڑھئے۔

بندہ کے نزدیک وہ حسین بن منصور حلاج ولی تھے۔

معلوم ہوا دیوبندی و تبلیغی مذہب میں میں خدا ہوں کہنے والا ولی ہوتا ہے۔

انسان عالم صغير ہے یا عالم کبیر

ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حج ۲۴ ص ۷۲۱ میں ہے۔

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حکماء انسان کو عالم صغير کہتے ہیں اور صوفیاء عالم کبیر کہتے ہیں خلق السموات والارض اکبر من خلق الناس میں تصریح ہے انسان کے ضعیف ہونے کی اس صورت میں حکماء اور صوفیاء کے کلام میں تعارض معلوم ہوتا ہے اور حکماء کی تائید کلام پاک سے ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تعارض پکھنہیں اس لئے کہ انسان میں دو درجہ ہیں ایک کے اعتبار سے حکماء کا قول صحیح ہے اور ایک اعتبار سے صوفیاء کا قول صحیح ہے یعنی مادہ کے اعتبار سے تو انسان عالم صغير ہے جیسا کہ لفظ خلق اس پر دال ہے اور روح کے اعتبار سے عالم کبیر ہے اس سے معلوم ہوا مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک بھی انسان کی روح مخلوق نہیں ہے اور انسان کی روح روح اعظم ہے اس لئے وہ عالم کبیر ہے اور یہ روح زمین و آسمان سے بڑی ہے کیونکہ یہ رب تعالیٰ کی تجلی ہے۔

یعنی جبھی اور عرش اور اللہ تعالیٰ سب ایک ہو گئے نبود باللہ من ذا لک.

صوفی تلخ و بد بودار چیزوں کو انتہائی لذت و خوشی سے

استعمال کر لیتا ہے

شاہ ولی اللہ انفاس العارفین ص ۲۱۳ میں زیر عنوان : بشری خصوصیات کی خصوصیات لکھتے ہیں فرمایا لڑائی جھگڑا صلح پسندی غصہ اور اس قسم کی تمام بشری خصوصیات مختلف قوی کے باہمی امترانج سے پیدا ہوتی ہیں اور سلوک اور مراتب ولایت انہیں قوتوں کے لکڑاؤ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور انسانی مزاج کی انہی مختلف النوع قوتوں سے کام لینے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیج کر انسانوں کو تکالیف شرعی کا پابند بنایا گیا ہے اس کے ثبوت میں کہا جا سکتا ہے کہ عارف بعض اوقات تلخ و بد بودار چیزوں کو بھی انتہائی لذت اور خوشی سے استعمال کر لیتا ہے اس وجہ سے کہ وہ اپنے بعض بشری قوی سے دستبردار ہو چکا ہوتا ہے اس ملعوظ سے معلوم ہوا صوفیت انسان کے ہوش و حواس کو جانے اور اس کے پاگل اور حمق ہو جانے کا نام ہے اسی وجہ سے یہ صوفی غلط گندی و بد بودار چیز کو خشبو دار اور مزے دار سمجھ کر کھا جاتا ہے۔

اس وجہ سے صوفی پاخانہ کو حلوہ سمجھ کر مزے سے ہضم کر جاتا ہے صوفی امت کے حکیم الامت امداد المشتاق ص ۱۰۱ میں فرماتے ہیں ایک موحد سے (یعنی وحدۃ

نیاز زمان و مکان پر حکمران پایا انفاس العارفین ص ۲۱۲ شاہ ولی اللہ نے ان کا یہ ملعوظ بھی نقل کیا ہے۔

شیخ یاقوت عرشی کی وجہ تسمیہ

اس عنوان کے تحت شاہ صاحب فرماتے ہیں فرمایا یعنی شیخ ابوالرضاء نے فرمایا شیخ یاقوت جبھی کے عرشی کہلانے کی وجہ تسمیہ شاید یہ ہے کہ انہوں نے ارض و سموات اور حدود و امکان سے گزر کر عرش وحدت مقام وحدت سے دائمی وابستگی حاصل کر لی تھی ورنہ دل کا مستقل طور ہی سہی عرش کی طرف متعلق و متوجہ ہونا کوئی کمال نہیں کیونکہ اہل تصوف کا پہلا قدم مساویے حق اور جملہ عرش و مافیہ کے خیالات سے گزر جانا ہے کاتب الحروف شاہ ولی اللہ کے نزدیک یہ بھی ممکن ہے کہ شیخ یاقوت کی نسبت عرشی کے ساتھ اس سبب سے نہ ہو کہ ان کے علم کا حدود اربعہ ان کی بلند ہمتی کے سبب عرش حق ہے کیونکہ یہ بات بھی ان کے کمال کی نفی کرتی ہے بلکہ یہ نسبت ان معنوں میں ہو کہ تخلی ذات حق کے بعد وہ اور عرش ایک ہو کر رہ گئے اس مناسبت سے کہ عرش حق کی طرح ان کا وجود بھی انوار و تجلیات حق کا مظہر اتم بن گیا انفاس العارفین ص ۲۱۲-۲۱۳۔

اس ملعوظ کا خلاصہ یہ ہے کہ یاقوت جبھی کو عرشی کہنے کی وجہ بقول شاہ ولی اللہ یہ نہیں کہ اس نے زمین و آسمان سے گزر کر عرش سے دائمی تعلق پیدا کر لیا تھا بلکہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ عرش کی طرح اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مکمل مظہر بن گیا

حوالے پیش کئے اور عقلی و نقلی دلائل دئے مگر اس تمام بحث کے دوران وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا انہوں نے تمام دلائل قبول کر لئے گویا خلاصہ یہ لکھا کہ لفظوں کے پیجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے انفاس العارفین ص ۲۱۷! اس سے صاف عیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔

مسئلہ تو حید خالی کتابوں سے حل نہیں ہوتا

اس عنوان کے تحت شاہ صاحب لکھتے ہیں فرمایا یعنی شیخ ابوالرضاء نے فرمایا تو حید کے موضوع پر کمھی گئی کتابوں کا مطالعہ ریاضت و انجذاب کے بغیر فائدہ نہیں پہنچاتا کیونکہ کتابوں کا مطالعہ عملی مشق کے بغیر تیر کے سوا تیر چلانے کے متراوے ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ان رسائل سے مطلوب کی تائید ہو جاتی ہے انفاس العارفین ص ۲۱۷۔

میں کہتا ہوں اس ملفوظ سے تبلیغی جماعت کے خروج کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کیونکہ یہ جماعت تعلیم و تعلم و درس تدریس کے مرکز کو چھوڑ کر خروج پر زور دیتی ہے اس کی وجہ اس ملفوظ میں بیان ہوئی ہے کہ خالی کتابوں کے پڑھنے سے تو حید منکشف نہیں ہوتی یعنی وحدۃ الوجود والی تو حید یہ تو حید ریاضت و مجاہدت انجذاب یعنی بشری حدود و قیود سے نکل کر عالم سکر و مدد ہوئی میں پہنچ کر اس تو حید کا اکتشاف ہوتا ہے اس بات کے ثبوت میں کہ صوفی کا دوسرا نام احمد و مجنون

الوجود کے عقیدے والے سے) لوگوں نے کہا کہ اگر حلوہ اور غلیظ گوہ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کھالیا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوہ کھالیا اس کو حفظ مراتب کرتے ہیں جو واجب ہے اشرف علی صاحب اس پر یہ حاشیہ چڑھاتے ہیں قوله انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کھالیا، اقول اس کی معتض کی غباوت کے سبب اس تکلف و تصرف کی ضرورت پڑی ورنہ جواب ظاہر ہے کہ یہ اتحاد مرتبہ حقیقت میں ہے نہ احکام و آثار میں۔

صوفی اللہ تعالیٰ کو دنیا میں اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح مومنین قیامت میں دیکھیں گے۔

شاہ ولی اللہ انفاس العارفین ص ۲۱۵ میں فرماتے ہیں فرمایا اہل اللہ کو دنیا میں وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کہ دوسروں کو قیامت میں عطا ہوگا وہ ذات باری کو واشگاف و اشکال سے منزہ بالکل روز قیامت میں دیدار حق کی طرح دنیا میں اچھتی ہوئی بھلی کی صورت میں دیکھتے ہیں اور ان میں سے بعض اس سے بھی زیادہ اور کچھ متواتر دیدار عام کرتے ہیں۔

لفظوں کے پیجاری علماء

اس عنوان کے تحت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں فرمایا میں نے عرفاء و علماء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ وحدۃ الوجود ثابت کر دکھایا عقائد متكلمین پر منی عبارات کے

میری حرارت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔

کشف ذات

شاہ صاحب انفاس العارفین ص ۲۲۸ پر لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ نے فرمایا جس کے سامنے سے پردے اٹھ گئے ہوں تو وہ اپنے پروردگار کو اپنی روح میں دیکھتا ہے اور اسی کو کشف ذات کہتے ہیں۔

صوفی کا یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے عقیدے میں اس کی روح خداوند تعالیٰ کی روح ہے یعنی اس کی مخلوق روح نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی اپنی ذاتی روح ہے اس اعتبار سے یہ صوفی اپنے باطن میں خداوند تعالیٰ ہے۔

ذنو بذاللہ من ذالک۔

ہمہ اوست

شاہ صاحب انفاس العارفین ص ۲۳۱ میں فرماتے ہیں قدماء میں کسی کا شعر ہے۔
 رق از جاج و رقت الْخَمْرِ شیشہ و شراب دونوں شفاف و باریک ہیں یعنی مظاہر جو کہ بمزنلہ شیشہ کے ہیں صاف و شفاف ہے اور محبوب مستور جو کہ بمزنلہ شراب کے ہے وہ بھی غایت درجہ شفاف ہے۔ فتشابھا و تشاکل الامر تو دونوں میں ایسی مشاہدہ پیدا ہو گئی کہ تمیز کرنا مشکل ہو گیا اور صفائی و باریکی کے لحاظ سے ایک دوسرے کے رنگ میں اس طرح ظاہر ہوا کہ لوگوں کی نظرؤں کے لئے

ہے یہ ملفوظ پڑیجے شاہ صاحب انفاس العارفین ص ۲۱۷ میں لکھتے ہیں۔

فرمایا ایک روز میں نے وضو کرنا چاہا کہ اسی دوران کچھ غنوگی سی طاری ہو گئی بعد میں میرے دل میں یہ القاء ہوا کہ یہ مدت غنوگی نو سو ہزار برس کے برابر تھی کاتب الحروف (یعنی شاہ صاحب) کہتا ہے کہ طویل تر زمانوں کو ایک پل کی صورت میں پانادراصل فنا کے حقیقت میں مل جانے سے پیدا ہوا۔

انچ صوفی کا یہ ملفوظ اس کے ہوش و حواس میں ہونے کی حالت میں ناممکن ہے ایک پل ایک پل ہوتا ہے اس کو ہزار برس کہنا کسی مجنوں کی بڑی کے سوا اور کیا ہے۔

صوفی کا نور جہنم کو ٹھنڈا کر دے گا۔

ولی اس دنیا میں جلا جاتا ہے اور تلوار سے قتل کیا جاتا ہے مگر روز قیامت اس کا معاملہ اس کے بر عکس ہو گا آگ بزبان حال پکاری گی: بجز یا مومن فان نور ک بطفی لھبی اے مومن جلدی گزر جا کہ تیرے نور کی کی پیٹ میرے شعلے کی بھڑک کو ٹھنڈا کر رہی ہے انفاس العارفین ص ۲۸ یعنی صوفی اپنے وحدت الوجود - ان الحق - میں خدا ہوں کے عقیدے کی وجہ سے اسلامی سزا پر نیا میں قتل کیا جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے اس عقیدے کی بنا پر حقیقی طور پر مرتد ہو جاتا ہے بلکہ وہ اس دعویٰ کے باوجود روز قیامت ایسے مقام پر ہو گا کہ جہنم پکار کر کہے گی اے مومن جلدی گزر جا کیونکہ تیرے نور نے

جمالِ حقیقی سے مشرف نہیں ہو پا تا حضرت شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ امارد میں خون ہی تو ہوتا ہے جو حسن کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے اگر ان کا خون خارج کر دیا جائے تو کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

حقیقتِ محمد یہ۔ جسے تم محمد کہتے ہوں وہ ہمارے نزدیک خدا ہے

شادہ ولی اللہ^۱ انفاس العارفین ص ۲۳۲ میں لکھتے ہیں فرمایا کبھی تکرار کلمہ لا الہ الا اللہ یا محض جذبے سے ہی تو حیدر شہودی کے تصور کا معنی حاصل ہو جاتا ہے مگر اس کا اعتبار نہیں عین القضاۃ ہمدانی کی اس شطح کہ آں را کہ شما خدا میدانید نزدیک ما محمد است آنکہ شما محمد علیہ میدانید نزدیک خدا است۔ جسے تم خدا جانتے ہو میرے نزدیک وہ محمد علیہ ہے اور جسے تم محمد علیہ کہتے ہو وہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ ہے کہ بیان میں فرمایا چونکہ آنحضرت حضرت وجود (اللہ تعالیٰ) کا آئینہ اور اس کا مظہر اتم ہے اور حقیقتِ محمد یہ یعنی اول و جامع تعبیات و مظاہر ہے اور تمام کائنات کا ظہور ان کے نور سے ہوا ہے اس اعتبار سے عین القضاۃ ہمدانی نے مذکورہ بات کی ورنہ حضرت وجود (اللہ تعالیٰ) تو ہر ذرے میں یکساں طور پر جلوہ گر ہے اور وحدت معنی کے باوجود تکرار لفظ تو محض تلفن عبارت ہے۔ اس ملفوظ کی شرح کی ضرورت نہیں اس میں وحدت الوجود اور محمد علیہ کے خدا

مشکل آن پڑی فکانہ خمر لا قدح جیسے شراب ہے شیشہ نہیں گویا کہ شراب ہے جو نجید ہے اور پیانے کے وجود نہیں و کانہما قدح ولا خمر، گویا پیانے ہے شراب نہیں اور اس طرح کسی نے کہا ہے۔

ان شئت قلت حق لا خلق و ان شئت قلت خلق لا حق
اگر تو چاہے تو کہے کہ حق ہے خلق نہیں اور اگر چاہے تو کہے کہ خلق ہے حق نہیں۔ یہ بھی وحدۃ الوجود پر مشتمل کلمات ہیں۔

اللہ کی طرف سب سے قریب راستہ

بغیرِ دارِ رُحْمَی - خوبصورت - نابالغ لڑکوں کی طرف دیکھنا ہے۔
شادہ صاحب انفاس العارفین ص ۲۳۲ میں لکھتے ہیں۔

کسی نے حضرت شیخ کی خدمت میں بعض متصوفین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اقرب الطرق الی اللہ رؤیۃ الامارہ۔

آپ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا کہ شاید ان کی مراد یہ ہو کہ کائنات کی تمام محسوس اشیاء میں۔ امارد۔ بے ریش لڑکوں کی شکل و مشاہدہ بہت قناسب ہوتی ہے اور ان کی جانب نفس کا میلان بھی زیادہ ہوتا ہے اس اعتبار سے امارد میں روئیت حق کا مشاہدہ زیادہ آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور جن مشائخ نے اس کو برا جانا ہے ان کے پیش نظر یہ خطرہ موجود تھا کہ امارد کو دیکھنے سے سالک عالم شہادت ہی میں محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور کئی دیگر آفات کے خدشے کی بنا پر

تمام کائنات میں جاری و ساری ہے یعنی انسانوں و جنات و ملائکہ و شیاطین و حیوانات مثل کتوں و خزیروں اور گدھوں میں ایک ہی روح ہے اور یہ روح امراء ہی ہے جیسا کہ مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب دیوبندی کے کلام میں گذر چکا ہے اس مفہوم میں کہا گیا ہے کہ عبد القادر جیلانی صاحب اس جگہ سے علوم و فیوض لیتے تھے جہاں سے انبیاء لیتے ہیں اس لئے وہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے لائے دین سے کچھ لینے کے محتاج نہیں تھے وہ اس قرآن کے تابع بھی نہیں تھے اور رسول ﷺ کی احادیث ان کے لئے ہدایت کا باعث نہیں تھی نعوذ بالله من الضلال یہ ہے صوفیت کی حقیقت۔

شاہ ولی اللہ اور صوفیت

شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات جو صوفیت اور عقیدہ وحدت الوجود یا وحدۃ الشہود پر دلالت کرتے ہیں یہ ان کی وہ تحریرات ہیں جو ان کے حج پر جانے سے پہلے انہوں نے لکھی تھی اور حج سے واپس آنے کے بعد انہوں نے ایسی تمام باتوں سے رجوع کر لیا تھا اور وہ صحیح العقیدہ ہو گئے تھے یہ بات میں نے جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے احباب سے سنی لیکن یہ اس سے کون سی روح مراد ہے یہ رب تعالیٰ کی روح ہے جو مخلوق نہیں یہی روح تمام کائنات کی متصرف اور کنٹرول کرنے والی ہے اور یہ روح تمام کائنات کی حیات بھی ہے اس روح سے دنیا کی ہر چیز زندہ ہے اور یہی روح یکساں طور پر ہیں۔

ہونے میں صاف اور واضح ہے یہی ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔

صوفیاء کے قول سید عبد القادر جیلانی کی مجلس میں انبیاء و اولیاء تشریف لا یا کرتے تھے کا مطلب

شاہ صاحب انفاس العارفین ص ۲۲۸ میں فرماتے ہیں سید عبد القادر جیلانی کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کی مجلس میں انبیاء کرام و اولیاء عظام تشریف لا یا کرتے تھے کی تاویل میں فرمایا کہ حضرت عبد القادر حقیقت روح جو کہ تمام کائنات میں جاری و ساری ہے سے واصل تھے اس لئے آپ اسی مرکز و منع ہدایت سے گفتگو و عظ و تبلیغ فرمایا کرتے تھے جہاں سے دوسرے اولیاء کرام یا انبیاء فیضان حاصل کرتے ہیں اس بات کو تسامح کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا کہ آپ کی مجلس میں انبیاء کرام تشریف لا تھے تھے۔

اس مفہوم میں دو باتیں قبل غور ہیں (۱) عبد القادر جیلانی صاحب اس حقیقت روح سے واصل تھے جو تمام کائنات میں جاری و ساری ہے۔ (۲) یہی روح مرکز ہدایت و منع فیضان ہے۔

اس سے کون سی روح مراد ہے یہ رب تعالیٰ کی روح ہے جو مخلوق نہیں یہی روح تمام کائنات کی متصرف اور کنٹرول کرنے والی ہے اور یہ روح تمام کائنات کی حیات بھی ہے اس روح سے دنیا کی ہر چیز زندہ ہے اور یہی روح یکساں طور پر

اربعہ اور ان کے اصول فقہ کی کتابوں اور ان احادیث جن سے وہ استدلال کرتے ہیں کے مطالعہ کے بعد مجھ نور بصیرت سے معلوم ہوا کہ فقہاء محدثین کی روشن ہی اختیار کی جائے بہر حال شاہ صاحب سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ آپ طریقہ صوفیت پر تھے اور اگر کسی جگہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ شاہ صاحب نے اس طریقے سے رجوع کر لیا تھا تو فہارنہ ان کو اسی راستے کا سالک سمجھا جائے گا۔ شاہ صاحب کے علاوہ شیخ عبدال قادر جیلانیؒ اور امام غزالیؒ کو بھی اسی راستے پر گام زدن پایا گیا ہے صاحب کتاب *اللکھف عن حقیقت الصوفیاء* نے ان دنوں بزرگوں کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ حضرات بھی صوفیت کے طریقے پر تھے شاہ ولی اللہؒ کی طرح شیخ عبدال قادر جیلانیؒ کے بعض مسائل کی وجہ سے جن میں انہوں نے محدثین کے مسلک کو ترجیح دی ہے بعض لوگوں نے ان کو صحیح العقیدہ سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ بات ان کے عقیدہ صوفیت پر نہ ہونے کی دلیل نہیں صوفیت کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہے اس لئے کسی شخص کا صوفی وحدت الوجود اور وحدت الشہود والے عقیدے پر ہونا اور اس کا آمین بالجھر و رفع یہ دین پر عمل کرنا اور امام کے پیچھے سورہ الفاتحہ پڑھنا و متنضاد امر نہیں ہو سکتے۔

اللکھف عن حقیقت الصوفیاء کی پانچویں فصل میں صوفیوں کی تکفیر کا عنوان قائم کیا ہے اس فصل میں انہوں نے ان صوفیوں کا ذکر کیا ہے جن کے کافر ہونے پر علماء اسلام نے فتویٰ دینے تھے اس فصل میں انہوں نے لکھا ہے۔

اس بارہ سال کے عرصے کے بعد میرے سر میں حرمین شریفین کی زیارت کا سودا نہیا ۱۳۲۴ھ کے اوآخر میں حجج کی سعادت سے مشرف ہوا اور ۱۳۲۳ھ میں مجاورت مکہ مکرمہ زیارت مدینہ شیخ ابو طاہر قدس سرہ اور دوسرے مشائخ حرمین سے روایت حدیث کا شرف حاصل کیا اسی دوران حضرت سید البشر علیہ افضل المصلوحت و اتم التحیات کے روضہ القدس کو مرکز توبہ بنانے کر فیوض حاصل کئے علماء حرمین اور دیگر لوگوں کے ساتھ دلچسپ صحبتیں رکھیں اور شیخ ابو طاہر سے خرقہ جامعہ حاصل ہو گیا جو بلاشبہ تمام اسلامی خرقوں کا جامع ہے اسی سال کے آخر میں فریضہ حج ادا کیا ۱۳۲۵ھ میں عازم وطن ہوا اور اسی سال بروز جمعہ ۱۳۲۶رجب المرجب صحیح سالم وطن پہنچ گیا اس سے تھوڑا آگے ان کے یہ الفاظ ہیں اور طریقہ سلوک جو خداۓ بزرگ و برتر کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اور جسے اس دور میں رائج ہونا ہے وہ مجھے الہام کیا گیا جسے میں نے اپنے دوسراں لمعات اور الطاف القدس میں قلم بند کر دیا ہے۔

شاہ صاحب کے یہ الفاظ اور طریقہ سلوک صوفیت کے طریقے کی طرف اشارہ کرتے ہیں شاہ صاحب کی کتاب *انفاس العارفین* سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ اس کتاب کی تالیف تک طریقہ صوفیاء پر تھے ہاں البتہ مسائل فہریہ میں شاہ صاحب نے محدثین کے مذہب کو ترجیح دی ہے اور تقلید کو انہوں نے ترک کر دیا تھا اس بات کا ذکر اس کتاب میں بھی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں مذاہب

اور شیخ احمد بن رفای پر کفر والحاد فتوی لگایا گیا اور شہاب الدین سہروردی (یحیی بن جبش) کو حلب میں زندیق ہونے پر قتل کر دیا گیا شیخ عبدال قادر جیلانیؒ کی قبر کو اکھیر کراس کی ہڈیاں نکالی گئیں اور دریائے دجلہ میں پھینک دی گئیں۔

یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اور زندیقت و کفر والحاد کے عقیدے کی بنا پر قتل کئے گئے ان میں سے بہت آج دنیا کی نگاہوں میں بڑے اولیاء سمجھے جاتے ہیں ان کا تذکرہ اولیاء پر لکھی گئی کتابوں میں ملتا ہے ظاہر ہے جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہیں کی طرح زندیقت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات المکہ کو جماعت تبلیغ کے امام و پیشوامولوی زکریا صاحب تبلیغی نصاب و فضائل اعمال میں شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں اور حلاج جیسے مخدوٰ زندیق کو دیوبندیوں کے پیرو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشید یہ میں وی اللہ لکھا ہے۔

اولیاء میں صدقہ کے درجے تک پہنچنے کے لئے زندیق ہونا

شرط ہے

شیخ ظفر احمد صاحب عثمانی دیوبندی اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۱ میں لکھتے ہیں۔

قلت و العجب العجاب ان بعض المحدثین قد اتهموا بالکذب
ولقد صدق من قال ان الرجل لا يبلغ درجة الصديقين حتى یرميه

ابو یزید بسطامی کو ان کے شہر سے سات بار جلاوطن کیا گیا اور زوالنون مصری کو مصر سے ہٹھکڑیاں لگا کر بغداد لایا گیا ان کے ساتھ گواہوں کی ایک جماعت تھی جنہوں نے ان کے زندیق ہونے کی شہادت دی۔

اسی طرح ایک اور صوفی سمنون الحب کے بارے میں خلیفہ نے ان کی گردن مارنے کا حکم جاری کیا اور مشہور صوفی ابوسعید الحزاڑ پر علماء وقت نے کفر کا فتوی لگایا اور زندیقت والحاد پر حلاج کو قتل کر دیا گیا۔

اور جنید بغدادی پر بہت دفعہ کفر کا فتوی لگایا گیا مگر انہوں نے فقہی مسائل میں پڑکر اپنے آپ کو صوفی نہیں فقیہ ظاہر کیا اور اپنے باطن میں صوفیت کو چھپا لیا اس بنا پر قتل سے بچ گئے۔

علماء اسلام نے سبکی کے اوپر کتنی بار کفر کا فتوی لگایا امام ابو بکر بن بلاسی کو مغرب سے ہٹھکڑیاں لگا کر نکالا گیا مصر میں بادشاہ کے سامنے شہادتیں دی گئیں زندہ حالت میں اس کا چڑرا اتارا گیا پھر قتل کیا گیا یا قتل کے بعد اس کا چڑرا ادھیڑا گیا۔

علماء اسلام نے امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کو جلا دیا اور اس کے اوپر کفر کا فتوی لگایا گیا امام غزالی کی کتاب کے جلانے کے فتوی دینے والے قاضی عیاض اور امام ابن رشد جیسے علماء و فقهاء تھے ابو الحسن شاذلی کو مغرب سے نکال دیا گیا اور مصر کے شہر اسکندریہ کے گورنر کو علماء نے لکھا کہ ایک زندیق مغرب سے تمہاری طرف آنا چاہتا ہے۔

السلام کی قوم کا عمل کرنے والے) کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ اپنی ولایت چھپانے کے لئے گناہ کرتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب نے امداد المشاق ص ۳۶۹ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے حاضرین سے عرض کیا کہ صوفی کون ہے اور ملامتی کون فرمایا صوفی وہ ہے کہ سوائے اللہ کے دنیا و خلق سے مشغول نہ ہو اور ردِّ وقوف مخلوق کی پرواہ نہ کرے اور مدح و ذم اس کے نزدیک برابر ہو اور ملامتی وہ ہے کہ نبی کو چھپانے اور بدعت کو ظاہر کرے یعنی لوگوں کے سامنے عبادت میں مشغول نہ ہو بلکہ اس کے مقابلے میں برائی میں مشغول ہو اس لئے صوفیاءِ عشق و معاشرۃ میں زیادہ ڈپسی لیتے ہیں غیر محروم عروتوں اور بے ریش بڑکوں کے ساتھ برائی میں مشغول رہتے ہیں۔

الکشف عن حقیقت الصوفیاء ص ۳۵۵ میں ہے فرقہ ملامتیہ حمدون القصار کی طرف منسوب ہے یہی اس کا بانی ہے اور اس فرقہ کی نشوونما حمدون القصار کے شاگرد عبداللہ بن منازل سے ہوئی یہ شخص ۳۶۹- یا ۳۰۳ میں نیشاپور میں فوت ہوا۔ یہ فرقہ اپنے آپ کو ملامت کرنے کی وجہ سے ملامتیہ کہلاتا ہے اس فرقے کے لوگ شریعت کی مخالفت کے کام کرتے ہیں جانوروں کے ساتھ برا فعل کرنا، ہتراب پینا افیون اور نشہ اور چیزوں کا استعمال کرنا چوری کرنا ان کے معمولات ہیں۔ یہ لوگ اس طریقے سے اپنی ولایت اور صدقیت کو چھپاتے ہیں۔

سبعون صدیقاً مثلہ بالکفر والزنادقة و هكذا سنة الله في أولياء.

بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض محدثین نے حسن بن زیاد لولوی پر کذاب ہونے کی تهمت لگائی ہے سچ کہا اس نے جس کا یہ قول ہے کوئی شخص اولیاء میں صدقیقوں کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ستر صدقیق اولیاء اس کے اوپر کفر و زندقی ہونے کی تهمت نہ لگادیں اللہ کے اولیاء میں اس کی یہی سفت جاری و ساری ہے مولوی ظفر احمد صاحب عثمانی کے اس بیان سے واضح ہے کہ کسی شخص کے صدقیقین کے درجے تک پہنچنے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ ایسے اعمال کرے جو شریعت اسلامیہ میں کفر و زندقیت تک ہوں ان کفر و احادیث کے اعمال کر لینے کے بعد ایک صدقیق کے فتویٰ سے کہ وہ زندقی ہے صدقیق نہیں بنے گا بلکہ ستر صدقیقوں کی اس قسم کی شہادت درکار ہو گی۔

حسن بن زیاد لولوی امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہے حنفی مذہب کے بڑے فقہاء میں اس کا شمار ہوتا ہے حافظ ابن حجر نے لسان المیز ان میں ج ۲۰۹ یہ لکھا ہے امام ابو داؤد حسن بن علی الحلوانی سے نقل کرتے ہیں۔ میں نے حسن بن زیاد لولوی کو نماز میں دیکھا جب وہ سجدہ میں گیا تو اپنے برابر والے بڑ کے کابوسہ لیا اور احمد بن سلیمان الرہاوی کہتے ہیں میں نے اس کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے جب وہ سجدہ میں جاتا تو برابر والے بڑ کے کے رخسار کی چکلیاں لیتا یعنی بے ریش بڑ کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتا یہ عمل زیادہ تر لوٹی (لوٹ علیہ)

۱۶	انگریزوں کے ساتھ خضر علیہ السلام
۱۶	ایک ہندو قوم پرست کا تبلیغی جماعت پر اظہار طہانت
۱۶	اسلامی تحریک کے قاتل کو جنت کا سرٹیفیکٹ
۱۸	محمد ﷺ کے نور سے اور باقی مخلوق ﷺ کے نور سے
۱۸	جماعت تبلیغ کی بنیاد اشرف علی تھانوی کی تعلیم عام.....
۱۹	جماعت تبلیغ کی کرامت سے کھایا ہوا کمراد و بارہ زندہ
۱۹	قبروں اور مزاروں کے ساتھ مسجد بنانا
۱۹	قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا
۲۰	قبروں میں تمام عبادات، نماز، اذان و تلاوت.....
۲۰	نبی کریم ﷺ کی روح بدن سے جدا نہیں ہوئی
۲۱	قبر سے بزرگ کی اپنے مہمانوں کی ضیافت
۲۱	قبر سے جواب ”تیر امال محفوظ ہے“
۲۲	میت کا کشف
۲۲	جماعت تبلیغ کے جاہل مبلغین اپنی عاقبت کی فکر کریں
۲۳	رسول ﷺ نے قبر سے لوگوں سے مصافحہ کیا
۲۳	رسول ﷺ اپنی قبر سے نکل کر لوگوں کو ادھر ادھر.....
۲۳	قبر سے رسول ﷺ کی بڑھیا کو صبر کی تلقین

فہرست مضمون

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمة الکتاب	۱
تبليغی دینی یوبندی جماعت کا تباہ کن صوفیت کا عقیدہ	۷
بانی جماعت کا قبروں پر مراقبہ	۸
اہل قبور سے فیض کا حصول	۸
قین سوالیاء حرم میں ہر وقت رہتے ہیں	۸
تبليغی جماعت دینی یوبندی جماعت ہے	۹
بانی جماعت صوفی تھے	۹
بانی جماعت نے سات برس کامل پانی نہیں پیا	۱۰
مولوی الیاس کی والدہ کا دعویٰ مجھے اللہ کھلاتا پلاتا ہے	۱۰
رسول ﷺ مولوی الیاس کے والد کے جنازہ کے.....	۱۱
معین الدین چشتی کو ایک صوفی نے کچھ کھلا کر صوفی بنایا	۱۱
جماعت تبلیغ کی غیبی آدمی سے تائید	۱۲
ہندوستان کی نسبت حجاز میں تبلیغ کی زیادہ ضرورت	۱۲
آپ ﷺ نے کبھی کفار کے ملک میں مبلغ نہیں سمجھے	۱۲
کفار کے ملک کی طرف قرآن لے جانے کی ممانعت	۱۲

۳۹	تبليغی چلمگانے والا مجاہد کی موت مرتا ہے اور نہ لگانے والا.....
۴۰	تبليغی چلوں کی حقیقت کا اکشاف
۴۱	شاہ عبدالعزیز کی پگڑی
۴۰	صوفی اپنے آپ کو سور و کتے سے بھی بدتر سمجھتا ہے
۴۰	صوفیاء کتوں اور خنزیریوں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں
۴۱	بعض اولیاء ایسے ہیں کہ کعبہ خود ان کی زیارت کو جاتا ہے
۴۲	کعبہ شریف کے پھر بول پڑے
۴۲	کعبہ کا طواف کیا بلیک کا جواب نہیں سنائی بلیک کا کیا فائدہ
۴۳	لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی پاک.....
۴۳	مسجدوں کے بجائے قبروں اور مزاروں پر چلے
۴۵	صوفیوں کا براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرنے کا دعویٰ
۴۶	کتابوں میں کیا رکھا ہے کچھ سینے سے عطا فرمائیے
۴۷	اللہ کی طرف سے حاجی کون خط، تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف.....
۴۷	صوفیوں کی طرف سے لوگوں کو جنت کے پروانے اور اللہ.....
۴۸	ستائیں سو میل سے صحیح کی نماز مکہ میں
۴۸	حضر علیہ السلام پانچ نمازیں کہاں پڑھتے ہیں
۵۰	جب تک عشق پیدا نہ ہوا س وقت تک ان واقعات پر.....

۲۲	نبی کریم ﷺ نے اپنی قبر سے عثمان گوپانی کا ڈول پیش کیا
۲۵	رسول ﷺ نے اپنی قبر سے مسلمان کو سفر خرچ..... غیبی درہم
۲۵	رسول ﷺ کی قبر سے روٹی کی وصوی
۲۶	شرک و بدعت کی طرف دعوت دینے ایک اور کہانی
۲۶	درود پڑھنے والے کا آپ ﷺ نے منه چوم لیا
۲۸	جماع کی رات دنیا کے تمام ولی بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں
۳۰	نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے والا یہ سمجھے کہ میں.....
۳۲	رسالة فضائل حج کی تالیف پر بشارت
۳۲	رسول ﷺ کے سر پر انگریزی ٹوپی
۳۵	رسول ﷺ علماء دیوبند کے شاگرد
۳۵	رسول ﷺ آسمان سے مدرسہ دیوبند کا حساب لینے آئے
۳۵	شیطان کمی بزرگوں کی شکل بنا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے
۳۶	دعا بزرگوں کے وسیلے سے مانگنی چاہیے
۳۷	بزرگوں کی قبر پر دعا کرنا، رسول ﷺ کے بالوں نے.....
۳۸	جماعت تبلیغ کا دوسرا جماعتیں کے ساتھ سلوک
۳۸	تبلیغ پر نکلے ہوئے مرد کی نظر اگر حاملہ عورت پر پڑ جائے.....

۷۳	اپنے یہودی پیر سے میر اسلام کہنا
۷۵	ستز کروڑ نیکیاں
۷۵	شیخ کی روح کسی خاص جگہ مقید نہیں بلکہ وہ اپنے مرید.....
۷۶	پیر اور شیخ کا اصطلاحی عالم ہونا ضروری نہیں
۷۶	مزاروں کا چڑھاوا اور علماء دیوبند
۷۶	خولجہ اجمیر کے مزار پر مراقبہ
۷۷	پیر کامل اگر جانماز کو شراب سے رنگ دینے کا کہہ تو.....
۷۷	شاہ عبدالعزیز و سید احمد بریلوی کے آستانے کے کتے.....
۷۷	تبلیغ شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں کو جامع ہے
۷۷	صوفیاء کے نزدیک طریقت و حقیقت کیا ہے
۷۸	ایک مرید کا خواب کہ پیر کی انگلیاں شہد میں اور مرید کی.....
۷۸	عشاق کی جنت وہ ہے جس میں دوست کی ملاقات ہو اور.....
۷۸	تبليغ سے مولانا تھانوی کو ایصال ثواب
۷۹	جماعت تبلیغ کے کارکنان کو مخالفین کی بات نہ سننے کا حکم
۷۹	سمندروں اور دریاؤں پر صوفی کی حکومت
۸۱	یہاں کے زندہ تو زندہ مردے بھی لڑتے ہیں
۸۱	دیوبندی علماء بزرگوں کی کرامات، کوادیوبندی مذہب.....

۵۱	اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے ہر جگہ نہیں
۵۲	حلول کا عقیدہ
۵۳	ظہور و حلول میں فرق
۵۸	عقیدہ وحدت الوجود
۵۹	جبرائیل کون تھے؟ محمد ﷺ خود جبرائیل تھے
۵۹	صوفیاء کے نزدیک حلوا و غلاظت دونوں ایک چیز ہیں
۶۱	آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے اس لئے سجدہ کیا کہ وہ.....
۶۲	سورج چاند ستارے رب تعالیٰ کے مظاہر ہیں ابراہیم.....
۶۳	شیطان کا جنت میں جانے کے مسئلہ پر صوفی سہل.....
۶۴	اولیاء اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو سکتے ہیں
۶۴	دنیا میں کوئی کسی پر ظلم کرے تو صوفی کہتا ہے کہ.....
۶۴	دیوبندی و تبلیغی جماعت کے شیوخ واکابرین کا پیر.....
۶۵	صوفی کا اپنا کوئی رنگ نہیں ہوتا
۶۸	کفر و ایمان کی تفریق بے معنی ہے
۷۰	رسول ﷺ کائنات کی اصل تھے
۷۰	اصحاب خدمت ابدال
۷۲	ولادیت کے ٹھنڈوں

۹۰	انسان کا ظاہر عبد اور باطن حق ہے
۹۰	کلمہ تو حید بھی شرک ہے
۹۱	الصوفی حوال اللہ۔ صوفی ہی اللہ ہے
۹۱	دیوبندی اکابرین کا عقیدہ ختم نبوت محمد ﷺ ایک نہیں سات ہیں
۹۳	سلوک ایک اہم ترین رکن تو حید مطلب
۹۷	خفیہ دیوبندیہ کا قرآن کے بارے میں عقیدہ
۹۹	قرآن کو بوسہ دینا اور چونما اس لئے کوہ کلام اللہ ہے
۱۰۰	ایک صوفی کا خواب کہ رسول ﷺ اپنی قبر مبارک میں.....
۱۰۱	اپنے بدعتی پیر سے ہمارا بھی سلام کہنا
۱۰۱	وحدة الوجود کی ایک اور مثال
۱۰۲	عارفین کی جنت میں نہ حور ہوگی اور نہ قصور مگر یہ کلمہ.....
۱۰۲	ایک صوفی نے اپنے پیر کو خاوند سے تعبیر کیا
۱۰۳	خدا کو خدا سے کیا ذر
۱۰۴	رمضان میں بیس تراویح کے حساب قرآن ختم کرنے.....
۱۰۴	عقائد علماء دیوبند ماخوذ از محدث علی المفتاح
۱۱۲	قطب الارشاد مولانا نارشید احمد گنگوہی کا فرمان
۱۱۸	فرعون کے ان الحق اور حلائق کے ان الحق کہنے میں کیا فرق ہے

۸۲	قاسم نانوتوی صاحب نے زندہ آدمی کا جنازہ پڑھا وہ.....
۸۳	ابوالوقت اولیاء
۸۳	قبوں پر قبہ بنانا
۸۳	مرنے کے بعد بھی بزرگوں کے فیوض و برکات باقی رہتے ہیں
۸۳	صوفی جنید کی نظر پڑنے سے کتابِ کمال ہو گیا
۸۳	صوفیاء کے دو اسلام
۸۳	سات اولیاء نے اپنے بدن کا گوشت اللہ کے نام پر.....
۸۵	لا الہ الا اللہ کے تین معنی
۸۶	مرتبہ حق ایقین پر پہنچنے سے تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں
۸۶	بعض کتابوں میں الیس کی مدح پائی جاتی ہے
۸۶	اللہ کی زیارت کرنی ہے تو عشاء کی نماز نہ پڑھ
۸۷	وقت نزع کلمہ پڑھنے سے انکار
۸۷	عورت مظہر دکی اور مرد مظہر حق کا ہے
۸۷	جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ اس کے اسماء و صفات ہیں
۸۸	بعض لوگوں نے حضرت حق کو ابوبکر صدیق کی شکل میں دیکھا
۸۹	مطلوب کا تصویر شیخ کی صورت میں کرنا جائز ہے
۸۹	ذکر نقشی و اثبات

- ۱۱۹ انسان عالم صغير ہے یا عالم کبیر
صوفی نے دیکھا میں کائنات کو پیدا بھی کر رہا ہوں اور.....
- ۱۲۰ شیخ یا قوت عرشی کی وجہ تسمیہ
صوفی تلخ اور بد بودار چیزوں کو انتہائی لذت و خوشی.....
- ۱۲۱ صوفی اللہ تعالیٰ کو دنیا میں اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح.....
لفظوں کے پچاری علماء
- ۱۲۲ مسئلہ تو حید خالی کتابوں سے حل نہیں ہوتا
صوفی کا نور جہنم کو ٹھنڈا کر دے گا
- ۱۲۳ کشف ذات
۱۲۴ ہمہ اوست
- ۱۲۵ اللہ کی طرف سب سے قریب راستہ
حقیقت محمد یہ۔ جسے تم ﷺ کہتے ہو وہ ہمارے نزدیک.....
- ۱۲۶ صوفیاء کے قول سید عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں انبیاء.....
شاہ ولی اللہ اور صوفیت
- ۱۲۷ اولیاء میں صدقیق کے درجہ تک پہنچنے کیلئے زندیق ہونا شرط ہے
اولیاء اللہ اپنی ولایت کو چھپانے کے لئے گناہ کرتے ہیں